

۹۶۲

لَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ إِلَّا رَغَامُ الشَّيَاطِينِ

بحوله تعالى این رساله متبرکه که نمش

ارغام الشیاطین فی

تردید متعه المتشبعین

تصنیف علامه فہامہ رئیس المتکلمین امام المناظرین مقبول بارگاہ احد  
حضرت مولانا حافظ سید عبدالصمد السہسوانی مسکن المودودی نسا  
و انجمنی مذہباً و اہل بیت شریفا و امام التدریسی و  
بسعی و کوشش

مولوی محمد نبار سی خان صاحب تحصیلدار و مرزا سلیم بیگ صاحب پیشکا  
قصبہ پھیوند ضلع اٹا وہ

مطبع عام الاکبر طبع شد  
درج مفید الزیو



بسم الله الرحمن الرحيم

تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا و صلى  
الله على سيدنا محمد الذي ارسل الى الناس كافة نذيرا وبشيرا وسلم  
عليه وعلى اله واصحابه واجبا به تسليما كثيرا كثيرا ثم لنزاع من كل  
شيعة ايهم اشد على الرحمن عتيا

بعد حمد و صلوة کے فقیر عبد الصمد سہسوانی حضرات اہل اسلام کی خدمت میں ملتمس ہے کہ  
سید یعقوب علی اسپر سید غلام علی طالب علم مدرسہ پھونڈ نے ایک تحریر متعہ کی حرمت میں  
باتد عار شیخ فدا حسین شیعہ ساکن اٹا وہ لکھنؤ تھی حضرات اہل تشیع پھونڈ و اٹا وہ  
نے اسکا جواب اپنے مجتہد مولوی عمار علی نزیل بھرت پور سے لکھوا کر نام اسکا اثبات  
رکھا اور اظہر علی ساکن پھونڈ کی طرف منسوب کر کے چھپوایا چونکہ مجتہد صاحب نے اپنے  
جواب کی بنیاد کو محض مغالطہ وہی پر قائم کیا ہے اور نیز فقیر کی جانب خطاب فرمایا ہے  
اسوجہ سے اسکا جواب فقیر نے ضروری سمجھ کر تحریر کیا اور نام اسکا انعام الشاطین  
فی تردید متعہ الملتشیعین رکھا واضح رہے کہ فقیر نے سید یعقوب علی طالب علم کی تحریر سے

اؤں کا قول یہ لفظ قال السید نقل کیا ہے اور مولوی عمار علی صاحب کے قول کو قال المجتہد سے شروع کیا ہے اور اپنے قول کو لفظ اقول سے لکھا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ کوئی کلمہ اپنی جانب سے خلاف تہذیب نہیں لکھا گیا ہے البتہ جو کچھ اونہوں نے لکھا ہے اوسکا جواب دیا گیا ہے چونکہ اصل بحث متعم کی حرمت و حلت میں ہے لہذا قبل جواب کے اوسکے حرام ہونے کو آیات کلام اللہ اور احادیث کتب مجتہدین شیعہ سے ثابت کرتا ہوں واللہ المستعان وعلیہ التکلیل

### پھلی آیت حرمت متعم میں

والذین هم لفروجهم حافظون الا علیٰ انر واجھما وما ملکت ایمانھما فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک هم العادون ترجمہ جو لوگ اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی بی بیوں سے یا اپنی لونڈیوں سے تو اوپر نہیں ملاست اور پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوا وہی ہے حد سے بڑھنے والا فائدہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اول شہوت کے روکنے کو مطلقاً کلمہ والذین هم لفروجهم حافظون سے بیان فرمایا بعدہ لفظ الا علیٰ انر واجھما زوجہ اور اوما ملکت ایمانھما سے مملوکہ کو مستثنیٰ فرمایا اور انہیں دونوں سے مباشرت کرنے پر عدم ملاست کو لفظ غیر ملومین میں بیان فرمایا اور سوا سے زوجہ اور لونڈی کے اور عورات کو خواہ ممتوعہ ہو یا محللہ لفظ وراء ذلک سے خارج فرمایا اور اس شخص کو کہ جو سوا سے زوجہ اور مملوکہ کے کسی عورت کا متغی ہو فاولئک هم العادون میں داخل فرمایا ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ داخل ازواج نہیں کیونکہ ازواج اربعہ سے بحالت اجتماع زاید نہیں ہو سکتیں در ممتوعہ مقید باریع نہیں بلکہ جس قدر مرد کی خواہش ہو اوس قدر عورتوں سے متعم کر سکتا ہے چنانچہ استنبصہاں فی باب تجویز الجمع من الاکثر من اربعة فی المتعة میں درارہ سے

روایت ہے فان قلت ما تحلی من المتعة قال کم شئت ترجمہ یعنی اگر کہے  
تو کس قدر حلال ہو سکتی ہیں عورتیں متعہ سے فرمایا بس قدر چاہے تو اور لوازمات زور  
بھی ممتوعہ سے معدوم مثلاً زوجہ میں تو ارث ضرور ہے اور ممتوعہ میں مفقود چنانچہ  
تہذیب الاحکام فی باب انہ اذا شرط ثبوت الميراث فی المتعة میں  
مذکور ہے من الاحکام الانزمت فی المتعة نفی التوارث یعنی احکام لازمہ  
فی المتعہ سے ہے نفی توارث اور فقہائے شیعہ کو بھی اقرار اس امر کا ہے کہ مرد اور  
زن ممتوعہ اور محللہ کہ در میان میں زوجیت متحقق نہیں چنانچہ ابن بابویہ  
نے کتاب الاعتقادات میں لکھا ہے اسباب حل المرأة عندنا اربعة  
النکاح و ملک الیمین و المتعة و التحلیل ترجمہ یعنی نزدیک ہمارے  
عورت کے حلال ہونیکے چار سبب ہیں اول نکاح دوسرے ملک یمین تیسرے متعہ  
چوتھے تحلیل اور ممتوعہ ملک یمین میں بھی داخل نہیں ورنہ بیع اور اعتاق یعنی  
آزاد کرنا جائز ہو پس جو عورت کہ ازواج اور ملک یمین سے خارج ہے صراحۃً ازل  
آیت کے حکم سے حرام ہے اور یہی آیت بعینہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ۲۹ پارہ سورہ  
معاہج میں نازل فرمائی۔

### دوسری آیت حرمت متعہ میں

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکم المحصنات المؤمنات فعن ما ملکت  
ایما انکم من فتیاتکم المؤمنات واللہ اعلم یا ایما انکم بعضکم من بعض  
فانکھوھن باذن اھلھن واتوھن اجورھن بالمعروف محصنات غیر  
مسافحات ولا متخذات اخدان فاذا حصن فان اتین بفاحشة فعلیھن  
نصف ما علی المحصنات من العذاب ذلک لمن خشی العنت منکم وان  
تصبروا خیر لکم واللہ غفور رحیم

ترجمہ اور جو کوئی نیا دے تم میں مقدور اسکا کہ نکاح میں لادے بیسیان مسلمان تو  
جو ہاتھ کا مال ہے آپس کی تمہاری لونڈیاں مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہے  
تمہاری مسلمانی تم آپس میں ایک ہو سوا و نکو نکاح کرو انکے لوگوں کے اذن سے  
دیوانے مہر موافق دستور کے قید میں آئیوالی نہ مستی نکالی گئیں نہ یاری لگئیں  
چپ کر پھر جب وہ قید میں آچکیں تو اگر کریں جیانی کا کام پس اوپر ہے آدمی  
وہ مار جو بیبیوں پر مقرر ہے یہ اس کے واسطے ہے جو ڈری تکلیف میں پڑنے  
سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے فائدہ  
اس آیت شریفہ میں جس جگہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنا حکم اس طرح فرما کر بھیجا  
ہے کہ اے ایمان والو اگر حواہی یعنی آزاد عورتوں کے نکاح پر قدرت نہیں رکھتے تو  
تو اپنے مسلمان بھائیوں کی اجازت سے انکی لونڈیوں کے ساتھ نکاح کر کے  
مہر انکا موافق دستور کے دو اگر وہ اور یہ حکم ہم نے تمکو اس واسطے سنایا کہ اگر تم اپنے  
آپ کو روک نہ سکو ورنہ اگر صبر کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اللہ غفور رحیم  
ہے۔ اے اہل اسلام بنظر غور دیکھو اور انصاف کرو کہ اگر مستعہ یا تحلیل فروج جائز  
ہوتا تو کیا ضرورت تھی اس خوف و رنج کی اور حاجت صبر کی نکاح امار یعنی  
لونڈیوں نہیں کیوں یہ نہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مسلمان اگر قدرت نکاح کی نہیں  
رکھتے ہو تو ایک مٹھی آمادیکر یا جس قدر پر عورت راضی ہو مباشرت کر لیا کرو یا کسی  
شخص مالک فرج کے ہاتھ پر جوڑ کر فرج کو اپنے اوپر حلال کر لیا کرو و نحو ذ  
باللہ من غضب اللہ و غضب الرسول

تیسری آیت حرمت متعین

ولیس تعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتی یغنیہم اللہ من فضلہ

ترجمہ اور چاہئے کہ تمہارے اپنے آپکو وہ لوگ جو نہیں قادر ہیں نکاح پر جب تک کہ

مقدور وے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے فایرہ اس آیت کریمہ میں اللہ جل جلالہ  
صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ جو اہل اسلام میں سے نفس اور غریب بین اور  
نہین قدرت رکھتے اسپر کہ منکوحہ کے نان و نفقہ اور مہر کوا واکر سکین پس چاہئے کہ  
روکین وہ اپنے آپ کوا و سوقت تک کہ اللہ تعالیٰ او کو قدرت عطا فرماوے  
اے اہل اسلام انصاف کرو اگر ممتوعہ جائز ہو یا محللہ حلال تو کیون فرمایا کہ جس  
مقدار پر عورت رضامند ہو او سکو دیکر متعہ کر لیا کرو یا ہاتھ جوڑ کر مالک فرج سے  
اجازت لے لیا کرو کیون امر استعفاف کے واسطے ارشاد فرمایا۔

### چوتھی آیت حرمت متعہ میں

فان خفتما ان لا تعدوا فواحدة او ما ملکت ايما نكم  
ترجمہ پس اگر ڈرو تم کہ عدل نہ کر سکو گے اپنی بیویوں میں پس نکاح کرو تم ایک عورت کو یا  
رکو تم لونڈی کو فایرہ اس آیت کریمہ میں حق سبحانہ تعالیٰ نے زوجہ اور مملوکہ  
کو بیان فرمایا اور او سکی یون تشریح فرمائی کہ اگر تم چار بیویوں میں عدل نہ کر سکو تو ایک  
عورت سے نکاح کرو یا لونڈی کو رکھو۔ اے مسلمانوں خیال کرو کہ اگر ممتوعہ یا محللہ  
جائز ہو تین تو ضرور اس مقام پر اللہ تعالیٰ بیان فرماتا کہ اگر تم عدل نہ کر سکو اپنی  
بیویوں میں تو ایک عورت سے نکاح کرو یا مملوکہ کو رکھو یا ممتوعہ سے متعہ کرو یا محللہ  
سے مباشرت کرو کیونکہ ممتوعہ اگرچہ صد ہا ہون کچھ عدل کی ضرورت نہین سو کہ  
خرچی مقررہ اور مباشرت معینہ کے اور محللہ تو۔ حلوائے بے دودہ اور سودا  
مفت ہے البتہ منت برداری مالک فرج کی ہو گئی نفوذ باللہ من هذا الفساد  
والعیاذ باللہ من سوء الاعتقاد تنبیہ اب ہم اس آیت کی جانب متوجہ  
ہوتے ہیں جس سے اہل تشیع جواز متعہ ثابت کرتے ہیں اور بڑا شور و شغب مچاتے  
ہیں وہ یہ ہے فحما استمتعتم به منهن فاتوهن اجور هن فریضۃ

ترجمہ پس جب فایده اوٹھاؤ تم ساتھ اس عورت کے اور نہیں عورات مابقی سے  
پس دو تم اونکو مہر اونکا مقرر کیا ہوا ظاہر ہے کہ آیت فحشاء استمتعتم آیات  
مابقی پر متفرع ہے اس واسطے کہ اس آیت پر فاء تفریع داخل ہے پس مابقی سے  
قطع کرنا اور علیحدہ اس سے ایک حکم مغایر مابقی اور مابعد مکالنا خلاف عربیت  
اور مخالف ادبیت ہے۔ اے اہل اسلام واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے  
حرمت علیکم امہاتکم سے والمحصنات من النساء الا ما ملکت  
ایما نکم تک عورات محرمہ کو بیان فرمایا اور واحل لکم ما وراء ذلکم میں  
ما سوائے محرمات کو حلال فرمایا یعنی ما سوائے ان محرمات کے تم پر حلال کی گئی ہیں  
عورتیں اور اس علت کو دو قیدوں کے ساتھ مقید کیا ہے قید اول  
ان تبتغوا باموالکم قید دوسری محصنین غیر مسافحین یعنی مساکین  
عورات محرمہ کے جو تم پر حلال کی گئیں اوسمیں دو قیدیں ہیں اول یہ کہ اپنے  
مالوں کو ان کے نکاح میں صرف کر یعنی مہر و نفقہ دینا قبول کرو قرآن مجید میں  
یہ قید ان الفاظ کے ساتھ ہے ان تبتغوا باموالکم دوسری یہ کہ  
اون عورتوں کو قید میں از روئے زوجیت کے لاؤ نہ صرف مستی نکالنے  
کی واسطے یہ قید ان الفاظ سے ہے محصنین غیر مسافحین قید  
اول سے تحلیل مطلقاً باطل ہے کیونکہ اوسمیں سوائے ممنونیت اور مشکوریت  
مالک فرج کے اور کچھ نہیں اور قید آخری سے متعہ بالکل خارج ہے اس واسطے  
کہ اوسمیں احصان نہیں ممنوعہ کا یہی معمول ہے ہر ماہ باپارے و ہر سال  
درکنارے بعد اسکے اسی آیت پر متفرع فرمایا آیت فحشاء استمتعتم یہ  
منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ کو یعنی جب ہم تمہارے اوپر عورات کو  
حلال کر چکے دو قیدوں کے ساتھ اول یہ کہ مہر و نفقہ اونکا مقرر کرو اور دوسرے

یہ کہ قید میں لانیکی طرح ہونہ مستی نکالنے کی واسطے یہاں تک کہ وہ ہمیشہ عورت اور  
مرد کی ہو جاوے بغیر اسکے چوڑے چوٹ نہ سکے پس اگر نفع پکڑو تم ساتھ اسکے  
اونہیں عورتوں سے کہ جو تمہارے اوپر حلال لگتین ہیں پس ادا کرو تم مہر  
اونکا ورنہ مالیکہ مقرر کیا گیا ہے دیکھئے اس آیت سے کہ سیطرح پر متعہ ثابت نہیں  
ہوتا ہے محاورہ اردو میں بھی موافق محاورہ عرب کے لفظ پس جو ترجمہ  
فاء تفسیر کا ہے اپنے مابعد کو ماقبل پر متفرع کرتا ہے لطف یہ ہے کہ اسی  
آیت کے سباق میں آیت ومن لم یستطع جسکو ہم آیات تحریمہ متعہ میں نقل  
کر چکے ہیں صریح حرمت متعہ پر دال ہے اگر معاذ اللہ آیت فما استمتعتم  
میں جواز متعہ بیان فرمایا جاتا تو کیا ضرورت تھی آیت متصلہ میں اس تشدد اور  
تاکید کی کہ اگر تم نکاح حرایر پر قادر نہ ہو تو لونڈیوں سے نکاح کرو کیونکہ صورت  
عدم استطاعت نان ونفقہ سرہ میں قضا و حاجت کی واسطے ممتوعہ کیا کم تھی بلکہ  
بحکم کل جدید لذیذ بہتر اور خوشتر پس ماسبق سے آیت کو قطع کرنا باوجود داخل  
ہونے فارغ فریغ کے جسکا ترجمہ اردو میں لفظ پس ہے سخت وقاحت ہے اور  
ماحق سے مناقص ٹھہرا کر دونوں آیتوں کے حکم میں تناقض میں نکالنا محض جہان  
ہے اہل تشیع کو اس آیت میں تین شبہ واقع ہوئے ہیں شبہ اولیٰ لفظ  
استمتع سے معنی حقیقی چوڑ کر اصطلاحی یعنی متعہ مراد لیتے ہیں حالانکہ متعدد  
مقام پر کلام الہی میں یہی لفظ واقع ہوا ہے اور معنی لغوی لئے گئے ہیں چنانچہ  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ربنا استمتع بعضنا ببعض ترجمہ یعنی اے رب  
ہمارے نفع پکڑ بعض ہماروں نے ساتھ بعض کے پس چاہئے کہ اس مقام پر  
بھی بوجہ لفظ استمتع کے معنی اصطلاحی یعنی متعہ مراد لیا جاتا وہل هذا الاخط  
اور تفسیر منہج الصادقین میں ملافتح اللہ شیعہ نے ہی آیت فما استمتعتم کے

تحت میں معنی لغوی لکھے ہیں نہ متع کے عبارت او سکی یہ ہے فہما استمتع  
 پس ہر کہ بر غور داری یافتید بد و منہن از زنان لفظ استمتاع کلام الہی میں  
 نہ ایک جگہ بلکہ متعدد مقام پر واقع ہوا ہے اور ہر جگہ معنی حقیقی لئے گئے ہیں  
 پس اس آیت میں اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کے واسطے اصطلاحی لینا  
 باوجودیکہ مفسرین شیعہ ہی لغوی معنی لیتے ہیں سخت ذنارت ہے شبہہ ثانیہ  
 لفظ اجور سے اجرت معینہ یعنی خرچی کہ جو متنوعہ کی واسطے بعوض مباشرت کے  
 مقرر کیجاتی ہے مراد لیتے ہیں حالانکہ کلام الہی میں لفظ اجور مہور کے معنی میں  
 مستعمل ہے یعنی مہر کے چنانچہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے فانکھن باذن  
 اھلھن واتھن اجورھن یعنی پس نکاح کرو تم او کو ساتھ اذن اہل او کے  
 کے اور دو تم او کو مہر او کے اہل تشیع کو چاہئے کہ اس مقام پر بھی لفظ اجور  
 سے اجرت معینہ مراد لیون نہ مہر حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے طرفہ یہ ہے کہ  
 مائع اللہ شیعہ نے تفسیر منہج الصادقین میں آیت فہما استمتع بہ منہن  
 فاتھن اجورھن فریضہ کے تحت میں اجور کے معنی مہر کے لکھے ہیں عبارت  
 او سکی یہ ہے فاتھن پس بدیہی ایشان را اجورھن مہر ہاے ایشان  
 پس لفظ اجور سے آیت فہما استمتع بہ منہن اجرت و خرچی کے معنی لینا باو  
 معارض ہونے کلام الہی اور نیز مخالف تفسیر مفسرین شیعہ کے محض غبات ہے  
 شبہہ ثالث اہل تشیع بیان کرتے ہیں کہ آیت فہما استمتع بہ منہن لفظ الی  
 اجل مسمیٰ بھی موجود تھا جسکا ترجمہ مدت معینہ ہے یعنی یہ آیت اسطرح نازل  
 ہوئی تھی فہما استمتع بہ منہن الی اجل مسمیٰ فاتھن اجورھن  
 فریضہ جواب اسکا یہ ہے کہ کلینی میں نزول آیت بغیر لفظ الی اجل مسمیٰ  
 کے حدیث امام ابو جعفر سے پایا جاتا ہے چنانچہ روایت ہے ابو بصیر سے کہ

سوال کیا میں نے حضرت ابو جعفر سے باب متعمین پس فرمایا آپ نے کہ نازل  
 ہوئی بیچ قرآن کے آیت فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن  
 فریضۃ عبارت اوسکی یہ ہے رومی عن ابی بصیر قال سالت ابا  
 جعفر من المتعة فقال نزلت فی القرآن فما استمتعتم به منهن  
 فاتوهن اجورهن فریضۃ اگر الی اجل مسمی کا لفظ امام کے نزدیک  
 اس میں موجود ہوتا تو ضرور اس لفظ کے ساتھ اس آیت کے نازل ہونے کو  
 فرماتے اور بالفرض اگر یہ روایت ثابت ہو تو قرأت منسوخہ اور شاذ قرار  
 پاویگی کیونکہ مخالف ظاہر کلام اللہ شریف کی ہے اور جو روایت کہ مخالف ظاہر  
 کلام اللہ کے ہے وہ متروک ہے اور شاذ چنانچہ امام اعظم شیعہ نے تہذیب  
 میں باب من احل الله نکاحه بعد ذکر حدیث جمیل ابن ذرہ اور  
 حماد ابن عثمان اور منصور ابن حازم کی کہ جو ابی عبد اللہ سے مروی  
 ہے لکھا ہے کہ یہ دونوں جرین وارد ہوئے ہیں شاذ مخالف ظاہر کتاب اللہ  
 کی اور جو ایسی واقع ہوگی اوپر عمل جائز نہیں ہے عبارت اوسکی یہ ہے  
 هذان الجحزان قد وردا شاذین مخالفین بظاہر کتاب الله عز وجل  
 وكل ما ورد هذا المورد فانه لا يجوز عمل عليه ملائحة اللہ شعی نے  
 بھی تفسیر منہج الصادقین میں تحت آیہ کریمہ فما استمتعتم کے اس  
 قرات کے شاذ ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ یوں لے سے نقل کیا ہے کہ گفتہ  
 در قرات شاذہ نقل از عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود ابی ابن کعب  
 وغیر ایشان چنین وارد است کہ فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی  
 پس قرات شاذہ کسی حکم میں کافی نہیں ہو سکتی اور اگر ہم اوسکے شد و ذ سے  
 قطع نظر کریں تو دونوں قراتیں یعنی ساتھ لفظ الی اجل مسمی اور بغیر لفظ الی

مسمی کے متعارض ٹھہریں گے اور قاعدہ ہے کہ جو وقت دو چیزیں مساوی درجہ کی متعارض ہو وینگی تو اپنے مرتبہ سے دونوں ساقط ہو جائیں گی پس اس حالت میں اس آیت سے قطع نظر کر کے جہاں تک کلام الہی میں غور کیا جاتا ہے تو آیت متعدد حرمت متعہ میں پائی جاتی ہیں اور اگر ہم اس روایت کے ثبوت میں کلام نکریں اور اسکے شد و ذکیط نہ دیکھیں اور تعارض کیطرت بھی توجہ نہ کریں بلکہ لفظ الے اجل مسمی کو آیت میں تسلیم ہی کر لیں تب بھی متعہ ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ الی اجل مسمی متعلق ہے استمتاع کی نہ عقد کی اور متعہ میں مدت معینہ متعلق نفس عقد کی ہوتی ہے نہ استمتاع کی پس معنی آیت کے یہ ہے کہ اگر نفع کیڑ و تم عورات منکوحہ اپنی سے مدت معینہ تک پس تمام مہر ادا کرو تم اور فائدہ اس قید کے بڑھانیکا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ وجوب تمام مہر کا معین ہے گزرنے تمام مدت نکاح پر یعنی جو وقت کہ مدت وطی کی گزر جائے پس تمام مہر ادا کرنا تمہر واجب ہے دیکھئے اس آیت سے کسی نہج پر متعہ ثابت نہیں ہو سکتا

### حدیث اولیٰ حرمت متعہ میں کتاب فتمہ الرضامی

اصول یا اخی انی سئلت العالم علیہ السلام عن المتعة فقلت جعلت فداک یروی جدک امیر المؤمنین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حلل المتعة یوم فتح مکة وحرمها غامر خیبر ونہی عنها فقال صدقوا فی الروایات انها والله منہیة حرام ما مور بها الا انهم غلطوا فی وجوه الحدیث الی ان قال وانما حلها ان الذی صلی اللہ علیہ وسلم لشبان العرب کانوا معہ فتشکوا الیہ غرو بتم فاطلق ولا مثا لهم فی تلك الحالة لکیلا یقیمون فی الحرام واما من تمتع وهو قادر علی التزویج

مسمی کے متعارض ٹھہریں گے اور قاعدہ ہے کہ جو وقت دو چیزیں مساوی درجہ کی متعارض ہو وینگی تو اپنے مرتبہ سے دونوں ساقط ہو جائیں گی پس اس حالت میں اس آیت سے قطع نظر کر کے جہاں تک کلام الہی میں غور کیا جاتا ہے تو آیت متعدد حرمت متعہ میں پائی جاتی ہیں اور اگر ہم اس روایت کے ثبوت میں کلام نکریں اور اسکے شد و ذکیط نہ دیکھیں اور تعارض کیطرت بھی توجہ نہ کریں بلکہ لفظ لے اجل مسمی کو آیت میں تسلیم ہی کر لیں تب بھی متعہ ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ الی اجل مسمی متعلق ہے استمتاع کی نہ عقد کی اور متعہ میں مدت معینہ متعلق نفس عقد کی ہوتی ہے نہ استمتاع کی پس معنی آیت کے یہ ہے کہ اگر نفع کیڑ و تم عورات منکوحہ اپنی سے مدت معینہ تک پس تمام مہر ادا کرو تم اور فائدہ اس قید کے بڑھانیکا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ وجوب تمام مہر کا معین ہے گزرنے تمام مدت نکاح پر یعنی جو وقت کہ مدت وطی کی گزر جائے پس تمام مہر ادا کرنا تمہر واجب ہے دیکھئے اس آیت سے کسی نہج پر متعہ ثابت نہیں ہو سکتا

ما دامہ حرمت علیہ صمد اللہ ثالث وسموہ اہرام میں ہو مارو شکار جسون اسے امان والوہ الصید والوہ انوہ امولا فقتلوا ثانی بالاعمالین کو اپنے اہرام میں احوال بخانہ نظام

او علی شری الامۃ وهو بالحضرت او مقیم فی مصر من الامصار من غیر  
 از عابج ولا اختلاف من بلد الی بلد فقد تعدی علی حرم المسلمین و  
 استباح لنفسه ما قد حرم الله علیه من فروج الحرایر بغیر ما قد امر  
 الله فی کتابه والله یقول ومن یتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون  
 وقال فقد ظلم نفسه یا بنی بالمتعة الا عند الاضطرار والضرورة  
 للمضطر فمن امکن له غیرها فلیس له ان یتمتع ومثلها مثل قول  
 الله تبارک وتعالی حرمت علیکم المیتة والدم والحمل الخنزیر  
 الی قوله فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ان الله عفور رحیم  
 یعنی راوی کہتا ہے کہ اسے برادر پوچھا میں نے امام رضا سے کہ اسے حضرت روح  
 میری آپ پر قربان ہو یہ فرمائے کہ متعہ کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہ روایت  
 کیا ہے آپکے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے حلال کیا متعہ کو فتح مکہ کے روز اور حرام کیا خیبر میں اور ممنوع کر دیا و سکواہم  
 نے کہا سچ فرمایا امیر المومنین نے خدا کی قسم متعہ حرام ہے البتہ اجازت دیکھی تھی قبل  
 میں پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حلال نہیں  
 فرمایا تھا مگر جو انان عرب کی واسطے کہ جو مسافرت میں رسول خدا کے ساتھ موجود  
 تھے اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت  
 متعہ کی نہیں دی مگر ایسے لوگوں کی واسطے تاکہ حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں  
 لیکن جس شخص نے متعہ کیا اوس حالت میں کہ قادر ہے نکاح پر یا خریدنے لوندی  
 پر یا اپنے مکان پر موجود ہے یا کسی شہر میں مقیم ہے بس بیشک اوس نے مباح  
 کیا اپنے نفس پر اوس چیز کو جسکو حرام کیا خدا تعالیٰ نے اوسکے واسطے اور فرمایا  
 خدا تعالیٰ نے جس شخص نے تجاوز کیا الحد کی حدود سے داخل ہوا وہ ظالمین

اے بیٹے میرے نہیں تھا جو از متعہ کا مکروقت اضطرار اور ضرورت کے جیسا کہ  
جائز ہے وقت ضرورت کے گوشت سورکا اور مردار اور خون فایده اور حضرت  
شیعہ دیکھو کتاب فقہ الرضا کو و اے صاحبان امامیہ سنو حدیث امام رضا  
علیہ السلام کو کہ کیا فرماتے ہیں آپ متعہ کے باب میں اور کیا ارشاد کرتے ہیں اسکے  
بیان میں اے صاحبو قہر ہے جسکو امام رضا علیہ السلام حرام کہتے ہیں جسکی  
حرمت پر قسمیں شدید کھاتے ہیں کہ واللہ منہیۃ حرامہ اور سکو آپ لوگ  
جائز بتلاتے ہیں اور جائز کیا اسکی نسبت ہونے کو بتا کید تمام بیان کرتے  
ہیں اور سنت کیسے اسکے تارک پر وعید شدید ظاہر کرتے ہیں اے حضرات  
غضب ہے جسکی نسبت امام رضا علیہ السلام صاف صاف ارشاد فرماتے ہیں  
کہ نہیں ہے متعہ جائز مگر جیسا کہ سورکا گوشت اور مردار اور خون اسکی نسبت  
آپ لوگ اسطرح کہتے ہیں کہ جو شخص متعہ کر گیا قیامت کے ذریعے حساب جنت میں  
داخل ہوگا اگر متوعہ کا بوسہ لیگا ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملیگا اے اہل تشیع کچھ  
تو سوچو اور ذرا تو لحاظ کرو امام کی قسموں پر اور انکے فرمان واجب الاذعان  
پر بڑا انسوس ہے کہ دعویٰ تبعیت امام کا کرتے ہو اور حدیث امام اور ان کی  
آبائے کرام کو پس پشت ڈالتے ہو۔

### حدیث ثانیہ حرمت متعہ میں کتاب محاسن کی

قال ابن عباس انک رجل تأتہ ان رسول اللہ صلی اللہ وسلم نہی  
عن المتعہ

یعنی فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق  
تو ایک مرد عباس ہے پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا متعہ

فایده دیکھئے کہ جناب مرتضوی حضرت ابن عباس پر بوجہ متعہ کے حلال کہنے کی کس درجہ جروت و توجیح فرماتے ہیں کہ تم عیاش ہو جو متعہ کو حلال کہتے ہو بیشک رسول خدا نے اسکو ممنوع کر دیا ہے اور بے شبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حرام فرما دیا ہے۔

### حدیث ثالثہ حرمت متعہ میں کتاب تہذیب الاحکام کی

قال حرّم رسول الله صلى الله عليه وسلم المحرمات لاهلية ونكاح المتعة  
یعنی فرمایا جناب مرتضوی نے کہ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت  
خراہی کا اور نکاح متعہ کا فایده دیکھئے کہ ابو جعفر طوسی امام اہل تشیع اپنی کتاب  
تہذیب الاحکام میں اس حدیث کو کہ حسین صاف و صریح حضرت مرتضوی  
پر توجیح متعہ کے حرام ہونے کو بیان فرماتے ہیں نقل کرتے ہیں اور اسی حدیث  
کو بعینہ اپنی کتاب استبصار میں بھی درج کرتے ہیں ہمارے حضرت حمید باقر  
رسالہ اثبات المتعہ میں اس حدیث کی نسبت یہ توجیہ فرماتے ہیں کہ حضرت  
علی نے متعہ کے حرام ہونے کو ڈر کے مارے کہہ دیا تھا اس توجیہ کا جواب انہیں  
کے قول کے جواب میں دیکھنا چاہئے قال المفتری مخفی زہی اقول  
یہ ابراز و اظہار مخالف و مباین ہے اس روایت و حدیث کے جسکو کلینی نے  
امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے روایت کیا ہے انکو علی دین من کتمہ  
اعزہ اللہ و من اخذہ اذل اللہ ترجمہ تحقیق کہ تم ایک دین پر ہو جو شخص  
کہ چھپا و گیا اسکو عزیز کر گیا اسکو اللہ اور جو شخص کہ ظاہر اور شایع کرے گا  
شایع کر گیا اسکو اللہ قال المفتری کہ مولوی عبدالصمد صاحب ساکن  
سہوان نے قصیدہ اثاودہ میں شیخ فلاحین صاحب ساکن اثاودہ سے وعدہ

۹۰  
ایک رسالہ میں لکھا  
گوئے لفظ اشترک  
جسکے معنی کر کے ہیں  
غالب کیا ہے اور  
قال الاشری ملک  
ہے اس واسطے انکی  
نسبت من لفظ  
مفتری کہ جسکے معنی  
دافع من دھم  
ہیں انکا کیا گیا  
الشیخ شیدا  
پہونے دی ۱۲

کیا تا کہ میں حرام ہونا متعنا ساز کا قرآن و حدیث سے ثابت کر دوں گا اقول  
 قول مفتری خلافت واقع اور مخالف نفس الامر ہے قال المفتری آئمہ  
 پہنچنے تک شیخ صاحب موصوف نے اظہار کیا اقول انتظار کرنا بغیر محقق منظر  
 کی جنون بخت ہے قال المفتری لیکن مولوی صاحب نے تحریر فرما کر کہ یہ  
 نہ بیجا اقول عدم وجود وعدہ کو استلزام خلف وعدہ غیر ممکن ہے قال المفتری  
 اس عرصہ میں شیخ فلاحین صاحب نے پر مولوی صاحب سے بالمشافہ کہا اقول  
 فی الواقع خلاف موقع مشافتہ ہر استدعا کی جیسا کہ قبل میں کی تھی قال المفتری  
 اوسوقت وہ برہم ہوئے اقول صریحاً قال وقیل کو علت تکدیر کی قائم کرنا منافی  
 عقل اور کذب بخت ہے قال المفتری اور حرام ہونا متعنا کا تو وہ کیا ثابت  
 کرتے لیکن سوائے اسکے اور خرافات ایک جاہل کے نام سے تحریر کر کے بھیجی  
 اقول منخرن ہونا امور مخصوصہ مذہب اہل تشیع کا ہمارے نزدیک مسلم ہے  
 چشم مار و شن دل باشد او عار جہالت مسید یعقوب علی آپکی زبان سے معلوم  
 مگر بلاوت اور غواہیت آپکی اسی تحریر سے ظاہر ہے قال المفتری کہ جو مولوی  
 صاحب کی عدم تحقیق پر دلالت کرتی ہے اقول ہفتات لسانیہ قابل التفات  
 نہیں قال المفتری اور مولوی صاحب کو تو کیا معلوم تھا غالب ہے کہ طعن بیان  
 سے استنباط کر کے وہ خرافات لکھی ہیں اقول دعوی عدم علم بلا اولہ غیر مقبول  
 اور طعن کرنا با مرطبی عند العقلا خلاف معمول اطلاق خرافات اکا دیب شیعہ پر  
 نفس الامر میں صحیح ہے اور اقرار کرنا آپکا اس امر میں موجب توضیح و تلویح ہے  
 قال المفتری اور یہ نہ دریافت کیا کہ راست ہیں یا دروغ اور کسی  
 نے اسکا جواب بھی لکھا ہوگا یا نہیں اقول آپکا جواب خود جو یہ سابقہ کا نمونہ  
 ہے قال المفتری اور ہر چند کہ جو جواب اسکا تحریر کرنا ضرور نہ تھا اقول

نفی ضرورت سے جواز باقی ہے اور اس کے عدم جواز پر حدیث منقولہ کافی کافی ہے  
 قال المفتری کہ سوال دیگر جواب دیگر اقول یہ تمہاری سمجھ کا بھیر ہے  
 قال المفتری لیکن اس نظر سے کہ کوئی نادان گمان کرے کہ سیکو سکا ہوا  
 نہ آیا اس واسطے او کی خرافات کے جواب میں کچھ مختصر سا تحریر کرتا ہوں اقول  
 اطلاق خرافات من خرافات شیعہ پر مرہ بعد ازل و مرہ بعد از مرہ کی کچھ حق ہے کیونکہ اہل البیت  
 ادری بمافی البیت تفسیر بحق ہے قال السید میرقد حسین صاحب  
 مہتمم الخمر عصمہ اللہ من الرخص قال المجتہد داب شرفا سے بہت  
 بعید ہے کہ کسی شریف کو ایسے القاب تبیحہ سے یاد کرے اقول بیشتر کتب شیعہ  
 کو مطالعہ کیجئے بعدہ شرافت کی لیجئے ہشام ابن سالم مقتدا سے شیعہ اور اسبق  
 روایات حدیث اصول اربعہ اور مصاحب ائمہ ہدی اللہ کو کہو کل نان تک  
 بتلایا ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون کلینی نے روایت کیا ہے کہ  
 محمد بن فرح زنجی سے کہ ہشام ابن الحکم کہتا ہے کہ اللہ جسم ہے اور ہشام ابن سالم  
 کہتا ہے کہ اللہ صورت ہے کہو کل ہے نان تک اور باقی ٹھوس ہے عبارت  
 او کی یہ ہے عن محمد ابن العروج زحی ان ہشام ابن الحکم  
 یقول ان اللہ جسم وان ہشام ابن سالم یقول انہ صورۃ اجوف  
 ابی السرة والباقی صمد شیخ صدوق صاحب عیون اخبار رضا مبداء  
 سلسلہ انبیاء البشر آدم کو لقب بہ لقب جاسد کرچکا ہے اور اس روایت کو  
 معاذ اللہ حضرت امام رضا کی طرف نسبت کرتا ہے و حاشا جنابہم عن ذلک  
 پناہ عیون اخبار رضا میں لکھا ہے کہ راوی نے حضرت امام رضا علیہ السلام  
 سے کہا کہ جنت میں درخت گندم کا تھا یا انگور یا حسد کا فرمایا سب حق ہی اہل  
 میں گندم اور خوشہ انگور کے سے تھے اور معنی حسد کے یہ ہیں کہ آدم علیہ السلام

بہشت میں لے گئے اور ملائکہ نے سجدہ کیا وہ سمجھے کہ میری مثل اب کوئی نہیں رہا  
 آئی کہ اے آدم سراوٹھا پس آدم نے سراوٹھا یا تو ساق عرش پر لکھا دیکھا  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب امیر المؤمنین و زو جتہ  
 فاطمة لسیدة نساء العالمین والحسن والحسین سید شباب  
 اهل الجنة حضرت آدم نے پوچھا یہ کون ہیں ارشاد ہوا کہ یہ تیری اولاد  
 سے ہیں مگر تجھے بہتر ہیں تو اور تمام خلق بغیر انکی جنت اور دوزخ اور زمین  
 و آسمان سے نشان نپا تا خبر و احشیم حد سے نہ دیکھنا نہیں تو جنت سے نکال دیا  
 پس آدم نے چاہا کہ ایمہ کے مرتبہ اون سے سلب ہو کر بھکو ملجائے اور جوائے  
 چاہا حضرت سیدہ کامرتبہ اون سے سلب ہو کر بھکو ملجائے پس اللہ نے شیطان  
 کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ درخت مذکور سے دانے کھائے اور جو ار خدا سے خارج کی گئی  
 حد ثنا عبد الواحد بن محمد بن عبد وس النیشا پوری العطار قال  
 حد ثنا علی بن محمد بن قتبة عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام  
 صالح الہرومی قال قلت للرضا علیہ السلام یا ابن رسول اللہ اخبرنی  
 عن الشجرة التي اكل منها ادم وحوامآ كانت فقد اختلف الناس فیہا  
 فمنہم من یروی انها الخنطة ومنہم من یروی انها العنب منہم من  
 یروی انها شجرة الحسد فقال کل ذلك حق قلت ما معنی هذه  
 الوجوه علی اختلافها فقال ما ابا الصلت ان شجرة الجنة یحتمل  
 انواعا فكانت شجرة الخنطة و فیہا عنب ولیست كشجرة الدنيا  
 وان ادم علیہ السلام لما اكرمه الله تعالى ذكره باسجاد مملكتہ  
 له و بادخاله الجنة قال فی نفسه هل خلق الله بشرا افضل منی فعلم  
 الله عز وجل ما وقع فی نفسه فناداه ارفع راسك یا ادم فانظر الى

ساق عرشی فر فر آدم را به الی ساق العرش فوجد عليه مكتوباً  
لا اله الا الله محمد رسول الله علی بن ابیطالب امیر المؤمنین  
وزوجته فاطمة سيدة نساء العالمین والحسن والحسین  
سید شباب اهل الجنة فقال ادم یا رب من هؤلاء فقال عز وجل  
هو هؤلاء من ذریاتک وهم خیر منک ومن جمیع خلقی ولولا هم  
ما خلقتک وما خلقت الجنة والنار ولا السماء والارض وایاک و  
ان تنظر الیهم بعین الحسد فاخرجک من حواری فنظر الیهم بعین  
الحسد وتمنی منزلتهم فسلط الله علیه الشیطان حتی اکل من الشجرة  
التي نهی عنها وتسلط علی حوا ینظرها الی فاطمة بعین الحسد حتی  
اکلت من الشجرة کما اکل ادم فاخرجهما الله عز وجل من جنسية  
واهبطهما عن جوارحه الی الارض انتهى بلفظه معاذ الله حضرت  
آدم وحوایین بھی کس درجہ بزرگ حسد جو ش میں آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہ تشدد  
تمام منع فرماوے کہ ایمہ کی منزلت پر حسد نہ کرنا یہ خدا وادوات ہے مگر حضرت  
آدم نے ایک نہ سنا اور فوراً سہ کرنے لگے پس اللہ نے بھی اوس وقت شیطان  
کو آدم و حوا علیہما السلام پر مسلط کر ہی دیا اور اپنی جنت سے خارج کر دیا  
بقول شخصے کسی کا کیا گیا اپنا کہو یا اور عیاشی منتہاے سلسلہ نبوت خاتم الانبیا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلمت کا اطلاق کرتا ہے بجا مجلسی کو دیکھئے  
کہ بواسطہ ابونصیر قابوس کی اس اہم تقریم کو معاذ اللہ امام صادق سے روایت  
کرتا ہے قال السواد الذی فی القمر محمد رسول الله یعنی جو یا ہی  
کہ چاند میں ہے یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں استاد کلینی تفسیر البیت میں  
جناب امام الایمہ کرم اللہ وجہہ کو مچھڑاتا ہے اور رسول اللہ پر مافوق

بعوضۃ کا اطلاق کرتا ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان هذه  
 المثل ان الله لا يستحي ان يضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقها ضربه  
 الله لامير المؤمنين فالبعوضۃ امير المؤمنين وما فوقها  
 رسول الله یعنی روایت ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے تحقیق یہ مثل  
 یعنی آیت کریمہ میں بیان کی ہے اللہ نے واسطے امیر المؤمنین کے پس پھر  
 امیر المؤمنین ہیں اور اسوایچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ملا  
 باقر مجلسی حیات القلوب میں مع ابو جعفر طوسی عم رسول مکرم خیر الناس حضرت  
 عباس پر ولد الزنا کا اطلاق کرتا ہے عبارت اوسکی یہ ہے ابو جعفر طوسی  
 بسند معتبر روایت کردہ کہ از امام صادق علیہ السلام کہ فضیلہ مادر عباس کینز  
 مادر زبیر و ابوطالب و عبد اللہ انبار عبد المطلب بود عبد المطلب با و متقا  
 کردہ کہ عباس از ان ہم رسید زبیر عبد المطلب دعوی کرد وہ بہ پر خاش  
 برآمد کہ این کینز از مادر با میراث رسیدہ است تو بی رخصت ما با او متقا  
 کردی و این فرزند می کہ ہم رسید یعنی عباس بندہ ماست اور یہی ملا باقر  
 حیات القلوب میں رسول خدا کے چچا اور چچا زاد بھائی کو اندھا دنیا و آخرت میں ملتا  
 ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمود کہ در حق عبد اللہ ابن عباس  
 پدرش این آیت نازل شد من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی  
 یعنی جو دنیا میں اندھا ہے آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور طبری احتجاج میں  
 حضرت عقیل اور حضرت عباس کو ذلیل اور خوار کے لقب سے یاد کرتا ہے  
 اور اس امر مذکور کہ جناب مرتضوی کی طرف منسوب کرتا ہے ذہب من کنت  
 اعتضد بہم علی دین اللہ من اهل بیتی و یقیت منها حقیرین قریب  
 العهد بجاہلیۃ عقیل و عباس یعنی وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنکی

قوت کا مجھے خدا کی دین میں بھروسہ تھا اب صرف دو ذلیل قرینے مانہ  
 جاہلیت کے رہ گئے ہیں یعنی عقیل اور عباس اب فرمائیے کہ بشام ابن الحکم مقتدا  
 شیعہ کی شرافت کو دیکھوں کہ جو خدا کو اجوت کے لقب سے ملقب کرتا ہے یا  
 صاحب عیون اخبار رضا کی نجابت دیکھوں کہ جو ابوالانبیا کو حاسد کے لقب  
 سے یاد کرتا ہے یا عیاشی اور ابو نصر قابوس کے حسب و نسب کو دیکھوں کہ جو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سیاہی کا اطلاق کرتا ہے یا دستا و کلینی کی  
 وفائت کو دیکھوں کہ جو جناب امام الایمہ کو مچرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو ماقوق مچر بتلاتا ہے یا باقر مجلسی اور امام اعظم شیعہ طوسی کی سیادت کو دیکھوں  
 کہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس حضرت عباس کو ولد الزنا بتلاتا ہے  
 یا پیر ملا صاحب کی نجابت کو دیکھوں کہ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی کو دنیا و  
 آخرت میں اندھا جھٹلاتا ہے یا طبرسی کی دیانت کو دیکھوں کہ حضرت عقیل اور  
 حضرت عباس پر ذلیل و خوار کا لفظ استعمال کرتا ہے سبحان اللہ آپکے اکابر  
 خدای تعالیٰ کو کہو کل ابوالانبیا کو حاسد خاتم الانبیا کو اسود اور ابوالایمہ کو مچرا  
 خیر الناس حضرت عباس کو ولد الزنا اور ذلیل و خوار اور اندھا اور حضرت  
 ابن عباس کو اندھا اور حضرت عقیل کو ذلیل و خوار ٹھرائیں اور آپ صرف  
 اوس شخص کے لقب مہتمم الخمر پر کہ جسکے اہتمام میں شراب کی ہٹیاں بھی تھیں  
 اس قدر نوحہ فرماؤں یہ ذلالت تقدیر العزیز العلیہ قولہ اور اہتمام خمر کا  
 توا و نہر کیا طعن کرتے ہو تمہارے مذہب میں تو نوش جان کرنا خمر کا جائز ہے  
 اقول لقب مہتمم عند الملک کو طعن سمجھنا محض وہم کا سد ہے اور اوپر  
 بنا کرنا اپنے طعن کا ذبہ کو بنا ہے فاسد علی الفاسد ہے نسبت کرنا جواز شرب  
 کا جانب مذہب اہلسنت کے کذب و در ہے غالباً آپ کو بیان شرب خمر سے

نہایت سرور ہے یہ کیا آپ حالت سکرمین باتین کر رہے ہیں جو اس قدر جگ  
 لگا رہے ہیں کجا مذہب اہلسنت اور کجا جو از شراب خمر بہ بین تفاوت رہ از کجا  
 تا بہ کجا قولہ اور پینا اوسکا تمہارے امام اعظم کے نزدیک حلال ہے جب تک کہ  
 کف نہ پیدا کرے اگرچہ نشہ کرے **اقول** اشیاء منشیہ علی الاطلاق حرام ہیں  
 پس نسبت کرنا حلت خمر کا عند الامام ناقص و نا تمام ہے شاید اس پردہ میں  
 اپنے اکابر کا تیسیر عیوب منظور ہے کہ اونسے نزدیک پٹرون آلودہ شراب اور  
 چربی سو رو عین تازمین پینا ایمہ علیہم السلام سے ماثور ہے اصول اربعہ کو  
 ملاحظہ کیجئے کتب اربعہ سے من لا یحضرہ الفقیہ کو دیکھئے العیاذ باللہ  
 اوسمین دو امامون سے روایت ہے اور راویونکے کلمے ہوئے ایمہ ہدیٰ پر  
 انرا دھمت ہے کہ سوال کئے گئے ابو جعفر و عبد اللہ علیہما السلام کہ مول لیتے  
 ہیں ہم کپڑ و نکو در اخالیکہ وہ آلودہ ہوتے ہیں شراب و چیزنی خوگ سہ آیا مانع  
 ہے آلودگی اونکی حالت تازمین پینے سے کہا کچھ قباحہ نہیں ہے کٹکے پنوں  
 عبارت اوسکی باب ما یصلی فیہ ولا یصلی فیہ من الثیاب میں یہ ہے  
 سئل ابو جعفر و ابو عبد اللہ علیہما السلام فقیل اننا نشترى ثيابا نضرب  
 الخمر و نهدک الخنزیر عند حاکمۃ انصلی فیہا قبل ان یصلیہا فقال  
 نعم ولا بأس بہ اور ابن بابویہ نے علل الشرائع میں اسی حدیث کو باب علت الرضخہ  
 فی اثبات الخمر و دوک الخنزیر میں لکھا ہے اور خلاصہ اوسکا جامع عباسی والے  
 نے باب اول بیان نجاسات میں یون بیان کیا ہے کہ شیخ ابو بابویہ تجویز نماز کردہ  
 درجہ کہ آلودہ خمر باشد مولو یصاحب آپنے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یہ  
 کیا تمت لکائی مفت اپنے مذہب کی پردہ دری کروائی کما قال المولوی العنوی  
 چون خدا خواہد کہ پردہ کس دروہ میلش اندر طعنہ پاگان بردہ اب کچھ سنئے

اوراد ہر متوجہ ہو جسے ہر شے

پڑھوں میں شکوہ سے یوں لگا کر جیسے باجا

میں جگستاخ ہوں آئین غزلخوانی میں

دیکھئے آپکے اکابر کے نزدیک گوہری روٹی دہو کر بے تکلف تناول فرمالینے سے

جنتی ہو جاتا واجب ہے ابن بابویہ قمی من لایحضرہ الفقیہ میں اوکو

معمول اکابر شیعہ لکھتا ہے اور معاذ اللہ اس حکم کو امام باقر علیہ السلام سے نقل

کرتا ہے دخل ابو جعفر الباقر فوجہ لقمته الخبز فی القدر فاخذ

ھا وغسلھا ودفعھا الی مملوک معہ فقال تكون معک لا کلھا اذا

خرخت فلما خرخ فقال للملوك انی اللقمة قال اکلتها یا بن رسول الله

قال انها ما استقرت فی جوف واحد الا وجبت له الجنة فاذهب

انت خرفا فی اکرة ان استخدم رجلا من اهل الجنة یعنی داخل ہوئے

امام باقر جنکی کنیت ابو جعفر پانچانہ میں وہاں اپنے ایک لقمہ پایا روٹی کا گو

میں لقمہ اہواپس اپنے اوس لقمہ کو اٹھالیا اور دہو یا اور غلام کو جو ساتھ تھا

حوالہ کیا اور کہا کہ یہ تیرے پاس رہے ہیں اسے کہا ونگا جب پانچانہ سے فراغت

پانچانہ پر جب آپ پانچانہ سے فراغت پا کر نکلے غلام سے پوچھا کہاں ہے وہ

لقمہ عرض کیا کہ میں نے کہا لیا اسے فرزند رسول خدا کے فرمایا وہ لقمہ جسکے پیٹ

میں ٹھہر گیا اوپر جنت واجب ہے سو تو جا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اس واسطے کہ

تجھ کو برا لگتا ہے کہ میں جنتی آدمی سے کام لوں سبحان الله ائیمہ طاہرین

شیعہ کے زعم میں یہاں تک مذہب الرجس اور مسلوب الدنس ہیں

کہ باقر مجلسی نے حق الیقین میں احوال نرجس خاتون میں لکھا ہے کہ ائیمہ علیہم السلام

کا پہلو میں حمل تھا ہے اور رانوں سے پیدا ہوتے ہیں بوجہ اسکے کہ چکر و کسا

پاک بین عبارت اوسکی یہ ہے کہ حمل یا اوصیائے پیغمبران در شکم نمی باشد در پہلو  
 می باشد و از رحم بیرون نمی آیند بلکہ از ران فرود می آیند زیرا کہ مانور ہائی  
 اتی ایم چرک و کسافت نجاست از مادہ و در گردانیدہ است اگر ایسی گوہری ہوئی  
 کہائین یا کہلائین اور کہانے والے کو اوپر سے جنتی بتلائین تو ایسی طہارت  
 کے قربان معاذ اللہ کجا آن افراط و کجائین تفریط۔ کہہ بت شکنی گاہ بمسجد فی الشہر  
 از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد و ملاحظہ کیجئے آپکے امام اعظم کے یہاں موت او  
 گو کا ملا ہوا پانی سور کی کمال کے ڈول سے غٹ غٹ نوش جان کرنا جائز ہے  
 ارشاد الاذہان امام اعظم شیخ حلی کو دیکھئے کہ پانی مستعمل رفع حدیث میں طاہر  
 اور مطہر ہے اور جنابت میں نجس اور استنجہ میں طاہر اور اگر بوجہ ملنے گو کے  
 وزن زاید ہو جائے تو عمدہ وجہ طہارت ہے عبارت اوسکی یہ ہے۔

والماء المستعمل في رفع حدث طاهر ومطهر وفي رفع جنس  
 نجس الماء الاستنجاء وبوزاد الوزن فوجهان او جہما عدم  
 النجاسة من لا يحضرة الفقيه كتاب الطهارة میں دیکھئے کہ جس پانی میں  
 جو پائے موتین اور کتے منہ ڈالین اور ناپاک نہاویں اگر بقدر کر کے بے نجس  
 نہیں ہے عبارت اوسکی یہ ہے۔ فی الماء الذی تبول فیہ الدواب  
 وتلغ فیہ الکلاب وتغسل فیہ الجنب انه اذا کان قدر کہ لم ینجس  
 شی اور اسی کتاب کی کتاب الطہارۃ میں خیال کیجئے کہ سور کی کمال کا ڈول  
 بنانا جائز ہے سئل الصادق علیہ السلام من جلد الخنزیر یجبل  
 دلوا فقال لا بأس به یعنی کسی شخص نے پوچھا امام صادق علیہ السلام  
 سے کہ سور کی کمال کا ڈول بنا لیا جاوے فرمایا کچھ قباحت نہیں ملاحظہ فرمائیے  
 کہ آپکے مذہب میں وہ پانی کہ ایک موری سے جاری ہووے اور دوسری

پیشاب اور دونوں غٹ پٹ ہو گئے ہوں طاہر ہے یہاں تک کہ اگر کپڑے اوس میں  
 آلودہ ہو جاویں تو کچھ خون نہیں من لایحضرة الفقیہ کتاب الطہارت  
 باب المیاء میں مطالعہ کیجئے ولوان میزابین سالا میزاب بول و میزاب  
 ماء فخلطت ثم اصابك ثوبا فيه لم یکن فیہ باس خیال فرمائیے کہ آپ کے  
 مذہب میں ٹوپی آلودہ منی و پیشاب و خون و گو کو سر پر رکھا اور عمامہ آلودہ منی  
 اور خون و پیشاب و گو کو سر پر باندھا اور موزہ آلودہ منی اور خون و پیشاب  
 اور گو کو پیر میں پنکر بغیر اغت تمام بہ تسکین خاطر نماز کو ادا فرمایا جائز ہے  
 من لایحضرة الفقیہ فی باب ما ینقض الثوب میں لکھا کہ من اصاب  
 فلسوة او عمامة او جوربة منی او بول او دما و غائط فلا باس  
 بصلوة فیہ غور فرمائیے کہ آپ کے مذہب میں اگر ایک شخص نے وضو کر لیا ہے  
 بعد اسکے پیشاب اور پاخانہ کے مقام سے خون اور پیپ اور ندی اور ودی  
 جاری ہوئے نہ اوسکو عادیہ وضو کی ضرورت ہے اور نہ استنجہ کی حاجت  
 من لایحضرة الفقیہ باب ما ینقض الوضوء میں دیکھئے کل ما خرج  
 من طرفین من دمر و قیحو و مذی و ودی و غیر ذلک فلا وضوء  
 فیہ ولا استنجا معلوم نہیں کہ غیر ذلک سے کون کون چیزیں مراد رکھی گئیں  
 لحاظ فرمائیے کہ آپ کے بیان مصلی کے ندی اور ودی بہنے سے رانوں تک نماز  
 فاسد نہیں ہوتی چنانچہ علل الشرائع باب العلة التي من اجلها  
 صار المذی والودی لا ینقض الوضوء میں لکھا ہے عن جریر سألت  
 ابا جعفر علیه السلام عن المذی بسیل حتی یبلغ الفخذ قال لا تقطع  
 صلاة ولا تغسله من الفخذ لانه لم یخرج من مخرج المصنی النما هو  
 بمنزلة النخامة روایت ہے جریر سے کہ سوال کیا اوس نے امام ابو جعفر

علیہ السلام کو مذی سے کہ بھی نماز میں رانوں تک فرمایا نہیں فاسد ہو کے نماز  
 اور نہ دھو تو اسکو واسطے کہ وہ نہیں نکلے مخرج منی سے بلکہ وہ بمنزلہ ناک  
 کے ہے اور کلینی نے باب المذی میں امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی  
 ہے کہ فرمایا امام نے اگر بھی ذکر تیرے سے مذی اور ودی اگرچہ تو نماز میں ہو  
 پس نہ دھو اسکو اور نہیں فاسد ہوگی نماز عبارت اسکی یہ ہے عن علی ابن  
 براہیم عن حماد عن جریر عن نسر اسہ عن ابی عبد اللہ علیہ  
 السلام قال ان سأل من ذکر ک شیء من مذی او ودی وانت فی  
 الصلوة فلا تغسلہ لا تقطع صلاتہ او ہر توجہ کیجئے کہ آپکے امام اعظم کے  
 نزدیک اگر مسئلہ اپنے ذکر سے کیلتا جاوے اندر نماز فرض کے تو کچھ قباحت نہیں  
 استبصار کو دیکھئے قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل  
 یعبث بذکرہ فی الصلوة المکتوبۃ فقال لا بأس بہ واہ کیا وقت کیلئے کا ذکر  
 کے ساتھ ہے غالباً بیان ہی یہ ارشاد ہوگا کہ ہننے یہ تھوڑی ہی کدیا ہی  
 کہ ہر وقت کیلئے کرے جیسا کہ بوسہ فرج میں فرمایا کہ ہمیشہ کیواسطے ہم نے نہیں  
 کہا ہے بلکہ کبھی کبھی لے لیا کرے تو مضائقہ نہیں اب ارشاد ہو کہ آپکے مذہب  
 میں گوہری روٹی کے تناول فرمانے کو دیکھوں یا گواور موت کے لئے ہوئے  
 پانی کو سور کی کمال کے ڈول سے نوش جان فرمائیکو خیال کروں یا کپڑوں کا لودہ  
 شراب اور چربی سوراور موت کے پانی کو حالت نماز میں پینے کو دیکھوں یا  
 خون اور پیپ اور مذی اور ودی سے وضو نہ ٹوٹنے کو لحاظ کروں یا حالت  
 نماز میں مذی اور ودی رانوں تک پہننے سے وضو نہ ٹوٹنے اور نماز نہ فاسد ہو  
 غور کروں یا ٹوپی آلودہ منی اور خون اور پیشاب اور گو گو سرپا اور موزہ آلودہ  
 منی اور خون و پیشاب اور گو گو پیر میں بجا لے نماز پینے کو دیکھوں کس کس چیز کو

اور کس کس کی طرف نگاہ کروں جہاں تک دیکھتا ہوں ایک کو ایک سے زیادہ اور  
ایک کو ایک سے ازید دیکھتا ہوں

شعر

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم | کرشمہ دامن دل میکشد کہ جانیجات

ہم تمامی مجتہدین اہل تشیع سے اس امر میں فتویٰ چاہتے ہیں کہ بحالت جنابت اور  
پانی میں جو بقدر کر کے ہے اور کتوں نے اوسمین پیابھی اور چوپاؤن مثل سور  
وغیرہ نے موتا ہے اور ناپاک آدمی اوسمین نہا سے ہیں نہانا جیسا کہ کتب اربعہ  
سے نقل کیا گیا ہے اور کپڑے آلودہ شراب اور چربی سورا اور موت کے پانی کے  
پینا جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور ٹوپی اور عمامہ الودہ سنی اور  
پیشاب اور خون اور گو کو سر پر رکھنا بحالت نماز جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا  
گیا ہے اور خون اور پیپ بندی اور ودی کے مقام پیشاب اور پائینا نہ سے نکلنے  
میں وضو کا نہ ٹوٹنا اور استنجا نہ کرنا جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور ندی  
اور ودی کی حالت نماز میں رانوں تک پہنچنے سے نماز کا نہ فاسد ہونا جیسا کہ کتب  
اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور نماز فرض میں ذکر سے کیلنا جیسا کہ کتب اربعہ سے  
نقل کیا گیا ہے اور گو بہری روٹی کو دھو کر تناول فرمانا اور اوس سے جنتی ہو جانا  
جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور پانی کو موت کا ملا ہوا سور کی کمال کے  
ڈول سے نوش جان فرمانا جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے آپکے نزدیک صحیح ہے  
یا نہیں اور اب ہم مولوی عمار علی صاحب آپ ہی سے بالتخصیص آپ کو آپکے اجتہاد  
کی قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ اب حالت جنابت میں اوس پانی میں جو بقدر کر کے  
ہو اور کتوں نے اوسمین پیابھو اور چوپاؤن مثل سور وغیرہ نے موتا ہو اور  
ناپاک آدمی اوسمین نہائے ہوں غسل فرما سکتے ہیں یا نہیں اور آپ اوس  
پانی سے کہ جس سے استنجا کیا گیا ہے اور گو وغیرہ مل گیا ہے یہاں تک کہ وزن بید

ہو گیا ہے وضو فرما سکتے ہیں یا نہیں اور آپ اون کپڑوں کو جو شراب اور چربی  
 سو سے آلودہ ہیں ہینکا اور اس پگڑی کو کہ جو موت و خون اور یا نجاست سے  
 آلودہ ہو سر پہ باندھ کر ناز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور آپ حالت نماز میں ہنری  
 اور ودی کے بہنے سے رانوں تک نماز تمام کر سکتے ہیں یا نہیں اور آپ عین  
 حالت نماز فرض میں ذکر سے کہیل سکتے ہیں یا نہیں اور گوہری روٹی کو دھو کر  
 تناول فرما سکتے یا نہیں اور آپ پانی موت وغیرہ کا ملا ہو اسور کی کمال کے دلوں  
 سے نوش جان فرما سکتے ہیں یا نہیں اسکا جواب صاف صاف بغیر ہیر پیار کے  
 تحریر فرمائیے البیاض بالیہ اگر مسلمانی ہیں است کہ شیعہ دارند + آہ گرازیے  
 امر و زبور و فرائی + قولہ فخر العذب المسکر لیس بحرام ما لم تقذف  
 بالزبد عند ابی حنیفہ وان اسکر حاصل یہ کہ - شراب انگور نشہ لایوالے  
 کے حرام نہیں جب تک کف پیدا نہ کرے نزدیکی حنیفہ کے اگرچہ نشہ کرے اقول لعنت اللہ  
 علی الکاذبین اسی ایامت پر جواب لکھنے کا قصد فرمایا اور جو حوالہ کتاب کا دیا  
 وہ بھی جو اعبارت بنام نہاد ہدایہ بنائی وہ بھی لغو و بیہودہ اہلسنت کی کتابیں  
 ایسی نہیں ہیں کہ جو بلاد و قصبات میں موجود ہوں بجلاب کتب شیعہ کہ  
 ہر وقت صنایع تقیہ میں بند رہتی ہیں خصوصاً ہدایہ مطبوع اور غیر مطبوع  
 با بجا موجود ہے اور میں اس عبارت کا نشان ہی نہیں ہے خیر یہ تو آپ کے  
 معلم قدماے بلکہ بہت کندھے آباؤ ہیں چنانچہ آپ کے امام اعظم شیخ چلی نے  
 منہج الحق میں لکھا ہے کہ شافعی کے نزدیک نماز سفر میں قصر کرنا معصیت ہے  
 حالانکہ یہ قول نہ امام شافعی کا ہے نہ کتب شافعیہ میں موجود اور یہ عبارت  
 جو آپ نے بنام نہاد ہدایہ کی گڑھی ہے اور میں المسکر اگر صفت خمر کی واقع ہے تو کلمہ  
 وان اسکر لغو ہے اور اگر صفت عنب کی ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے تو خلمان

واقع ہے لیکن مذہب میں البتہ شیرہ انگور قبل غلیان کی حلال ہے اور بعد  
 اسکے ایک جماعت شیعہ کے نزدیک طاہر ہے شیخ الطائفہ نے کنز العرفان میں  
 لکھا ہے کہ عرف انگور کا قبل غلیان کی حلال ہے اور بعد اسکے حرام ہے لیکن  
 بعد غلیان کے بھی ایک جماعت شیعہ کے نزدیک طاہر ہے عبارت اسکی یہ ہے  
 عصر العنب قبل غلیان حلال طاہر الی ان قال اما بعد غلیان  
 وقبل اشتداد حرام اجماعاً منا واما النجاسة فعند بعضنا  
 انه نجس ایضاً وعند اخرین انه طاہر پس ملت شرب کی نسبت  
 امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے طرف کرنا اور اسکی استشہاد میں حوالہ دہا یہ کا کرنا  
 محض افتراء و بہتان ہے سبحانک هذا بہتان عظیم

اذا کان الغراب دلیل قسوم سیہد یہم طریق الہا لکین  
 قولہ اور بوزہ بھی امام اعظم کے نزدیک حلال ہے چنانچہ کتاب اختلاف الایمہ  
 رحمہ اللہ میں لکھا ہے والفقاء حلال یجوز شربہ یعنی اور بوزہ حلال ہے  
 جائز ہے پینا اسکا قول بلائے جان ہے غالب اسکی ہر بات عبارت کیا  
 اشارت کیا ادا کیا۔ اسے جناب آپکو تو کتاب کا نام ہی نہیں معلوم ہے بسلا  
 کتاب کے حوالہ دینے کی کیون تکلیف کرتے ہیں سنی اس کتاب کا نام رحمہ اللہ  
 فی اختلاف الایمہ ہے آپنے اپنی لیاقت و قابلیت سے جزو ثانی کو جزو اول  
 قرار دیا اور جزو اول کو ثانی بنایا اور درمیان سے فی کو کہا گئے عجب زمانہ ہے  
 کہ نہ لیاقت تصنیف اور نہ قابلیت تالیف مگر مصنف نجائی کو مستعد ہو جاتے ہیں  
 زمان قد تفرغ للفضول بسود کل ذی حمق جھول  
 فان احببتم فیہ ارتقاء فکونوا جاہلین بلا عقول  
 سنی رجسالت میں کہ آپکے مذہب میں افتراء و بہتان سے احتراز نہیں اور

کذب و زور سے اجتناب نہیں جیسا کہ آپ کے امام اعظم کی بیباکی ظاہر ہوئی کہ اس نے  
 امام شافعی پر یہ تہمت لگائی کہ ان کے نزدیک سفر میں نماز قصر کرنا ناجائز نہ ہو حالانکہ  
 وہ شافعی کا یہ قول اور نہ کتب شافعیہ میں موجود ہے اور آپ کی یہ پالا کی معلوم  
 ہوئی کہ حلت شراب میں بھوٹھا حوالہ ہدایہ کا کر دیا باوصف اس بات کے کہ ہدایہ  
 جابجا دایر و امصار و قصبات میں مطبوع اور غیر مطبوع موجود ہے حوالہ  
 پھر ایسی کتاب غیر متداول و متعارف کی نسبت کہ جس کا وجود اس قصبہ میں  
 معدوم بلکہ اکثر مواقع پر کیا ہے حتیٰ کہ آپ اس کے نام تک سے ناواقف  
 کیونکر تسلیم کیا جاوے اور یہ بھی سنا گیا بروایات ثقات کہ یہ کتاب کسی  
 زمانہ میں کتب خانہ مجتہد لکھنوی میں موجود تھی عجب نہیں کہ حضرات کی تحریف  
 نے بوجہ غیر متداول ہونیکے دخل پایا ہو کیونکہ آپ کے اکابر کی قدیم سے یہی حال  
 رہی کہ کہیں جفی بنکر دھوکا دیا اور کہیں شافعی بنکر فریب میں ڈالا اور کہیں  
 جلی بنکر جال مکر کا پیلا یا اور کہیں مالکی بنکر اپنے دام میں پھنسا یا اور کہیں  
 تحریف معنوی میں عقل دوڑائی اور کہیں تحریف لفظی میں دست درازی  
 فرمائی جمیع امور مذکورہ اپنے مقام پر ثابت ہیں اس جگہ صرف دو روایتوں پر  
 اتکا کرتا ہوں کشف الغمہ میں دیکھئے لکھا ہے کہ شیخ اباعبداللہ محمد بن  
 ہشام فریب دیتا تھا اب سنت کو شافعی بنکر ازراہ تقیہ اور مکر کے عبارت اس کی  
 یہ ہے الشیخ اباعبداللہ محمد الکبھی کان یتلبس لاهل السنة  
 بصورة الشافعیۃ بالتقیۃ والتزویر اور منہج الکرامۃ فی تحت  
 الامامۃ فصل دوسری اخیر چوتھی وجہ میں ملاحظہ فرمائیے لکھا ہے کہ دیکھا  
 میں نے بعض ایسے خاں بلکہ کو کہتے تھے کہ ہم مذہب امامیہ رکھتے ہیں کہا میں نے  
 کیوں درس دیتے ہو مذہب خاں بلکہ پر کہا نہیں ہے مذہب ہمارے میں

تلمہ اور مشاہیر عبارت اوسکی یہ ہے وقد را تب بعض الایمة الخباہلة  
 یقولون انا علی مذهب الامامية فقلت لم تدرس علی مذهب  
 الخباہلة فقال لیس فی مذهبکم الغلات والعشاهرات طرہ یہ ہے کہ  
 جو عبارت اپنے بنام نہاد و حجتہ الامتہ نقل کی ہے اوس سے تو بفرض و تسلیم  
 مطلق جواز شرب پایا گیا نہ نزد امام ابوحنیفہ بس حوالہ آپکا نسبت امام کے محض  
 کذب و انتراء ہے قولہ اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ اوسکا پینے والا حد نہیں ملا  
 جاتا نزد یک ابوحنیفہ کے اقول حوالہ ہدایہ بے پتہ و نشان عبارت کے غیر مسلم  
 ہے اور وراء اسکے عدم ضرب حد جواز اور عدم تعزیر کو غیر مستلزم ہے قال  
 السید بعد بالبلیق کے واضح ہو کہ بندہ کا یہ اسلوب نہیں ہے کہ کسیکے مذہب  
 مذہب کے معایب اور مشالت کو بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے ناش کری چونکہ آپ نے  
 خواہ مخواہ پہلو اس امر پر مجبور کیا لہذا ہم بھی حکم المجبور معذور کے کچھ لکھتے ہیں  
 قال المجتہد ہمارے مذہب کے معایب کو آپ کیا ناش کرینگے اقول اب  
 ہی کہا تک کہا جاوے اباحت بوسہ فرج کو آپ اپنے رسالہ میں تسلیم کر چکے ہیں  
 اور تحلیل فروج کو بھی اسی رسالہ میں اقبال کر چکے ہیں حالت نماز میں عورت  
 سے مس کرنے کو شرح کلینی میں جان چکے ہیں وقف فروج کو رفاع میں معلوم  
 کر چکے ہیں اور جامہ آلودہ شراب اور چرنی سور کی بھنے کو اور گوہری روٹی  
 و ہوکرتنا دل فرما نیکیا اور سور کی کمال کے ڈول سے گوشت کا پانی پینے کو اور  
 عامہ گوشت سے بہرے ہوئے کے سر پر باندھنے اور موزے گوشت کے  
 بہرے ہوئے کو پیر میں پینے کو حالت نماز میں اور خون اور پیپ مذی اور ودی  
 کے مکھنے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کو اور مذی اور ودی کے رانوں تک بھنے سے  
 نماز نہ فاسد ہونیکو اور نماز فرض میں ذکر سے کہیلنے کو کتب اربعہ سے دیکھو

سمجھ چکے اب بھول و چوک کو جانے دیجئے اور ذہول کو دفع کیجئے۔  
 گری ہی بھول بھٹکے تو اندر میں رہوگا چار جانب سے بہت آپکو گھیرا ہوگا  
 قولہ ہمارے مذہب میں کوئی عیب ہی نہیں ہے اقول اذالہم تختہ  
 فقل ما شئت قولہ اپنے مذہب کی خبر لو کہ او سہیں کیسے کیسے عیوب داخل  
 ہیں اقول ہنرمیں عداوت بزرگ تر عیب است پگلسنت سعدی و درخشم  
 دشمنان خارست محمودیت مذہب اہل سنت والجماعت ہم اپنے موندہ سی  
 کیا بیان کریں آپ صریح جامع الاخبار امام اعظم طوسی شیعہ کو ملاحظہ کریں کہ وہ  
 اہل سنت والجماعت کی تعریف کیسے صاف صاف باوجود عناد مذہبی اور  
 غشادہ بصری کے رسول اللہ کی زبان مبارک سے روایت کرتا ہے لکھا ہے  
 کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے انتقال کیا اور حب آل محمد  
 کے انتقال کیا اور سنت والجماعت کے عبارت اسکی یہ ہے قال الذی  
 صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات علی السنت والجماعت  
 تصدیق اللہ العلی الاعلی جعل کلمتہ الذین کفروا السفلی و کلمہ اللہ  
 ہی العلیا قولہ چنانچہ معلوم ہوگا اقول اس خیال خام اور وہم فاسد کو دل  
 سے نکالنے آپکے اکابر بہت کچھ خاک اور اچکے ہیں باوصف اسکے منہ کی کیا  
 ہیں دامن اہل سنت ہمیشہ گرد غبار سے صاف رہا اور فرقہ حقہ قدیم سے  
 مویدین اللہ رہا اب اگر دعوی ہو تو تحریر تقریر سے سامنے آئے  
 ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گوروں اپنے ہم مذہبوں کو چوٹی  
 باتیں سنا کر نہ بہائیے قولہ ہم نے چھڑ چھاڑ کچھ اب سے نہیں کی اقول  
 یہ غلط ہے خود ہی کی قولہ پہلے آپ ہی نے خود وعدہ کیا تھا شیخ فدا حسین  
 صاحب سے متفقہ کے اثبات حرمت کا اقول یہ اپنے خود بخود جو لفظ خود

حمایت میں بخود ہو کر لکھا ہے سراسر جھوٹ ہے قولہ اور وہ آپ سے ظہور میں آیا  
 اقول اول وجود وعدہ کو ثابت کیجئے بعدہ ظہور اور عدم ظہور کا نام لیجئے قولہ  
 اور شیخ فدا حسین صاحب تو بموجب وعدہ آپ کے طالب ہوئے تھے اوہنوں  
 نے ابتدا پر جیڑ چاڑ کی نہیں کی اقول ہم ایسی لطیفات کی طرف التفات  
 نہیں کرتے قولہ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کا جواب آپ کے لئے موجود ہے  
 اقول باوجود اظناب و اطالت کلام کی ایک طالب علم کی کسی بات کا جواب  
 نہ دے کے بلکہ بعض کو بعینہ تسلیم و بعض کا بالمعنی اقرار کر چکے سید نے لکھا تھا  
 کہ آپ کے یہاں بوسہ فروج کا لینا درست ہے آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں  
 ہم نے بوسہ لینے کی تاکید نہیں کی اگر حالت لذت میں لیا تو کیا قباحت ہے سید  
 نے لکھا تھا کہ کلینی نے نقل کیا ہے امام معصوم سے کہ عورت کو ننگا کر کے اس کے  
 پیشاب کے مقام کو دیکھنا اس سے بہتر کوئی لذت نہیں ہے آپ بولوب میں فرماتے  
 ہیں اس کے ستر کے دیکھنے میں کیا قباحت ہے سید نے لکھا تھا کہ مذہب شیعہ  
 میں تحلیل فروج جائز ہے اب بعد تسلیم کر لینے کے ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ مثل نکاح  
 کے ہے حالانکہ متقابل و متغایر ہونا یا سہد گر تحلیل اور نکاح کا اعتقاد اب ابن  
 بابویہ و جامع عباسی سے ظاہر ہے سید نے لکھا تھا کہ عاریت و نیا فرج کا مذہب  
 شیعہ میں جائز ہے چنانچہ استبصار میں لکھا ہے آپ جواب میں فرماتے ہیں  
 کہ اگر استبصار میں یہ روایت تھی تو آپ نے لکھا ہوتا اسے جناب اس وقت  
 بوجہ اختصار کے روایت قلم انداز کی گئی اور صرف نام پر اکتفا کیا گیا جیسا کہ آپ  
 نے اکثر مقام پر صرف کتاب کا نام لیا ہے اب لیجئے نہ فقط استبصار بلکہ  
 متعدد کتابوں میں کتب اربعہ سے ملاحظہ کیجئے استبصار میں باب حکم  
 ولد الجارية المنخللة میں مذکور ہے سالت ابا عبد الله عليه السلام

عن عامرية الفرج قال لا بأس به یعنی سوال کیا میں ابو عبد اللہ علیہ السلام  
 سے نسبت عاریت فرج کے فرمایا کہ کچھ قباحت نہیں اور تہذیب الاحکام ذیل ضرب  
 النکاح میں ملاحظہ فرمائیے روئے الحسن بن سعد عن فضالہ بن ایوب عن ابان  
 بن عثمان عن الحسن قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن عامرية  
 الفرج قال لا بأس به قلت فان كان فيه ولد قال لصاحب الجارية  
 الا ان يشترط عليه یعنی روایت کیا حسن ابن سعید نے فضالہ بن ایوب سے  
 اونہوں نے ابان بن عثمان سے اونہوں نے حسین سے کہا اونہوں نے کہ  
 سوال کیا میں نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نسبت عاریت فرج کے فرمایا  
 کچھ قباحت نہیں میں نے کہا پس اگر لڑکا ہو فرمایا واسطے صاحب جاریہ کے  
 مگر یہ کہ شرط کر لی جاوے سید نے لکھا تھا کہ آپ کے یہاں مباح کر دینا ام ولد  
 کا کسی پر منع نہیں آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ مباح کر دینے سے کیا مراد  
 ہے اے جناب یہ جواب نہایت نفیس ہے سبحان فرماوین تو آپ کے امام اعظم  
 شیخ جلی ارشاد الافان میں اور مراد آپ اہل سنت سے پوچھتے ہیں چنانچہ  
 عبارت اوسکی یہ ہے یجوز ان ینسب الامۃ وامر ولدہ و ولدہ و  
 صلو کہ لغیرہ یعنی جائز ہے کہ اپنی لونڈی یا ام ولد یا مدبر یا مملوکہ کو کسی پر  
 مباح کر دیوے سید نے لکھا تھا کہ متعہ دوریہ آپ کے مذہب میں جائز ہے جیسا  
 کہ مصائب النواصب میں لکھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ متعہ دوری ہمارے نزدیک  
 باطل ہے اور پہر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بوڑھی عورت میں ازرو سے شرع کیا  
 قباحت ہے اے جناب سید نے بوڑھی اور جوان عورت کا ذکر نہیں کیا خیر آپ  
 نے متعہ دوریہ کو اول مطلقاً باطل فرمایا پہر اوسکو بوڑھی عورت میں مستثنیٰ فرمایا  
 قطع نظر متناقض ہونے دونوں تو لوں کے آپ نے بھی اوسکے جواز کو بوڑھی عورت

میں تسلیم کیا اور یہی سید کا مدعا تھا کہ آپ کے مذہب میں متعہ دور یہ جائز ہے سید نے  
 لکھا تھا کہ متعہ کی حرمت میں کتب اربعہ میں حدیث حضرت علی سے موجود ہے <sup>خروج سوال</sup>  
 صلی اللہ علیہ وسلم لحوہ الحمر الاہلیۃ و نکاح المتعۃ یعنی حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت  
 کہ ہونکا اور نکاح متعہ کا آپ فرماتے ہیں کہ تقیہ سے کہد یا تھا اس سے اس جگہ کہ تعلق  
 نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ سے فرمایا یا حضرت علی نے  
 خون سے کہد یا سید کا مقصود کہ آپ کی کتب اربعہ میں حدیث حرمت متعہ  
 کی موجود ہے آپ کے جواب سے یہی ثابت ہو گیا سید کے آپ نے یہ جواب  
 لکھے ہیں کہ جنہر آپ کو یہ جوش و خروش ہے قال السید آپ جو ہم سے عدم جواز  
 متعہ کا ثبوت طلب کرتے ہیں یہ عجب بات ہے کیونکہ مانع سے دلیل نہیں طلب  
 کیجاتی ہے بلکہ اسکو احتمال کافی ہے الحانہر یکفیہ الاحتمال قال المحقق  
 آپ سے عدم جواز متعہ کا طلب کرنا عجب نہیں ہے اسواسطے کہ آپ نے اس کے  
 اثبات عدم جواز کا دعویٰ کیا تھا اقول جوٹ ہے قولہ اور آپ مانع ہرگز  
 نہیں ہیں اقول بے شبہ ہم جواز متعہ کے مانع ہیں قولہ بلکہ آپ مدعی عدم جواز  
 کے ہیں اقول یہ محض ادعا ہے قولہ اور مانع تو آپ اسوقت ہو سکتے تھے  
 کہ جب شیخ فدا حسین صاحب دعویٰ کرتے اس کے اثبات جواز کا اقول  
 فدا حسین بیچارے میں دعویٰ کر نیکی کیا لیاقت ہے مقتدا ہے فدا حسین مدعی  
 جواز متعہ بلکہ قریب بوجوب کے ہیں قولہ اور دعویٰ تو آپ نے کیا ہے عدم  
 جواز کا اقول لاریب جواز متعہ اہل سنن کے نزدیک مسلم نہیں قولہ اور  
 وہ آپ سے ثابت نہوسکا اقول باوصف اسکے کہ اہل سنت کا منصب اثبات  
 حرمت کا نہیں ہے کیونکہ وہ مانع ہیں اور مانع کو ثبوت پیش کرنا ضرور نہیں تاہم

کتب اربعہ شیعہ سے کہ بغیر مذہب تشیع کا مدار ہے حرمت متعہ کو ثابت کر دیا گیا قول  
 تو اس سے گریز کر کے یہ عذر بھیجا نکالا کہ ہم مانع ہیں اور مانع کو احتمال کفایت  
 آتا ہے اقول عذر اور معذرت کو اس میں کیا دخل ہے اہل سنت ہمیشہ سے  
 مانع جواز میں قال السید ثبوت آپ کے ذمہ ہے کیونکہ آپ مدعی جواز ہیں  
 قال المجتہد ہر چند ہم مدعی جواز ہیں لیکن شیخ فدا حسین صاحب نے وعدہ  
 اور ثبات جواز کا نہیں ہے اقول اسکی نسبت تعرض ہو چکا کھامر  
 مرارا قولہ اور اپنے اثبات عدم جواز کا وعدہ کیا تھا اقول ہم مرہ بعد  
 اولے اور کمرہ بعد اخرے اسکا جھوٹ ہونا لکھ چکے قولہ اسی واسطے اسکا ثبات  
 آپ کے ذمہ تھا اقول ثبت البحدار ثم انقض قولہ اور ہر چند ہم نے وعدہ  
 اثبات جواز کا نہیں کیا ہے لیکن تبرکاً و تیمناً کتب اہل سنت سے علی سبیل الاختصاص  
 ثابت بھی کر دیتے ہیں اقول ہم بھی آپ کے اس ثبوت کو دیکھتے ہیں قولہ  
 قال اللہ فما استمتع بہ منہن فأتوہن اجورہن فریضۃ یعنی پس جو  
 عورت کہ متعہ کیا ہے تم نے ساتھ اسکے اون عورتوں میں سے پس دو تم اجورہ  
 کہ مقرر کیا ہے اقول ہم اس آیت کریمہ کی تفسیر اور اسکے متعلق شبہات اہل تشیع  
 کی تبصریح کلام اور بہ تشریح تمام بحث متعہ میں لکھ چکے ہیں اور خدشات اہل تشیع  
 کو کلام رب العالمین اور تفاسیر مخالفین سے باطل کر چکے ہیں انصاف تو فرمائیے  
 کہ آیت فما استمتع بہ منہن کے ترجمہ میں آپ جو لفظ استمتاع کے معنی باوصف  
 مخالف ہونے سیاق اور سیاق اور باوجود ترک کرنے معنی حقیقی کے بلا ضرورت  
 اور مردود لینے معنی مجازی کے بغیر قرینہ متعہ متنازعہ فیہا کے لکھتے ہیں کیونکہ تسلیم  
 لکے جبارین نہ قرآن اسکے موافق نہ اقوال مفسرین متقدمین اسکے مطابق آپ کو کیا  
 تکلیف و مجاہدے خواہ بالا صرف قرآن مجید کو کہو لکر پارہ و لو انما میں آیت

رہنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذي اجلت لنا قال النار مشوكة  
 خالد بن فيہا کو ملاحظہ فرما دین (یعنی اسے رب ہمارے نفع پکڑا بعض ہمارے  
 نے ساتھ بعض کے اور پہونچی ہو ہماری موت وہ موت جو ہمارے واسطے ٹھہرائی  
 تھی فرما دیا آگ ہے مگر تمہارا راز ہمارا کر دیا وہیں ہمیشہ) اب آپ اس آیت کو ملاحظہ  
 کیجئے اور استمتاع کے معنی حقیقی چوڑ کر معنی مجازی متعہ کے لیجئے پھر آپ یہ کہیں  
 کیا لطف آویگا اور کیا گل کھلیگا یعنی اگر آپ اپنی خوش فہمی سے اس آیت میں لفظ  
 استمتاع کے معنی متعہ تنازعہ فیہا کے یونیکے تو ہم بھی اس حکم النار مشوکہ  
 خالد بن فیہا کو جو متمتعین کے واسطے فرمایا گیا ہے بطیب خاطر آپ کو سناؤ گے  
 اور اگر اب بوجہ عذاب دایمی متمتعین کے اس آیت میں عقیدہ میں تبدیل و تحریف کا  
 موافق اپنے قانون مذہب کے کہ جو آیت مخالف تشیع ہے محرف ہے اور جو  
 حدیث مغایر ہے تقیہ ہے پیش کریں گے تو ہم اس آیت کے مابین میں جو آیت  
 لا تبدل الکلمات واقع ہے یعنی نہیں ہے کوئی بدلنے والا اللہ کے کلام  
 کا فوراً آپ کو سناؤ گے اور اگر آپ اس آیت سے اعراض فرما کر فرار اختیار  
 فرماؤ گے تو پھر ہم اسی آیت فما استمتعتم بہ منہن فاتوهن اجور  
 هن فی بیضۃ پر آپ کو دامن کشان کشان لاؤں گے اور عرض کریں گے کہ حضرت  
 فرار کو قرار پر اور عار کو قرار پر اختیار فرمائیے اور صاف ارشاد کیجئے کہ آپ نے  
 اس آیت کے ترجمہ میں لفظ استمتاع کے معنی متعہ کے اور لفظ اجور کے معنی  
 اجورہ کے لئے ہیں یہ صحیح ہیں یا آپ کے مفسر ملاحظہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر  
 منہج الصادقین میں معنی استمتاع کے نفع کے اور اجور کے مہور کے لکھے ہیں  
 وہ صحیح ہیں کیونکہ ایک کی تصدیق و تکذیب دوسری کے صدق و کذب  
 کو مستلزم ہے ہم عبارت اسکی قبل میں نقل کر چکے ہیں اور پھر آپ کے واسطے

تنہا ذکر کرتے ہیں فہما استمتعہ پس ہر کہ بر خور داری یا فیتد بہ بد و منہن  
 از ان فاتوہن پس بدہید ایشانرا اجورہن ہر اے ایشان اور اگر آپ  
 اس میں بھی کچھ چون و چرا کریں گے اور اپنی لیاقت مجتہدانہ سے معنی استمتاع کے  
 متعہ متنازعہ فیہا کے ہی لیونگے تو اسی آیکے رسالہ اثبات المتعہ کے سترہویں  
 صفحہ کو کو لکر رکھ دیونگے اور کہیں گے کہ دیکھئے اپنے شرایع الاسلام سے  
 جو عبارت عربی نقل کی ہے اور اوس میں جو لفظ استمتاع کا واقع ہے اوسکے  
 معنی اپنے اٹھارہویں سطر میں فایدہ اوٹھانیکے لئے ہیں پر اب فرمائیے  
 کہ آیت میں جو لفظ استمتاع کا واقع ہے اوس میں خلاف ماسبق اور مخالف  
 بالحق اور مغایر استعمال کلام رب العالمین اور مباین تفسیر منہج الصادقین  
 اور مناقض قول نفس خود رئیس المجتہدین متعہ متنازعہ فیہا کو کیوں داخل  
 فرماتے ہیں قولہ اس آیت سے متعہ کسی وجہ سے ثابت ہے ایک تو یہ کہ اکثر  
 مفسرین اہل سنت نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود  
 ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے مباح ہونے میں نازل ہوئی ہے  
 اقول جنابوالانے اس قول میں آیت فہما استمتعہ کو واسطے ثبوت متعہ  
 کے نقل کیا اور اس کے ثبوت کو اوپر دو وجہ کے قایم کیا وجہ اولے میں یہ  
 دعویٰ فرمایا کہ اکثر مفسرین اہل سنت نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت جو بالفعل  
 قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے مباح ہونے میں  
 نازل ہوئی ہے اور اس دعویٰ کی استشہاد میں پانچ تفسیر و نکتے نام کو  
 لکھ دیا حالانکہ کسی تفسیر اہل سنت میں اس دعویٰ کا نشان نہیں بہر حال ہم کو  
 ابھی اس میں کلام نہیں فقط لفظ بالفعل پر بالفعل کلام ہے جنابوالا کا یہ  
 ارشاد کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود ہے سراپا ضلال اور موجب ہلاک

دیکھئے کہ لفظ بالفعل کس درجہ قرآن مجید کے تحریف و تبدیل پر دال ہے اور قرآن  
 اسکا اہل سنت اید یہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفصل و ضال ہے نسبت کرنا  
 اس مقولہ کا کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود ہے طرف مفسرین اہل سنت  
 کے محض افترا و بہتان ہے حاشا کہ اہل سنت تحریف کلام مجید کے قایل ہوں  
 یا تبدیل آیات قرآن حمید کی طرف مائل اوں کو تو وعدہ واثق انا نحن نزلنا  
 الذکر وانا لہ لحاظوا پر اذعان ہے اور حکم ناطق لا مبدل لکلماتہ  
 پر ایقان ہے آپکے اکابر نے تحریف قرآن کی تصریح کی ہے اور نہایت طہرانہ  
 سے تشریح کی ہے آپ کو زیبا نہیں کہ ایسے مقولہ والہ علی التحریف کو اہل سنت  
 کی طرف منسوب کریں اور اپنے عقیدہ مضمرہ کی اس پہلو میں تشریح کریں  
 کتب اربعہ کو لیجئے اور انہیں سے کلینی کو دیکھ لیجئے یہ وہ کتاب ہے کہ  
 حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی نظر سے گزر چکی ہے اور اقدم اصول  
 اربعہ قرار پا چکی ہے ملاحظہ کیجئے ہشام ابن سالم سے اس روایت کو لیجئے  
 کہ حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو قرآن بتوسط حضرت  
 جبریل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا تو اس میں سترہ ہزار آیتیں  
 تھیں عبارت اوسکی یہ ہے عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ  
 السلام ان القرآن الذی جاء جبریل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 سبعة عشر الف آية خیال فرمائیے کہ اس حدیث معصوم مرویہ کلینی کے  
 موافق جو قرآن کہ بقول آپکے بالفعل موجود ہے چوتھائی سے کم قدر زیادہ قرآن  
 پاتا ہے اور یہ بھی یاور ہے کہ یہ وہی ہشام ابن سالم ہے کہ جو اللہ کو کہو  
 بتلاتا ہے اب اس چوتھائی قرآن کی کیفیت سنئے اور اوسے کلینی میں  
 حدیث محمد ابن الجهم الملائی کو مطالعہ کیجئے کہ وہ روایت کرتا ہے امام ابو عبد

علیہ السلام سے کہ ائمہ ہی اربی من ائمہ نہیں ہے آیت کلام اللہ کی بلکہ  
 تحریف کی گئی ہے اصل میں ائمہ ہی انہ کی من ائمہ تک ہے عبارت او کی  
 یہ ہے عن محمد بن الجهم الہلالی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام  
 ان ائمہ اربی من ائمہ لیس کلام اللہ بل محرف عن موضعه والمنز  
 ائمہ ہی انہ کی من ائمہ حضرت مخاطب خیال فرما دین کہ چوتھائی قرآن  
 جو بالفعل بجا بجا یا رب کیا ہے اس میں حدیث معصوم مرویہ محمد بن الجهم الہلالی  
 کیسے صاف صاف تبدیل و تحریف کو بیان کر رہی ہے کیا لفظ لیس  
 کلام اللہ مندرجہ حدیث امام ابو عبد اللہ نہیں تبدیل و تغیر قرآن پر  
 دلالت کرتا ہے اور کیا لفظ بل محرف نسبت ائمہ ہی اربی من ائمہ نہیں  
 تحریف کلام الہی کو ظاہر کر رہا ہے اور پہلو سے چوتھائی قرآن میں تنقیض کی  
 نسبت اوس کی کلینی میں حدیث حکم ابن عقیبہ کو ملاحظہ فرمائیے وہ کہتا ہے کہ  
 یٰ ہا علی ابن اسیم نے آیت وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا  
 نبی الا اذا تمنیٰ من ولا محدث کو بعد ولا نبی کے اور فرمایا کہ تمہاری علی ابن  
 ابی طالب محدث یعنی اس آیت میں امام نے لفظ ولا محدث کا بڑھایا جو آیت  
 مندرجہ چوتھائی قرآن میں نہیں ہے عبارت او کی یہ ہے عن الحکم ابن  
 عقیبہ انہ قال فرء علی ابن الحسین وما ارسلنا من قبلك من  
 رسول ولا نبی ولا محدث وقال کان علی ابن ابی طالب محدثا اور پہلی  
 قرآن کی تنقیض میں حدیث سالم ابن سلیم کو اوس کی کلینی میں معائنہ فرمائیے کہا  
 اوس نے کہ بڑھایا ایک شخص نے امام ابو عبد اللہ کے سامنے کچھ کلموں کو قرآن سے  
 کہ نہیں پڑھتے ہیں اوس کو آدمی فرمایا امام نے سکوت کر ان قرأتوں سے  
 اور پڑھ تو جیسا کہ پڑھتے ہیں اوس کو آدمی یہاں تک کہ قائم ہو قائم یعنی حضرت

امام آخر الزمان بس حجت کہ قایم ہونگے قایم پڑھے جائیگی کتاب اللہ کی اپنی  
حد تک عبارت او کی یہ ہے عن ہشام بن سالم قال قرء رجل علی ابی  
عبد اللہ وانا اسمع حروفا من القرآن لیس ما یقرئہ الناس فقال  
ابو عبد اللہ مہ اکفف عن ہذہ القراءة وافرء کما یقرء الناس  
حتی یقوم القارئ فاذا قام القارئ قرء کتاب اللہ علی حدہ یہ  
بھی لحاظ رہے کہ لفظ قرت سے قرت سب سے کہ جو اہل اسلام میں مروج و متداول  
ہیں پڑھائے گا کیونکہ اوس میں تقیہ کی ضرورت اور چھپانے کی حاجت نہ تھی  
انتظار آخر الزمان امام مہدی اور ان کے وقت میں پڑھنا کلام الہی کا علی  
حدہ صاف تبدیل و تنقیص کلام الہی کو کہ جو بقول آپ کے بالفعل موجود ہے  
بیان کر رہا ہے بالجملہ قریب چوتھائی کلینی کے چوتھائی کلام اللہ میں تبدیل  
و تنقیص تحریف و تغیر کو خبر دے رہی ہے اب جناب سامی ملاحظہ فرماویں  
کہ جس قرآن کی نسبت ایہ فرماتے ہیں کہ اوس سے بارہ ہزار آیات سے  
زائد نکال ڈالی گئی ہیں اور جو سچی بچائی ہیں اونہیں بھی بعض یرفرمان  
واجب الایقان یہ صادر ہوتا ہے کہ لیس من کلام اللہ بل ہو محرف  
عن موضعہ اوس سے آپ ایک آیت نقل کر کے متعہ کے ثبوت کیواسطے  
اس قدر کیون کاوش اور جانفشانی فرماتے ہیں آیت محرمہ متعہ پر تو اس قدر  
فرما دینا کہ لیس من کلام اللہ بل ہو محرف الخ کافی ہے اور آیات  
مجموزہ متعہ کو اثنا عشر الف آیت میں شمار کر دینا وافی ہے ایک کہانی ابن شہر  
آشوب ماہ اندرانی کی بھی مختصر اور سن لیجئے وہ لکھتے ہیں کتاب اللہ الثالب  
ہیں کہ بعض سورہیں تمام نکال ڈالی گئیں مثل سورۃ الولایت اور بعضی سورتیں  
باکثر یا ساکت کر دی گئیں مثل سورۃ الاخراب اور لفظ و یلک قبل و لا

تحزن ان الله معنا اور لفظ عن ولایت علی بعد آیت وقفوہم انہم  
 مستولون سے اور لفظ یملکہ بنو امیہ بعد آیت خیر من الف شہر سے اور لفظ  
 علی ابن ابی طالب بعد آیت کفی اللہ المؤمنین القتال سے اور لفظ  
 آل محمد آیت وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون  
 سے اور لفظ علی بعد ولکل قوم ہاد سے نکال دالے گئے مگر حضرت شہر آشوب  
 نے جو اس قدر کمی کے ساتھ سورا اور آیات مخرجہ کو بیان کیا شاید حدیث امام مصوم  
 مندرجہ کلینی کے کہ جبین بارہ ہزار سے زیادہ آیات مخرجہ کا تحفہ ہوتا ہے نظر  
 نہ بڑی ہوگی یا کسی مصلحت سے تنزل فرمایا ہوگا ملازمان والا ایک ترانہ اپنے  
 قبلہ و کعبہ مجتہد لکھنوی کا اور سن لہجہ کا غالباً اس کو سنکر محفوظ و مسرور ہو جائے گا  
 حضرت مجتہد صاحب عا و الاسلام میں یوں فرماتے ہیں کہ تحریف قرآن میں تسلیم  
 احادیث و اخبار یقینی ہے کسی طرح سے شک نہیں ہے لیکن تحریف کیونکر واقع  
 ہوئی اسکے جاننے پر متیقن قطعی نہیں ہے اس میں احتمالات ہیں ایک احتمال تحریف  
 واقع ہونیکا قرآن میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم  
 ہے کہ آپ کس قدر اپنی قوم سے تقیہ کرتے تھے باوصف اس امر کے کہ حضرت علی  
 کے خلیفہ کرنیکی بدرجہ اتم رغبت رکھتے تھے پس احتمال ہے کہ حضرت نے صحابہ  
 کے اسلام ظاہری کے حفظ کیواسطے حکم خدا یہ طریقہ نکالا ہو کہ اصل قرآن کو  
 کہ جبین امیہ کی مدح میں نام بنام آیتیں اور منافقین کی مذمت میں نام بنام  
 سورتیں مندرج تھیں حکم خدا حضرت علی کو دیدیا ہو کہ صحابہ امیہ کی تعریف اور  
 اپنا اتفاق قرآن میں دیکھ کر ظاہر اسلام سے مرتد نہ ہو جاویں اور بقدر مصلحت  
 کے اونکو بھی دیدیا ہو اور چونکہ یہ لوگ باعث ہوئے تحریف قرآن کے اسلئے تحریف کی  
 اونہیں کیطرح کیجاتی ہے عبارت اسکی یہ ہے -

بعد اللتیا والتي مقتضیة تلك الاخبار ان التحریف فی الجملة فی  
 هذا القرآن بین یدینا بحسب زیادة بعض الحروف ونقصا نه  
 بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب فی بعض المواضع قد  
 وقع بحیث مما لا یشتاک فیہ مع تسلیم تلك الاخبار نعم لا مجال  
 لعقولنا فی هذا الزمان یحصل الجزم بأحد الوجوه المحتملة  
 عند العقل لکیفیة وقوع تلك التحریفات بعینه فان الاحتمالات  
 فیها کثیرة الی ان قال ومنها أنه معلوم من حال النبی کما لا یخفی  
 علی المتفحص الزکی ذی الحدث الصائب مع انه کمال رنجته  
 علی تخلیفه علیا کان فی غایة التقیة عن قومه ولهذا عندی  
 دلیل وامارات لا تسع المقام ذکرها فیحتمل عند العقل ان النبی  
 حفظا لبیضة الاسلام الظاهری اودع القرآن النازل المشتمل  
 علی نصوص اسماء الائمة واسماء المنافقین مثلاً عند حاکم  
 اسرارہ کعلی بامر الله لئلا یرتد القوم بأسرهم لما علم من حالهم  
 عدم احتمال ذلك اظهرهم بقدر ما علم المصلحة فی اظهارہ  
 ولما کانوا هم الباعثون للنبی علی ذلك کان الاسناد الیہم فیجعل  
 جناب سامی ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت مجتہد صاحب لکھنوی نے سب جگہ اچکا دیا  
 اور کل قصہ کا فیصلہ کر دیا ہے کلف خدا اور رسول اور صحابہ کو محرف کتاب اللہ  
 نہ اراد یا خدا کو امر تحریف اور رسول کو ترک تحریف اور صحابہ کو باعث تحریف قرار  
 دید یا بہر حال از کتاب تحریف قرآنی میں تینوں کو اشتراک حاصل۔ گو اپنے مرتبہ  
 کے موافق ہر ایک فاعل اللہ میان تو اسوجہ سے محرف نہ رائے گئے کہ انہوں نے  
 رسول اللہ کو تحریف کلام اللہ کا بے کشتہ حکم دید یا جیسا کہ لفظ بامر اللہ سے منبہ

اور رسول یون محرف قرار دئے گئے کہ انہوں نے صحابہ کے اسلام ظاہری بچانے  
 اور مرتد نہو جانے کی واسطے پورا قرآن حضرت علی کے سپرد کر دیا جیسا کہ لفظ  
 لیضۃ الاسلام الظاہری اور لفظ لئلا یرتد القوم بأسرہم سے  
 ظاہر ہے اور بقدر مصلحت تنویر اساموافق صحابہ کے صحابہ پر بھی ظاہر فرما دیا اور  
 صحابہ اسوجہ سے محرف کتاب خدا بنائی گئی کہ یہ باعث تحریف ہوئی یعنی نہ باطن  
 میں منافق ہوتے نہ انکی مذمت میں آیتیں اور تہتیں نہ رسول اللہ تقیہ فرما کر  
 اصل قرآن کو چھپاتے وہ سبحان اللہ حضرت مجتہد المتشعین نے اپنی فہم عالی  
 سے خوب احتمال کیفیت وقوع تحریف قرآن میں ایجاد فرمایا کہ جس میں خدا اور رسول  
 و صحابہ کو محرفین میں داخل فرما کر آخر کو صحابہ کو باعث تحریف قرآن ہونا ثابت  
 فرمایا یعنی معاذ اللہ خدا کو بھی صحابہ کا اسلام ظاہری قائم رکھنے کی واسطے اپنے  
 رسول کو حکم تحریف قرآن کا دینا پڑا اور انجام کو اوسے قدر قرآن جتنا کہ مطابق  
 مصلحت و موافق صحابہ کے تھا ظاہر کرنا پڑا کاش اول ہی اس امر کا بندوبست  
 کرتے اور اوں آیتوں کو نہ نازل کرتے تو کیوں یہ پیشمانی اور جانفشانی اوٹھاتے  
 اور کیوں حکم تحریف قرآن شریف کا فرماتے غالباً پہلے خدا کو نفاق صحابہ کا ظاہر نہ تھا  
 اور انجام کو اونسے غلبہ ہونے پر وہ ماہر نہ تھا کیونکہ گاہے گاہے ایسا ہو جاتا ہے  
 کہ خدا یتعالیٰ بعض امور کے انجام سے جاہل ہوتا ہے گو بعد کو واقف ہو جاتا ہے  
 چنانچہ ابن بابویہ نے کتاب الاعتقادات میں فرمایا ہے کہ ظاہر ہو جاتا ہے خدا  
 کو ایک امر کہ پہلے وہ معلوم نہیں ہوتا ہے عبارت اوسکی یہ ہے بدعہ لہ فی  
 الامر ای ظہر لہ ما لم یظہر او لا یعنی ظاہر ہوا اوسکو ایک امر کہ آگے  
 اوس سے ظاہر نہ تھا اسی کو اہل تشیع بدعت کہتے ہیں اور بدرخصوصات مذہب  
 اہل تشیع سے ہے چنانچہ صاحب شافی شارح کلینی کتاب التوحید میں فرماتے ہیں

کہ بدر مخصوص اہل تشیع سے ہے مخالفین اور کو قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ امام  
 رازی اور امثال او کی اس امر میں تشیع کرتے ہیں عبارت او کی یہ ہے -  
 والقول بالبدء مختص بالشیعة واستبعد مخالفوہم فیہ  
 بل شنعامام الرازی وامثاله فی هذا القول اور جناب سامی یہ بھی لفظ  
 رکھیں گے کہ بدر کو نسخ میں نہ ملا دیجئے گا جیسا کہ آپ کے مجتہد بدر و نسخ کو ایک ہی کہہ دیا  
 کرتے ہیں کیونکہ نسخ میں رجوع ہوتا ہے حق سے طرف حق کے بوجہ حکمت اور  
 مصلحت کے اور بدر میں رجوع ہوتا ہے ایک امر سے کہ وہ کبھی حق نہیں ہوتا  
 ہے چنانچہ صاحب شافی شارح کلینی نے لکھا ہے بان النسخ رجوع عن  
 امر الحق الی الآخر منہ لمصلحہ وحکم عند اللہ تعالیٰ والبدء رجوع  
 عن امر قد یکون لیس بحق سچ ہے اگر اوں آیتوں کا نازل کرنا جو مخالف  
 صحابہ کے تہمین حق ہوتا تو کیوں اپنے رسول کو قرآن کے تحریف کرنے کی واسطے  
 حکم فرماتا جناب مجتہد المتشعین کے قول کے مطابق خدا تعالیٰ تو مرتکب فعل  
 عبت کا ہو چکا اور صحابہ کا اسلام ظاہری بچانے کی واسطے حکم بالتحریف دے چکا  
 اور امر بتحریف القرآن قرار پا چکا اور اگلی کئی پریشانی اوٹھا چکا کیا خوب قدر  
 اللہ تعالیٰ کی حضرات نے فرمائی سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما قدرہ واللہ  
 حق قدرہ مگر جناب الامیری خیال میں نہیں آیا کہ جناب رسول اللہ صلی  
 نے کی واسطے پورے قرآن کو چھپایا اور کیوں صحابہ سے مخفی فرمایا جیسا کہ کلمات  
 جناب امام المتشعین کے اودع القرآن النازل عند عمار ما سراسر  
 کھلی ظاہر کر رہے ہیں اگر سمجھا جاوے کہ یہ فعل رسول سے صرف بحکم من اللہ  
 صادر ہوا جیسا کہ کلمہ بام اللہ جناب رئیس المجتہدین کی عبارت میں وارد ہے  
 تو چاہئے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ خدا کے سامنے دست بستہ عرض کرتے کہ حضرت

آپ ہی ایسے قرآن کو نازل فرماتے کہ جس کا آج چہا نا ضرور ہوا ہلا بھمکو کیون  
کا تین بیات میں داخل فرمانے ہوا اور معاذ اللہ کیون وعید شدتان الذین  
یکتمون ما انزلنا من النیب والہدی من بعد ملکنا لا للناس  
فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم الاعنوں۔

کا مستحق بتاتے ہو آپ ہی تو کاتین کے حق میں یوں فرماتے ہیں اور  
آپ ہی مجھ سے حکم فرما کر پورے قرآن کو چھپواتے ہیں بہر حال  
اگر حضور کا مخفی کرنا ان کا قصد تھا تو کاتین کے حق میں اس وعید شدید  
اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم الاعنوں فرمائی کی کیا ضرورت تھی اور اگر کاتین کے  
واسطے وعید شدید فرمائی گئی تو مجھ سے فرمان کمان قرآن کی کیا حاجت تھی  
معلوم نہیں خدا تعالیٰ اس وقت رسول خدا صلعم کو کیا جواب دیتا یا اپنے  
اس فرمان واجب الاذعان پر بھی پشیمان ہو جاتا سب سے زیادہ سہل تو یہ  
بات تھی کہ وقت امر بالتحریف کے رسول اللہ صلعم قرآن کو اوٹھا لیتے اور خدا  
کے حوالہ کر دیتے اور فرما دیتے کہ میں کیون سچ فون الکلم میں داخل ہوں  
اور معاذ اللہ خواہ مخواہ اپنی ذات کو متصف بصف کفرہ کر لوں آپ کو اختیار  
ہے آپ کی کتاب ہے چاہئے بنائیے چاہئے بگاڑیے مفت میں میرا بچہ نہ لیجئے  
اس امر میں نہ زیادہ گفتگو کی ضرورت تھی نہ اعتراض کی حاجت مگر شاید یہ  
بھی عذر مقبول نہ تھا کیونکہ مقام غدیر میں رسول اللہ صلعم نے حضرت علی رضی  
اللہ عنہ کے خلیفہ کرنے سے مکرر سہ کر رہے تھے کیا لیکن وہ مقبول نہیں ہوا بلکہ اولاً  
کتاب ہوا جیسا کہ روایت کتاب روضہ شیخ مفید سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول  
اللہ صلعم نے بعد حجة الوداع کے جب توجہ مدینہ منورہ کی طرف فرمائی راہ میں  
حضرت جبریل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اے رسول خدا کے اللہ تعالیٰ

بعد سلام کے فرماتا ہے کہ علی کو تم امام کر دیو اور اپنی امت کو او کی خلافت کی  
 خبر دید و جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اے بہائی جبریل اللہ جانتا ہے  
 میرے اصحاب کے بغض کو علی کے ساتھ میں میں خوف کرتا ہوں کہ میں علی  
 کو خلیفہ کروں اور وہ سب جمع ہو کر میری ایذا دہی پر مستعد ہو جاویں  
 پس معافی چاہ تو اس حکم میں رب میرے سے پس چڑھ گئے حضرت جبریل اور  
 اور حضرت کے جواب کو اللہ کے سامنے عرض کیا اللہ نے پہر اولٹے پیرون  
 اقرار اور وہی حکم فرمایا پر رسول اللہ صلعم نے وہی معافی چاہئے جو پہلے  
 چاہئے تھی پر حضرت جبریل چڑھ گئے اور رسول اللہ صلعم کے جواب کو عرض  
 کیا پر اللہ نے حضرت جبریل کو ساتھ عتاب شدید کے رسول اللہ صلعم  
 پر نازل کیا آخر کو رسول اللہ صلعم نے سب صحابہ کو جمع کر کے حضرت علی کو  
 خلیفہ کر دیا عبارت اوسکی یہ ہے ان الله تعالى انزل جبريل عليه السلام  
 على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بعد الفراغ من حجة الوداع والتوجه الى المدينة  
 في الطريق فقال يا محمد ان الله يقرئك السلام ولقولك الصب علياً للامامة  
 ونبه امتك على خلافته فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم يا اخي جبريل ان الله  
 يعلم بغض اصحابي لعلي اني اخاف منهم ان يجتمعوا على اضرواري فاستعف بربي  
 فصعد جبريل وعرض جوابه على الله فانزله الله مرة اخرى وقال للنبي صلى الله عليه  
 وآله وسلم مثل ما قال اولاً فاستعفى النبي صلى الله عليه وآله وسلم كما في المرة الاولى ثم  
 صعد جبريل فكرر جواب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فامر الله بتكرير نزوله معاً  
 مشدداً عليه لقوله يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل  
 فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس الاية فجمع اصحابه و  
 قال يا ايها الناس ان علياً امير المؤمنين وخليفة رسول رب

العالمین میں کسی ایک کو خلیفہ بعدی سواہ میں کنت  
 مولاہ فعلی مولاہ اللہ وال من ولایہ وعاد من عادہ انتہی  
 بحر وفہ اور اگر یہ گمان کیا جاوے کہ اللہ نے رسول اللہ کو اخفا تو رکھا  
 اسوجہ سے حکم فرمایا کہ صحابہ اسکو دیکھ کر متدنیو جاوین جیسا کہ جناب مجتہد  
 المتشیعین عباد الاسلام میں لٹا یرتد القوم باسرہم ارشاد فرماتے ہیں  
 تو معاذ اللہ اخفا قرآن میں ہدایت اور وہ بھی ناقص اور اظہار قرآن میں  
 ضلالت اور وہ بھی کامل قرار پاتی ہے اور صفت قرآن کی ہدی للناس  
 کلیۃ معطل اور بیکار ہوئی جاتی ہے معاذ اللہ خدا سے بھی کچھ بڑا  
 قرآن کو نازل تو کر بیٹھے لیکن آخر کو یہی کہنا پڑا کہ اب تم اس قرآن کو جھٹ  
 پٹ چھپاؤ ورنہ اسلام ظاہری سے بھی صحابہ کے ہاتھ اوٹھاؤ والعیاذ  
 باللہ حضرت جبریل ہی کہتے ہونگے کہ یہ عجیب خدا ہے کہ کبھی تو ہمارے ہاتھ  
 آیت بلغ ما انزل الیک من ربک کو نازل فرماتا ہے اور کبھی لا تببلغ ما انزل  
 الیک بل استدرہ فی محارم اسرارہ کعلی کا حکم فرماتا ہے اے اہل  
 اسلام جناب رئیس المجتہدین نے تو اس تہانہ میں نہ خدا کی خدا کی کو قایم رکھا  
 اور نہ رسول کی رسالت کو باقی رکھا سب کو مغلوب اور عاجز اور محرف قرآن  
 اور غیر قرآن ٹھہرا دیا بہر حال سبکو ایک قسم سے ممنون بنا لیا کہ صحابہ کو تبدیل  
 و تحریف قرآن سے بری کر دیا گو باعث تحریف قرار دئے گئے مگر اصل تحریف  
 سے بچائے گئے الغرض ناظرین اس تہانہ کو کمانتک سنیں گے اور عاقلین  
 اس فسانہ سے کمانتک ہنسین گے ہفتان میں آہ میں فریاد میں شیون میں  
 نالہ میں ہسناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں ہر آدمی پر مطلب  
 جناب سامی نے کس قدر مہٹ دہرمی سے آنا بڑا دعویٰ کہ اکثر مفسرین اسنت

نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت کہ جو بالفعل قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری  
 قرأت کے متعہ کے مباح ہونے میں نازل ہوئی ہے کر دیا اور اسکی تصدیق  
 میں کس درجہ بے شرمی سے کبیر و مدرک اور زمخشری اور زاہدی اور زبیری  
 کا نام لکھ دیا اور کسی بیباکی سے سب تفسیر و تہن کبیر کو مقدم کر دیا اور کتنی  
 بڑی جالاکئی سے زمخشری کو اہلسنت میں داخل کر دیا اب آپ اپنے اس  
 دعویٰ کو بغور ملاحظہ فرما دیں اور اس کے جھوٹے ہونیکو انہیں تفسیر و تہن  
 مطالعہ فرما دیں قولہ چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں عمران بن  
 حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت آیت المتعہ فی کتاب اللہ ولہ  
 یُنزل بعدہا آیت تنسخہا یعنی نازل ہوئی ہے آیت متعہ کی کتاب  
 خدا میں اور نہ نازل ہوئی بعد اس کے ایسی کوئی آیت کہ منسوخ کر دے اور اسکو  
 اقول حضرت مخاطب تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد تیسری میں تحت آ یہ کریمہ  
 فَمَا اسْتَقْتَضَتْ مِنْهُمْ فَأَتَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً کی ملاحظہ کریں  
 اور اپنے دعویٰ کی تردید کو نہ ایک طرح بلکہ سوطح سے مطالعہ کریں اگر کچھ  
 حیا ہو تو شرم کو کام فرمائیں ورنہ اپنی دعویٰ سے ملکر اور پشیمان ہو جائیں  
 اور آئندہ کو ایسے دعووں سے باز آئیں اور تقلید مجمع البحرین اردو کتاب  
 سے ہاتھ اوٹھائیں خلاصہ آپ کے دعویٰ کا یہ ہے کہ اکثر مفسرین اہلسنت کا اتفاق  
 ہے کہ یہ آیت متعہ میں نازل ہے اور اسکی تصدیق میں صرف پانچ تفسیر و تہن  
 کا نام لیا ہے اور سب میں تفسیر کبیر کو مقدم کیا ہے اور ایک روایت عمران بن  
 حصین کو جبالہ یا تجالہ اوس سے نقل کیا ہے کاش اگر آپ تقلید مجمع البحرین  
 اردو کتاب سے دست کش ہوتے اور کسی ذی علم سے اوس مقام کو خود بھی  
 سمجھ لیتے تو اس قدر ذلت و رسوائی نہ اوٹھاتے سنئے امام المتکلمین امام فخر الدین

لازمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر تحت آیت کریمہ میں فرماتے ہیں فی هذه الآية قول  
 احدهما وهو قول اكثر العلماء ان قوله ان تبتغوا باموالکم  
 المراد منه ابتغاء النساء بالاموال على طريق النكاح فما استتمتم  
 بهن فان قوهن اجورهن ای مہور ہن فان استتمت بالدخول  
 بها اتھا مہرھا بالتمام وان استتمت بعقد النکاح اتھا نصف مہر  
 یعنی اس آیت میں دو قول است کے ہیں اکثر علماء امت کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے ان تبتغوا باموالکم میں یہ فرمایا ہے کہ چاہو تم عورتوں کو ساتھ مالوں کے  
 اوپر طریقہ نکاح کے پس جبکہ نفع پاؤ تم ساتھ اوسی عورت کے او نہیں سے پس  
 دیو تم مہر ان کے پس اگر نفع پاؤ ساتھ وطی کے ادا کرے تمام مہر کو اور اگر نفع پاؤ  
 صرف ساتھ عقد نکاح کے ادا کرے نصف مہر دیکھئے امام المتکلمین اس آیت کریمہ  
 کی نسبت یوں فرماتے ہیں کہ امت رسول اللہ کی اس آیت میں دو قول ہیں اکثر  
 علماء امت کا تو یہ قول ہے کہ یہ آیت متعلق ہے قول اللہ جل جلالہ وان تبتغوا  
 باموالکم کے اور مراد اس سے چاہنا عورت کو کا بعوض مال کے اوپر طریقہ نکاح کے  
 نہ اوپر طریقہ متعہ کے اور اس واسطے امام نے اجور کی تفسیر مہور کے ساتھ کی اور اگر  
 بعد ایک مسئلہ شرعی کو بھی متعلق مہر کے لکھ دیا کہ اگر مباشرت بعد نکاح کے کر لی تو  
 مل مہر ادا کرنا واجب ہے اور قبل مباشرت بعد نکاح نصف مہر ادا کرنا لازم ہے  
 کما ان آپکا وہ دعوائے مکذوبہ کہ اکثر مفسرین اہلسنت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت ابا  
 متعہ میں نازل ہوئی ہے اور کما ان امام المتکلمین کا یہ قول مصدقہ کہ اکثر علماء  
 امت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت نکاح میں فرمائی گئی ہے آپ صرت اہلسنت سے  
 اکثر مفسرین کو لکھتے ہیں کہ انہوں نے نزول آیت کو باب متعہ میں اقرار کیا ہے  
 اور امام المتکلمین امت رسول اللہ صلعم سے اکثر علماء کو تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں

نزول آیت کو باب متعہ سے انکار کیا ہے بلکہ نکاح میں تسلیم کیا ہے اور اسبق سے متعلق کر کے اوسے پر متفرع کیا ہے خلاصہ یہ کہ امام فرماتے ہیں کہ صرف اہلسنت ہی منکر نزول آیت کے باب متعہ میں نہیں ہیں بلکہ اس امت کے اکثر علماء اس امر کے قائل ہیں کہ یہ آیت باب متعہ میں نازل نہیں ہوئی ہے امام نے اکثر کلام لفظ اسید واسطے وارد فرمایا ہے کہ اوس میں بہتر فرقوں کو اس امت سے داخل فرمایا ہے یعنی ان کے نزدیک متعہ حرام ہے اور یہ آیت متعہ سے تعلق نہیں رکھتی البتہ ایک فرقہ اہل تشیع کا متعہ کے اباحت کو روایت کرتا ہے اور اس آیت کو متعہ میں ماننا ہے اور اس وجہ سے بہ نسبت کثرت فرق کے بقبالہ اکثر بعض میں اہل تشیع کو داخل فرمایا ہے چنانچہ اوسے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد تیسری صفحہ ۲۸۶ میں فرماتے ہیں فالشیعة یروون عنہ اباحت المتعۃ یعنی پس شیعہ روایت کرتے ہیں حضرت علیؑ سے متعہ کے مباح ہونے کو باوصف اسکے کہ اسکی بھی تردید اسی صفحہ میں یون فرمائی وروی محمد بن علی المشہور بمحمد ابن الحنفیۃ ان علیاً مریا بن عباس وهو یفتی بجواز المتعۃ فقال امیر المؤمنین انہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہا وعن کھوم الحمر الاہالیۃ ترجمہ روایت کیا ہے حضرت محمد بن الحنفیہ کے جناب مرتضوی نے کہ تحقیق جناب مرتضیٰ علیؑ رحمہ اللہ وجہ گذرے ابن عباسؓ کے پاس ہو کر اوس وقت وہ جو متعہ کا فتویٰ دیتے تھے حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اسے ابن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا ہے متعہ اور گوشت گدھے اہلی سے اور پھر امام نے اوسے صفحہ میں روایت ثالثہ میں ممنوع ہونے متعہ پر حضرت ابن عباسؓ کے اقرار کو نقل کر کے یون فرمایا ہے انہ اقر صارت منسوخۃ ترجمہ یعنی حضرت ابن عباسؓ نے اقرار کیا کہ متعہ ممنوع ہو گیا اور پھر اوسے صفحہ میں حضرت ابن عباسؓ کی توبہ کو

اس طرح نقل فرمایا ہے انہ قال عند موتہ اللہ تعالیٰ اتوب الیک من  
 قولی فی المتعة ترجمہ فرمایا ابن عباس نے حالت نزع میں کہ یا اللہ تحقیق  
 میں توبہ کرتا ہوں طرف تیرے قول اپنے سے بیچ متعہ کے الغرض جناب سامعی ہی  
 جرات نکلیا کہ میں کہ کسی کتاب کا بے دیکھے دکھائے صرف تقلید احوالہ ویدیا کریں  
 اور اپنے اکابر کی فکر کے فقیر بن جائیں اور ذرا ہی دنیا و آخرت کی رسوائی  
 کا خیال نہ لائیں اگر آج قلم لیکر کاغذ پر جو احوالہ دیتے ہو تو روز جزا کے لئے  
 اس حرکت کا کیا جواب دیتے ہو۔ رہا ہے

ہنگامہ شرجب کہ برپا ہوگا	یوں روئے سوال سوئے اعدا ہوگا
خاصان خدا پہ کیوں یہ کی تہمت	ستمحے نہ یہ تم کہ ہم یہ کیا کیا ہوگا

اور یہ بہ ہی لحاظ رہے کہ امام کی عبارت منقولہ میں اکثر العلماء سے اکثر علماء  
 اہل سنت نہ سمجھ لیجئے گا کیونکہ الف لام العلماء میں دلالت علماء امت پر کرتا ہے  
 نہ علماء اہل سنت پر جیسا کہ صاحب تفسیر نیشاپوری نے ساتھ لفظ امت کے  
 ضرائحاً یوں تشریح فرمائی ہے کہ قال اکثر علماء الامت یعنی کہا اکثر علماء امت  
 نے اور خود امام المتکلمین نے اسی صفحہ مذکورہ ۱۹ سطر میں اس مفہوم کی یوں  
 توضیح فرمائی ہے فذهب السواد الاعظم من الامۃ الی انها صارت  
 منسوخة یعنی گروہ اعظم امت سے طرف اس بات کے کہ ہو گیا وہی متعہ  
 منوع اور حرام دیکھئے کہ مدلول اکثر علماء اور مفہوم سواد اعظم متحد ہے اور مقصود  
 الف لام العلماء کا اور مضمون لفظ من الامۃ کا واحد ہے اور اگر بالفرض التسلیم  
 اکثر العلماء سے علماء امت نہ سمجھیں تو جانے دیجئے اسی عبارت فذهب  
 السواد الاعظم من الامۃ منقولہ تفسیر کبیر پر فیصلہ کیجئے دیکھئے کہ  
 امام نے سواد اعظم کو امت رسول اللہ کا قسم ٹھہرایا ہے یا اہل سنت کا مجملہ کو امت

ایک حدیث نبج البلاغت کی یاد آئی اور سکا عرض کر دینا بھی آپ کے سامنے ضروری ہے مجتہد المتشعین صاحب نبج البلاغت جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے الزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعۃ وایاکم والفرقة فان الشاذ من الناس للشیطان ترجمہ یعنی لازم پکڑو تم گروہ بڑے کو اس واسطے کہ تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے ہے اور زچو تم اختلاف سے اس واسطے کہ تحقیق چمکا آدمیوں سے واسطے شیطان کے ہے اب آپ قول امام فخر الدین رازی کو حسین لفظ سواد اعظم کا موجود ہے اور حدیث مرتضوی مرویہ نبج البلاغت کو کہ حسین لفظ سواد اعظم اور جماعت کا مذکور ہے ملائیے اور دیکھئے کہ متعہ شذوذ شیطانی قرار پایا ہے یا نہیں یعنی متعہ حرام ہے نزدیک گروہ اعظم کے اور گروہ اعظم کو تم لازم پکڑو اس واسطے کہ جو چمک گیا گروہ اعظم سے وہ پہنچ گیا اطاعت شیطان میں جناب سامی برائے خدا اب بھی حلت متعہ سے باز آئیے ورنہ بقول اپنے مستشد امام رازی اور حدیث مرتضوی کے اپنا گھر تحت شیطان میں بنا اور اگر جناب والا اکثر العلماء سے علماء امت نہ لیجئے گا اور عبارت فذہب السواد الاعظم من الامۃ کی طرف متوجہ ہو جائے گا اور عبارت تفسیر نیشاپوری کی طرف التفات نہ کیجئے گا اور اکثر العلماء سے علماء اہلسنت ہے معہود کیجئے گا تب ہی اپنے حق میں سسم بنا لیجئے گا کیونکہ اس حالت میں اجتماع نقیضین متفق ہو جائیگا اور اس کا محال ہونا ثابت ہو جائیگا اس واسطے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ اکثر مفسرین اہل سنت مقررین حلت متعہ کی اور اس تقدیر پر امام فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اہلسنت منکر ہیں حلت متعہ کی باقی رہی روایت عمر ابن حصین کی جو تفسیر کبیر سے نقل کی گئی ہے کیفیت اس کی یہ ہے کہ اپنی تفسیر کبیر کو

دیکھا نہ لیاقت اوسکے دیکھنے کی دیکھنے کہ اس روایت کو امام نے انہیں بعض است  
 کے ماخذ میں نقل کیا ہے کہ جنگو مرجوح اور متروک اور مجور اور خلافت سواد  
 اعظم امت میں قرار دیا ہے جیسا کہ مقولہ مذہب السواد الاعظم من الامة  
 الی انہا صاہرت منسوخة منقولة تفسیر کبیر دلالت کرتا ہے پس اس روایت  
 کا نقل کرنا تفسیر کبیر سے کہ جب کو امام نے واسطے تنبیہ موافقین اور تردید مخالفین  
 کے نقل کیا ہے محض غباوت ہے اور اس روایت پر امام کو مجوزین متعہ میں قرار  
 دینا سخت حماقت ہے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد تیسری صفحہ ۲۸۶ میں ملاحظہ کیجئے اما  
 عمران ابن الحصین فانہ قال نزلت آية المتعة في كتاب الله  
 ولم ينزل بعدها آية ننسخها الى ان قال فهذا ما يتعلق  
 بالروایات واحتج الجمهور على حرمة المتعة بوجوه الى آخره  
 ترجمہ لیکن عمران ابن حصین پس تحقیق اوس نے کہا کہ اوتری آیت متعلیٰ بیچ  
 کتاب اللہ کے اور نہ نازل ہوئی بعد اوسکے کوئی آیت کہ منسوخ کر دی اوسکو  
 یہاں تک کہ کہا پس یہ وہ چیز ہے کہ متعلق ہے ساتھ حکایتوں کے اور حجت  
 لائے ہیں سواد اعظم اور پر حرام ہونے متعہ کے بہت ساری وجوہ کے ساتھ  
 دیکھے امام نے معنی آیت کریمہ کے سواد اعظم امت سے وہ نقل کئے جو مطابق  
 مذہب اہل سنت کے ہیں اور پر سواد اعظم امت سے بالتصریح حرمت متعہ  
 کو نقل کیا اور پر روایت شیعہ کو حدیث محمد ابن الحنفیہ سے رد کیا اور پر  
 حضرت ابن عباس کے اقرار کو نسبت حرمت متعہ کے بیان کیا اور پر اونکی  
 توبہ کو قول حلت متعہ سے ظاہر کیا اور پر اونکے نہ فتویٰ دینے کو حلال ہونے  
 متعہ میں ثابت کیا اور پر روایت عمران ابن حصین کو نقل کر کے لکھا کہ یہ  
 ایسی چیز ہے کہ روایت اور حکایت سے تعلق رکھتی ہے اور پر سواد اعظم

امت کے برابرین ساطعہ اور حج قاطعہ متعہ کے حرام ہونے پر بیان کئے کہ یہ سب  
ہم مختصراً لکھ چکے ہیں اور بالتشریح تفسیر کبیر کے دیکھنے پر موقوف ہے پس  
ایسی روایت سے کہ جسکی نہ امام نے تصحیح کی بلکہ بالمعنی روایات کثیرہ سے  
تردید کی نہ اباحت متعہ کی تشریح بلکہ مخالف اس کے مذہب سواد اعظم امت  
کی حرمت متعہ پر تصریح فرمائی نہ اہل سنت پر الزام عاید ہو سکتا ہے نہ فتویٰ امام  
کا اباحت متعہ پر ٹھہر سکتا ہے نہ کوئی شخص امام کو مجوزین متعہ میں داخل کر سکتا  
ہے علاوہ برین نقل کرنا امام کا اس روایت کو متعہ النساء میں باوجود تردید  
اور عدم تصحیح کی اور باوصف مذہب اخذین روایت عمران ابن حصین  
خلاف سواد اعظم امت ٹھہرا سکتی تھی نہ وہ امام پر ہے کیونکہ یہ روایت عمران ابن  
حصین کے متعہ الحج میں نقل کی گئی ہے نہ متعہ النساء میں جیسا کہ صحاح ستہ سے  
ظاہر ہے صحیح مسلم شریف میں ہے قال عمران ابن الحصین نزلت ایت  
المتعہ فی کتاب اللہ یعنی متعہ الحج فامر بانہما رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم الی آخرہ ترجمہ یعنی کہ عمران ابن حصین نے کہ نازل ہوئی آیت  
متعہ حج کتاب اللہ کے یعنی متعہ حج کی پس حکم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے اور وہ آیت دوسرے پارہ میں یہ ہے فمن تعتمر بالعمرة  
الی الحج فما استیسر من الہدی یعنی جو کوئی فایرہ لیوے عمرہ ملا کر حج  
کے ساتھ تو جو میسر ہو قربانی پہنچا دے اور ایسا سہو کا برسے بمقتضائے بشریت  
نقل مذہب غیر میں واقع ہو جاتا ہے جیسا کہ امام اعظم شیعہ شیخ ابو جعفر طوسی  
کا خطبہ بحث عدم جواز مسع پاتاب جدید میں شیخ بہاؤ الدین عاملی نے شرح  
اربعین میں بڑے زور شور سے کیا ہے اور بعد اس خطبہ کے لکھا ہے  
وغفلت مثل ذلك الشیخ الجلیل عن هذا عجیب ولا کن الجح

قد یلکوا والصارم قد ینبوا ترجمہ غفلت ایسے شخص عظیم الشان کی تعجب  
 کی بات ہے لیکن سوار کسی گریڑتا ہے اور تلوار کسی طرح جاتی ہے اب جناب صاحب  
 ارشاد فرماوین کہ دعویٰ آپکا صحیح ہے یا غلط اور حوالہ دنیا تفسیر کبیر کا جو ہوتا  
 ہے یا سچا اور امام کو مجوزین متعہ میں داخل کرنا واقعی ہے یا لغو و بیہودہ  
 اب آئندہ کو توبہ فرمائیے اور ایسے حرکات بیہودہ سے باز آئیے قولہ  
 اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں اور زحشری نے تفسیر کشاف میں لکھا  
 ہے کہ یہ آیت متعہ میں نازل ہوئی ہے اقول معاذ اللہ کسی مقام پر صاحب  
 مدارک نے تفسیر مدارک میں نہیں لکھا کہ یہ آیت متعہ میں نازل ہوئی بلکہ  
 وہ اس آیت کے معنی اپنی تفسیر میں مطابق مذہب سواد اعظم امت کے  
 اس طرح لکھتے ہیں فیما استمتعتم به منهن فی انکم تموهن فاقوهن اجورھن فیضی  
 مہورھن ترجمہ یعنی پس وہ عورت کہ نکاح کیا ہے تم نے ساتھ اس کے اونہیں  
 عورتوں سے پس دو تم ہر اونکا دیکھئے کہ صاحب تفسیر مدارک استمتعتم  
 کی تفسیر نکحتم کے ساتھ اور اجور کی تفسیر مہور کے ساتھ فرماتے ہیں بلکہ  
 اسی تفسیر میں آیت کریمہ والذینہم لغرو وجہم حافظون کے تحت میز  
 یوں فرماتے ہیں وفیہ دلیل علی تحريم المتعة ترجمہ یعنی بیچ اس کے  
 دلیل ہے ایک تحریم متعہ کے جناب سامی بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ  
 صاحب مدارک کو کہ جو آیت کی تفسیر موافق اپنے مذہب بلکہ مطابق سواد اعظم  
 امت کے کرتے ہیں اور حرمت متعہ کی دوسری آیت کے تحت میں تشریح فرماتے  
 ہیں مجوزین متعہ میں داخل کرتے ہیں البتہ اوسمیں ایک روایت مجہولہ کہ وہ  
 ہی ایک مذہب کو برباد کئے دیتی ہے بصیغہ مجہول نقل کی ہے کہ جو نہ صاحب  
 تفسیر مدارک کا قول ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہمارے نزدیکی یہ مقولہ مجہولہ مستند

اور معتد ہو سکتا ہے عبارت او کی یہ ہے وقیل ان قوله فما استمتعتم  
 نزلت فی المتعة التي كانت ثلثة ايام حين فتح الله مكة علی  
 رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم نسخت ترجمہ یعنی کہی گئی ہے یہ بات  
 کہ آیت فما استمتعتم نازل ہوئی ہے بیچ متعہ کے کہ جو تہاتین دن فتح  
 مکہ میں پہر منسوخ ہو گیا دیکھئے اس مقولہ مجہولہ میں ہی لفظ ثم نسخت  
 کا موجود ہے جس سے مذہب جواز متعہ بالکل معدوم و مفقود ہے شاید اسی  
 پردہ پوشی کی واسطے اس روایت مجہولہ کو کہ جو نہ صاحب تفسیر مدارک کا قول  
 ہے اور نہ جناب مخاطب کے مذہب کا مؤید اور نہ دعوائے مذکورہ کا مصدق  
 ہے نقل نہیں کیا عقلاء کے نزدیک تو یہ حرکت نازیبا ہے مگر ہمارے مخاطب کو  
 ہر طرح سے بجا ہے اور زرخشری کو معدوم و ذکرنا مفسرین اہلسنت میں اور  
 او کی کتاب کو کتب اہلسنت میں شمار کر کے بمقابلہ اہلسنت الزام پیش کرنا  
 نہایت درجہ کی بلاوت اور غایت مرتبہ کی غباوت ہے اگر او سنے لکھا بھی  
 ہو تو اہل سنت پر محبت نہیں زرخشری معتزلی ہے اور فرقہ معتزلہ مثل  
 فرقہ شیعہ کے فرق باطلہ میں داخل ہے مقتدائے شیعہ قاضی نور اللہ شوشکی  
 نے بھی مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ اہل سنت شیعہ و معتزلہ را واحد می دانند  
 قولہ اور زاہدی نے تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ بذکر اگر گفتہ و مر و صدق  
 نگفت دلیل آنست کہ مراد متعہ است اقول آپ تو نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے  
 ہیں صرف سنئے سنائے قول لکھ دیا کرتے ہیں جناب مجتہد صاحب اونکی  
 تفسیر کی ترتیب اسطریقہ پر ہے کہ وہ اولاً آیت کے معنی فارسی میں لکھتے  
 ہیں اور پھر اس کے متعلق اقوال اہل باطل بھی فارسی میں نقل کرتے ہیں  
 بعدہ عربی میں تشریح کرتے ہیں اور جواب اس کے عربی میں دیتے ہیں یہ دلیل

منقولہ انہوں نے جانب اہل تشیع سے بمقتضائے مقام عبارت فارسی میں ملوث  
 دستور قدیم کے لکھی ہے اور اس کا جواب عبارت عربی میں اس طرح سے دیا ہے  
 فما استمتعتم به منهن امی الحجامعة کنتی عن الجماع  
 بلا استمتاع قیل اراد نکاح المتعة الی ان قال وقال بعضهم المراد  
 منه النکاح لآیة عطف علی اباحۃ النکاح وهو قولہ واحل  
 لکم ما وراء ذلکم والاجر لمعنی مهر قال اللہ عز وجل فانکحوا  
 ما بآذن اهلہن واتواہن اجورہن واراد المہر بمعنی تفسیر زاہدی و  
 کہتے ہیں کہ مراد استمتاع سے وطی ہے اور کہی گئی ہے یہ بات کہ نکاح متعہ مراد  
 ہے اور کہا بعض نے مراد اس سے نکاح ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آیت  
 کا عطف اوپر اباحت نکاح کے ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا واحل لکم ما وراء

ذلکم ہے اور اجر اس آیت میں بیچ معنی مہر کے ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے آیت فانکحواہن باذن اهلہن واتواہن اجورہن میں لفظ اجور کا  
 فرمایا ہے اور مراد اس سے مہر کو لیا ہے جناب اولاد کیسے کہ تفسیر زاہدی والے  
 منقولہ مجہولہ نکاح متعہ کو بصیغہ مجہول نقل کر کے کس مہوم سے باطل کرتے ہیں  
 اور اجور کے معنی آیت مذکورہ میں مہر کے لیتے ہیں نہ اجرت ممنوعہ کے اور  
 اس پر دوسرے مقام کی آیت کو دلیل لاتے ہیں اب بھی اگر آپ نہ سمجھیں تو  
 خدا آپ کو سمجھے قولہ اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں روایت کی ہے  
 فما استمتعتم به منهن یعنی نکاح المتعة اقول جلال الدین سیوطی  
 نے بھی اسی منقولہ مجہولہ کو کہ جسکو زاہدی والے نے بصیغہ مجہول لکھا مجروح  
 اور مردود کیا ہے نقل کیا پس آپ کا حوالہ دنیا محض بنیادہ ہے اور جیسا کہ  
 صاحب درمنثور نے اس منقولہ مجہولہ کو لکھا ہے ویسا ہی اسکے واسطے روایات

راوہ اور معارضہ کو حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے عبارت اوسکی یہ ہے  
 من طریق عطاء عن ابن عباس من قوله فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ  
 فَاتَوْهُنَّ اجْورَهُنَّ فَرِيضَةً قَالَ نَسِيخُهَا يَا ابْنُ النَّبِيِّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ  
 فَطَلَقْتُمُوهُنَّ يَسْنَى ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی آیت  
 يَا ابْنُ النَّبِيِّ سے پس جن لوگوں کے حق میں مفسرین اہل سنت نے صیغہ نظر  
 یعنی قبل کو استعمال کیا ہے وہی لوگ اس آیت کے منسوخ ہونیکے بھی قائل ہیں  
 آیت يَا ابْنُ النَّبِيِّ سے اور سواد اعظم امت کے مذہب پر تو نہ یہ آیت متعین  
 نازل ہوئی اور نہ بنفسہ منسوخ ہوئی اب جناب سامی ملاحظہ فرماوین کہ اولاً آپ نے  
 آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاتَوْهُنَّ اجْورَهُنَّ فَرِيضَةً کو  
 نقل فرمایا اور اسکا ترجمہ اس طرح تحریر فرمایا یعنی پس وہ عورت کہ متعہ کیا ہے تنہ  
 ساتھ اس کے اولن عورتوں میں سے پس دو تم اجورہ اوں کا کہ مقرر کیا ہے اس  
 ترجمہ میں جناب متعہ و غلطی فرمایا میں اول یہ کہ اتق کے مفعول کے معنی یعنی  
 ہن کے صاف اوڑا دئے یہ آپکی قابلیت ہے دوسری یہ کہ فَرِيضَةً  
 کے معنی غتر بود کر کے یہ لکھے کہ مقرر کیا ہے حالانکہ فَرِيضَةً بمعنی مفروضہ کے  
 ہو کر اجور سے حال واقع ہوا ہے معنی اس کے یہ ہوے در انحالیکہ مقرر کئے گئے  
 ہیں یہ آپکی علمیت ہے تیسری یہ کہ اجور جمع ہے معنی اس کے اجورہ کے لیکر  
 یہ مفروضہ استعمال کیا حالانکہ حقیقی معنی اس کے حقوق کے ہیں یہ آپکی لیاقت ہے  
 چوتھی یہ کہ استمتاع کے معنی حقیقی نفع کے ہیں معنی اس کے متعہ متنازع فیہا  
 خلاف استعمال کلام اللہ اور تفاسیر شیعہ کے لئے یہ آپکی دیانت ہے پانچویں  
 یہ کہ اجور کے معنی مہور کے لئے حالانکہ تفاسیر شیعہ میں بھی مہور کے لئے ہیں  
 یہ آپکی متانت ہے بعد اس کے ثبوت متعہ کو اس آیت سے دو وجہوں پر

فرمایا وجہ اولے میں یہ دعویٰ فرمایا کہ اکثر مفسرین اہلسنت نے اتفاق کیا ہے  
 کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے  
 مباح ہونے میں نازل ہوئی ہے اور اس دعویٰ کی تصدیق کیواسطے پانچ  
 تفسیر دکنے نام لکھے اول تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی کو حالانکہ تفسیر کبیر میں  
 اس دعویٰ کے جزو کا بھی نشان نہیں نہ کہ کل دعویٰ نہ کسی مقام پر امام  
 نے یہ فرمایا کہ اکثرین مفسرین اہلسنت نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت کہ جو بالفعل  
 قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے مباح ہونے میں نازل  
 ہوئی ہے نہ کسی جگہ لفظ بالفعل کا اس آیت کی نسبت لکھا ہے نہ لفظ قطع نظر کا  
 تحریر فرمایا ہے نہ نزول آیت کا اباحت متعہ میں دعویٰ فرمایا ہے دوسری  
 تفسیر مدارک اوسمیں بھی کسی مقام پر اس دعویٰ کو یا جزو دعویٰ کو صاحب  
 مدارک نے نہیں تحریر فرمایا نہ کہ میں لفظ بالفعل کا تذکرہ کیا اور نہ لفظ قطع نظر  
 کا ذکر کیا نہ نزول آیت کو باب متعہ میں اپنا قول یا اپنا مذہب بیان کیا اور  
 علی ہذا القیاس نہ زاہدی میں اور نہ درخوثرین اور تفسیر زمخشری میں بھی نہیں  
 ہے اور اگر تفسیر زمخشری میں ہو بھی تو وہ معتزلی ہے ہم پر حجت نہیں دیکھتے  
 کہ آپ نے آیت کا ترجمہ بھی جوڑا لکھا اور بعد اسکے دعویٰ بھی جوڑا کیا  
 اور حوالہ ہی تفسیر دینکا جوڑا دیا پس ان اکاذیب اور اغالیط سے ثبوت متعہ  
 ہی آیت سے باطل ہوا نہ وہ ثبوت رہا نہ وہ دعویٰ رہا نہ وہ حوالہ رہا اب  
 ہم دوسری وجہ کو دیکھتے ہیں کہ اوسمیں آپ کیا لعل اوگلتے ہیں اور کیا  
 رنگ بدلتے ہیں قولہ اور ایک وجہ یہ ہے کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر  
 اصحاب کے اسطور سے تھی کہ فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی  
 فاتقواهن اجورھن فریضۃ اقول دعویٰ کرنا قرأت اکثر اصحاب کا

اور دلیل میں پیش کرنا تفسیر امام رازی اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر زمخشری اور  
مستدرک حاکم اور معالم بغوی کا محض یہودگی ہے کہ انہیں صرف ابی ابن  
کعب اور ابن عباس کی روایت باوصف تکلم اور شذوذ کے لکھی ہے  
جناب مخاطب کا یہی قاعدہ ہے کہ ہر مقام پر دعویٰ فرماتے ہیں اور دلیل  
کو بیگانہ وار تحریر میں لاتے ہیں نہ دعویٰ کو دلیل سے مناسبت نہ دلیل کو  
دعویٰ سے مطابقت جیسا وجہ اولے میں طریقہ اختیار فرمایا یعنی وہاں بھی اپنے  
دعویٰ کی تصدیق میں پانچ تفسیر ذکا نام فراٹی کے ساتھ لیا بغیر لحاظ اور  
خیال اسکے کہ انہیں دعویٰ کا ذکر بھی ہے یا نہیں ویسا ہی اسوجہ میں ارشاد  
ہوا دیکھئے کہ حضرت دعویٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب  
کے اس طور سے تھی کہ فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی  
فاقوهن اجورھن فریضۃ اور دلیل میں تفسیر امام رازی اور تفسیر ثعلبی  
شیعی اور تفسیر زمخشری معتزلی اور مستدرک حاکم اور معالم بغوی سے وہ  
روایت پیش کرتے ہیں کہ جمہور صرف ابی ابن کعب اور ابن عباس کی نسبت  
اس قرأت کو منسوب کیا ہے دو صحابی پر ہزار ہا صحابہ بلکہ لاکھ میں سے اکثر  
اصحاب کا اطلاق کرنا حضرت ہی کا کام ہے قولہ چنانچہ امام رازی نے تفسیر  
کبیر میں لکھا ہے کہ ابی ابن کعب نے اور ابن عباس نے اس آیت کو اسطرح  
پڑھا ہے اقول آپ نے کبھی تفسیر کبیر کو بھی دیکھا ہے یا نام ہے یاد کر لیا ہے  
جنابو الا امام نے اس روایت کے ثبوت میں بڑے زور شور سے کلام کیا ہے  
اور پہاڑ کے ثبوت کو فرض کر کے اوسکا بھی جواب دیا ہے براے خدا آپ  
تکلیف فرما کر کسی ذی علم سے اس عبارت کو سمجھ لیجئے گا۔

وهذه الفقرات على تقدیر ثبوتها لا تدل الا على ان المتعة

بکانت مشروعة ونحن لا تنازع فيه انما الذي لقوله ان  
 نسخ طرء عليه ترجمہ یعنی یہ قررت الی اجل مسمی کی اولاً کسی طرح سے  
 ثابت نہیں اور بر تقدیر ثبوت دلالت نہیں کرتی مگر اس پر کہ پہلے متعہ مشروع تھا  
 اور اوس میں حکم نزاع نہیں ہم جو کہتے ہیں وہ بات یہ ہے کہ بعد اسکے نسخ آگیا  
 آپ نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں مفت میں حوالہ دے بیٹھتے ہیں دیکھئے کہ امام نے  
 حضرت ابن عباس کی قررت پر کلام کیا اور اسکے ثبوت کو ہر طرح سے مجروح  
 کیا اور پھر بعد فرض کر لینے ثبوت کے بطریق تنزل اس طرح سے جواب دیا کہ اگر  
 یہ قررت حضرت ابن عباس کی ثابت بھی ہو تو اس پر دلالت کرتی ہے کہ متعہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی وقت جایز تھا اور ہم اس امر میں کلام نہیں  
 کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ بعد جواز کے منسوخ اور منوع ہو گیا چنانچہ امام نے اوس  
 حضرت ابن عباس سے بواسطہ عطاء خراسانی کے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت  
 ابن عباس فرماتے تھے کہ یہ آیت یعنی فما استمتعتم منسوخ ہو گئی اللہ  
 تعالیٰ کے قول یا ایہا الذبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن بعد تهن  
 سے عبارت اوسکی یہ روایت عطاء الخراسانی عن ابن عباس فی قوله تعالى  
 فما استمتعتم به منهن قال صارت هذه الایة منسوخة بقوله تعالى  
 یا ایہا الذبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن بعد تهن جنابوا لا خیال فرمائیے کہ  
 امام نے حضرت ابن عباس کی تو بہ کو بھی قول جلت متعہ سے نقل کیا اور انکی  
 اقرار کو بھی ممنوعیت متعہ کی نسبت روایت کیا اور اسکی قررت منسوب ہونے  
 میں ہی اونکی نسبت ہر طرح سے کلام کیا اور پھر فرض و تسلیم اسی آیت کے  
 منسوخ ہونے کو اور نہین حضرت ابن عباس سے روایت عطاء خراسانی کو  
 پیش کیا اب جناب والا اپنے دعویٰ کو خیال فرمائیے کہ اکثر اصحاب کی یہ

قررت تھی اور تفسیر امام رازی کو ملاحظہ فرمائیے کہ حسین صرف حضرت ابن عباس  
و ابی ابن کعب کی قررت کو لکھا ہے اور او سپر ہزار طرح سے کلام کیا ہے معلوم  
نہیں جناب مخاطب نے چنانچہ کے کیا معنی پڑے ہیں جو ایسی بیباکی سے تفسیر  
کبیر کے نام لینے پر اڑے ہیں قولہ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حبیب ابن  
مظاہر سے روایت کی ہے اقول ثعلبی کے تشیع کے مجلسی نے جلد اول  
بجاء الانوار میں تصریح کی ہے قولہ اور زرخشری نے کشاف میں لکھا ہے  
کہ ابن عباس نے اس آیت کو اسی طرح پڑھا ہے اقول زرخشری معتزلی ہے  
اقوال معتزلہ سے اہلسنت کو الزام دینا سخت بیوقوفی ہے قطع نظر اسکے تفسیر  
ثعلبی اور تفسیر کشاف میں حضرت ابن عباس کا رجوع اور توبہ کرنا قول معتزلہ  
سے موافق امام فخر الدین رازی کے لکھا ہے عبارت اوسکی یہ ہے -

اللهم انی اتوب الیک من قولی بالمتعة وقولی فی الصوف ترجمہ یعنی اے اللہ  
میں توبہ کرتا ہوں اپنے قول سے متعہ اور صرف کے مقدمہ میں علاوہ برین ان  
دونوں تفسیر و نہیں اکثر اصحاب کا نہ پتا ہے نہ نشان ہے بس آچکا حوالہ دینا  
محض افترا و بہتان ہے قولہ اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابوسلمان  
کتا تھا کہ سنا میں نے ابوبصرہ کو کہ کتا تھا کہ ابن عباس نے اس آیت کو اسی طرح  
پڑھا ہے اور کہتے تھے ابن عباس کہ واللہ خدا یتعالیٰ نے اس آیت کو اسی طرح  
نازل کیا ہے اقول ہمارے حضرت مخاطب قسم کھا کر جواب لکھنے کو بیٹھے ہیں  
کہ جہان تک ممکن ہو گا کتب غیر مستندہ اہلسنت سے حوالہ دیونگے اور اوں میں  
اہل تشیع اور معتزلہ کو بھی ملا دیں گے اور جہان تک ہو سکیگا روایات شاذہ غیر  
صحیحہ مقدمہ غیر ثابتہ نقل کر کے اہلسنت کو الزام لگائیں گے واقعی بیچارہ مجبور  
ہیں اگر یہ نہ کریں تو کیا کریں تا یہ امدام باطل کی بے امور باطلہ کے نہیں ہو سکتی

جناب والا نے کتب اہل سنت سے واقف ہیں نہ محدثین اہل حق یا ہر اسے صاحب  
احادیث مستدرک عموماً ہمارے یہاں معتبر و معتمد نہیں تا وقتیکہ تعقیبات و  
تلخیصات ذہبی سے قوت نہ پکڑیں رسالہ اصول حدیث بتانہ محدثین کو بلا خطیہ  
در بسیاری از احادیث مستدرک کہ او حکم بھت آن نموده مثل صحیحین انگاشته  
اجلہ علماء اور تخطیہ کردہ اند و برو سے انکار نموده ولہذا ذہبی گفتہ است کہ  
حلال نیست کہے را کہ بر تصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقیبات و تلخیصات مرا  
نہ بیند علاوہ اسکے یہ تو فرمائیے کہ حاکم نے مستدرک میں کہاں کہا ہے کہ اکثر  
اصحاب نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے اور بغیر ثبوت اس دعوی کے حوالہ  
دینا مستدرک کا محض بیفایده ہے قولہ اور بغوی نے تفسیر معالم التنزیل  
میں اسی روایت کو بیان کیا ہے اقول جس حالت میں کہ آپ کے مستشرقین  
مثل امام رازی نے اس روایت کو بطرق متعددہ مسترد کر دیا پر بغوی کا  
اس روایت کو بغیر تصحیح کے بیان کرنا آپ کے کیا کام آتا ہے آپ کیوں دور  
جاتے ہیں اور کیوں بے محل بغوی کا حوالہ دیتے ہیں اوسی اصل مسئلہ  
کو جس کے واسطے یہ روایتیں اور قرین بناتے ہیں تفسیر معالم التنزیل بغوی  
میں کیوں نہیں دیکھتے انہوں نے تو سارا قصہ متعہ کا رفع کر دیا ہے بلکہ جناب  
فاروق اعظم سے طعن شیعہ کو من جمیع الوجوہ دفع کر دیا ہے روی  
سالم عن عبد اللہ ابن عمران عن ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعد المنبر  
فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ما حال رجالہ یخون هذه المنعة  
وقد نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی روایت کیا ہے سالم نے عبد اللہ  
ابن عمر سے کہ تحقیق عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه تشریف لکھے  
نمبر پر پس محمد فرمائیے اللہ تعالیٰ کی اور ثنائی فرمائیے اور فرمایا کیا حال ہر مرد کا

کہ متعہ کرتے ہیں اور تحقیق منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور اوس  
 معالم التنزیل میں یہ حدیث شریف بھی موجود ہے ان اباءہ حدیثہ انہ کان  
 مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس انی کنت اذنت لکم  
 فی الاستمتاع من النساء وان الله قد حرّم ذلك الی یوم القیمۃ یعنی فرمایا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اذن دیا تھا میں نے واسطے تمہارے  
 متعہ کا اور تحقیق اللہ نے حرام کر دیا متعہ کو دن قیامت تک جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 خیال تو فرمائیے کہ معالم بغوی سے ایک روایت غیر صحیحہ بلکہ مردودہ مستثنیٰ  
 جناب کو نقل کر دینا اور اسکے ماسبق و لاحق سے احادیث صحیحہ صریحہ حرم  
 متعہ کو چھوڑ دینا نہایت چالاکی اور غایت درجہ کی بیباکی ہے جناب سامی  
 کی اس وجہ ثانیہ کو بھی ہم نے دیکھا اے جناب کہ ان آپکا وہ دعوائے مطہر  
 اور کہان یہ دلیل دعویٰ سے معرکہ ان قررت اکثر اصحاب اور کہان  
 روایت ابی ابن کعب اور ابن عباس خیال کیجئے کس درجہ اپنے اسوجہ میں  
 خلط مبحث کیا ہے کہ شیعہ اور معتزلہ کو بھی سنیوں میں ملا دیا ہے اب  
 سنئے کہ جناب نے اسوجہ میں یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ آیت موافق قررت  
 اکثر اصحاب کے اس طور سے تھی فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی  
 فاتقن اجورھن فریضۃ اور اسکا ترجمہ یوں تحریر فرمایا ہے یعنی جس  
 کسی سے کہ متعہ کیا ہے تم نے ساتھ اسکے اون عورتوں سے ایک مدت میں  
 تک بس دو تم اونکو اجورہ اونکا کہ فرض ہے جناب مخاطب مجتہد لاثانی نے  
 اس ترجمہ میں تو قدر ڈھا دیا تا می لغات عرب اور محاورہ ادب کو برباد کر دیا  
 اول یہ کہ ذہا کا ترجمہ جس کسی سے کیا جناب والا اس ترجمہ کو قاسوس سے  
 استخراج فرمایا یا صراح میں ملاحظہ فرمایا یا کسی اور لغت عرب سے مستنبط

فرمایا غالباً اصل ترجمہ سے یعنی پس وہ عورت جو عدل فرمایا اور فاء تفریع کے  
 ترجمہ پس کو اڑٹا یا اسکی وجہ یہ ہے کہ آیت ماقبل کی آیات پر متفرع نہ تھے  
 اور آیات مابقی سے تعلق نہ پکڑے تاکہ متعہ بخوبی ثابت ہو اور اپنی خواہش نفسانی  
 کما فیہ حاصل ہو یہ نہ سمجھے کہ عموماً ہماری جہالت ثابت ہوگی اور ادلے طلبہ  
 کے سامنے ذلت ہوگی ہم کیسا ہی رنگ بد لینگے مگر اہل حق ہمارا پتہ چھانہ چھوڑینگے  
 اگر آپ فاء تفریع کا ترجمہ ہی اڑٹا وینگے مگر منہن کی ضمیر کو کہ ہر لہجہ و شگے  
 دوسری یہ کہ استمعتوا کا ترجمہ متعہ کیا ہے متنے فرمایا اسمین لفظ ہے اپنی  
 طرف سے گروہ کر لگایا زیادہ تکلیف نہ فرمائیے میزان خوانسے صیغہ جمع مذکر حاضر  
 کے معنی پونچھ بجے تیسرے یہ کہ الی اجل مسمی کے معنی (ایک مدت معینہ  
 تک) کے فرمائیے معلوم نہیں کہ ایک کس لفظ کے معنی بنائے اجل کے معنی  
 مدت مسمی کے معنی معینہ الی کے معنی تک یہ ایک ہی جناب کا ایک ہی ہوا  
 پونجی یہ کہ فریضۃ کے معنی ارشاد ہوئے (کہ فرض ہے) وجہ اولے میں فریضۃ  
 کے معنی فرمائیے کہ (کہ مقرر کیا ہے) اور یہاں یہ ٹھہرا ہے کہ (فرض ہے) حالانکہ  
 ہم لکھ چکے ہیں کہ فریضۃ بمعنی مفروض کے حال واقع ہوا ہے لفظ اجور  
 سے مینا کہ مدارک میں ہی لکھا ہے فریضۃ حال من الاجور۔ اسے مفروض  
 معنی اس کے اس آیت میں یہ ہوئے در انحالیکہ مقرر کئے گئے ہیں جناب مامی  
 نے وہاں صحیح فرمائیے نہ یہاں صحیح ٹھہرا ہے یہ تو کیفیت جناب کے ترجمہ کی  
 ہے اب خیال فرمائیے اپنے دعویٰ کو کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب کے  
 اسطور سے تھی اور لحاظ فرمائیے اپنی دلیل کو چنانچہ امام فخر الدین رازی نے  
 اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ابی ابن کعب اور ابن عباس نے اس آیت کو اسطور  
 بڑا ہے ایحضرت کجا قرأت اکثر اصحاب اور کجا روایت ابن ابی کعب اور

ابن عباس ہزار ہا صحابہ میں سے ہزار پر نہیں پان سو پر نہیں سو پر نہیں پچاس پر  
 نہیں پچیس پر نہیں دس پر نہیں صرف دو کی قوت پر اکثر اصحاب کا اطلاق اور وہ بھی  
 شکم فیہ اور شاذ باتفاق جناب والا براے خدا ارشاد تو فرمائیے کہ کہاں امام نے فرمایا ہے  
 کہ یہ آیت موافق قوت اکثر اصحاب کے اس طرح پر تھی اور کس جگہ امام نے لکھا ہے  
 کہ ابی ابن کعب اور ابن عباس نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے امام تو اس روایت  
 ابن عباس کے ثبوت میں یہ جوہ متکثرہ کلام کرتے ہیں اور اس کے ثبوت کو مثل  
 محال کے فرض کر کے بطرق متنوعہ جواب دیتے ہیں جیسا کہ امام کی عبارت و ہذہ  
 القراء علی تقدیر ثبوتھا لا تدل منقولہ تفسیر کثیر ظاہر کر رہی ہے آپ کیوں  
 ماحق امام کو سمیٹتے ہیں اور کیوں جھوٹا حوالہ دے بیٹھتے ہیں پھر ارشاد ہوا کہ ثعلبی  
 نے اپنی تفسیر میں حبیب ابن مظاہر سے روایت کی ہے اب تو ہمارے جناب مخاطب  
 شیعوں کو سنی بنا بنا کر اہلسنت کے سامنے پیش کرنے لگے ہم اسپر بھی اونسکے مضمون  
 ہیں مگر یہ تو ارشاد ہو کہ وہ کون روایت ہے اور کیا اسکا مضمون ہے ہکو تو  
 نہ علم ماکان ہے اور نہ مایکون ہے اور اگر روایت مخدوشہ امام فخر الدین  
 رازخی لکھی ہے وہ آپکے مفید مدعا نہیں بلکہ رجوع ابن عباس کو قول ملتئمہ  
 سے ثعلبی ہی اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں پھر آپ مفت میں ثعلبی کو کیوں سنی بنا کر  
 پیش کرتے ہیں ثعلبی نے کس مقام پر اس آیت میں الی اجل مسمیٰ کی نسبت قوت  
 اکثر اصحاب کو لکھا ہے جو اپنے ثعلبی کو سنی بنا کر اسکا حوالہ دیا ہے پھر یہ ارشاد  
 ہوا کہ زمرہ مشرعی نے کثافت میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے اس آیت کو اس طرح پڑھا کہ  
 مجتہد المتعین نے اس مقام پر تو معتزلہ کے قدموں کو پکڑ لیا اور بمقابلہ اہلسنت اسکو  
 ڈال بنا کر سامنے کیا سچ ہے الخریق یتعلق لكل حشیش و یبني والا  
 آدمی گمانس کو پکڑتا ہے آپ نہیں جانتے کہ اہل حق فرقہ معتزلہ کو فرقہ باطلہ میں

شمار کرتے ہیں بلکہ شیعہ اور معتزلہ کو کفّس واحدہ جانتے ہیں پہر آپ بیفایہ  
 نشان ز مخشری کا کیون حوالہ دیتے ہیں علاوہ برین کمان ز مخشری نے لکھا ہے  
 کہ اکثر اصحاب نے اس آیت کو اسطرح پڑھا ہے اگر روایت ابن عباس کو لکھا  
 ہی ہو تو آپ کے کیا مؤدّہ دعویٰ ہے وہ تو صاف صاف نسبت حلت متعہ کے تو بہ  
 ابن عباس کو نقل کرتا ہے اب دیکھئے کمان قرأت اکثر اصحاب کا دعویٰ اور کمان  
 بر تقدیر تسلیم روایت ابن عباس کا حوالہ پہر ارشاد ہوا کہ حاکم نے مستدرک میں روایت  
 ابن عباس کو لکھا ہے یہاں تو جناب والا نے کتب غیر مستندہ کی پناہ لی مگر اس سے  
 ہی وہی روایت ابن عباس مجروحہ امام رازی نقل کی جناب عالی ہمارے بیان  
 یہ کتاب عموماً مسلم نہیں اور کتب مستندہ معتدہ پر من جمیع الوجوہ مقدم  
 نہیں۔ بالفرض اگر روایت ابن عباس اوسمیں لکھی ہی ہو اور حاکم نے اوسکی تصحیح  
 ہی کی ہو اور ذہبی نے اوسپر جرح ہی نہ واقع کے ہو تب ہی کمان آپکا یہ دعویٰ  
 کہ اکثر اصحاب نے اس آیت کو اسطرح پڑھا ہے اور کمان یہ حاکم کا لکھنا کہ صرف  
 ابن عباس نے اس آیت کو اسطرح سے کہا ہے اب فرمائیے کہ حاکم نے مستدرک میں  
 کس مقام پر لکھا ہے کہ اکثر اصحاب نے اس آیت کو اسطرح پڑھا ہے جو اپنے زوایت  
 ابن عباس کو بغیر لحاظ قدح اور جرح کے نقل کر دیا اور اپنے دعویٰ کے موافق سمجھ  
 لیا جبکہ تو بہ ابن عباس کی تفاسیر معتدہ میں باسناد صحیح منقول ہوتی چلی آتی ہے  
 یہ روایت مشکلم فیہا نقل کر دینا کس کام آتی ہے پہر ارشاد ہوا کہ بغوی نے معالم التنزیل  
 میں اسی روایت کو بیان کیا ہے اے حضرت بقول آپ کے اسی کو تو امام رازی نے  
 ہی بیان کیا ہے اسی کو ثعلبی نے ہی بیان کیا ہے اسی کو تو ز مخشری نے ہی بیان  
 کیا ہے اسی کو تو حاکم نے ہی بیان کیا ہے اسی کو بغوی نے ہی بیان کیا ہے مگر جس حالت  
 میں وہ روایت انہیں کتابوں سے مقدوح و مردود ہو چکی اور ابن عباس کے

تو بہ طلت متعہ سے منقول ہو چکی ہو اور اسکا بیان آپ کو کیا فائدہ بخشتا ہے آپ عالم التزکیہ  
 بغوی کو تو دیکھئے اور اصل مسئلہ کو جسکے واسطے یہ روایتیں اور قرأتیں بنائی  
 جاتی ہیں ملاحظہ کیجئے بغوی نے تو سارے قصہ ہی کو رفع کر دیا ہے اور بروایت  
 فاروق اعظم صراحتہ رسول اللہ صلعم سے حدیث حرمت متعہ کو روایت کر دیا ہے  
 اور اہل تشیع کے طعن کو حضرت فاروق اعظم سے بجمیع الوجوہ دفع کر دیا ہے جلالت  
 دیجئے یہ تو فرمائیے کہ بغوی نے کہاں لکھا ہے کہ موافق قرأت اکثر اصحاب کے  
 یہ روایت اس طرح سے تھی اور کہاں روایت ابن عباس کو تصحیح اور تسلیم کیا ہے  
 اپنے جو بغوی کا حوالہ دیا ہے جس حالت میں کہ آپ کے دعویٰ کا تفسیر بغوی میں نشان نہیں  
 پر حوالہ دینا اسکا خالی از بہتان نہیں اب جناب والا خیال فرمائیے کہ اسوجہ پر  
 ہی نہ دعویٰ جناب کا صحیح ہے نہ حوالہ کتب مذکورہ کا صحیح نہ روایت ابن عباس  
 صحیح پس ثبوت متعہ کا آیت کریمہ سے جو موقوف اس وجہ پر تھا صحیح نہیں ہے  
 چونکہ ہر وجہ آپ کے مع اپنے دعویٰ اور دلیل کے بتحما مہا باطل ہے پس ثابت  
 کرنا متعہ کا آیت کریمہ سے جو موقوف انہیں وجہوں پر تھا علیہ انصاف سے عاقل پر  
 اللہ الحمد عجب ہاتھ مطالب آئے + اہل حق دشمن اسلام یہ غالب آئے قولہ جب  
 اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت میں الی اجل مسمیٰ ہی  
 تھا تو اب سوائے متعہ کے کچھ نہیں ہو سکتا اقوال جناب مخاطب نے یہاں پر  
 پر علماء اہلسنت کا ذکر کیا اور انہیں علماء کی طرف جنکو لکھ چکے ہیں اشارہ کر کے  
 فرمایا جب اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت میں الی اجل مسمیٰ  
 ہی تھا تو اب سوائے متعہ کے کچھ نہیں ہو سکتا حضرت نہ سمجھتے ہیں نہ سمجھاتے ہیں  
 نامق انگلی پٹو اڑاتے ہیں اے حضرت آپ نے اپنے اس دعویٰ کی تصدیق میں  
 کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب کے اس طرح سے تھی یا بیچ عالموں کے نام لکھ دئے۔

پہلے امام رازی دو حصے ثعلبی تیسرے زرخشری چوتھے حاکم پانچویں نوی ایک اونین  
 سے یعنی دوسرے معتزلی پھر کیونکہ ان سب پر اطلاق علماء اہلسنت کا ہو سکتا ہے معنہ  
 کس مقام پر اونین نے فرمایا ہے کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب کے اسطور  
 سے تھی آپ نے تو اون سے ایک روایت ابن عباس کو نقل کیا ہے جسکو امام رازی  
 نے ہر طرح سے باطل کیا ہے اور بقرض ثبوت اسکا جواب شافی اور کافی دیا  
 اور ثعلبی نے اونین حضرت ابن عباس کے رجوع کو قول حلت متعہ سے نقل کیا  
 ہے اور زرخشری نے توبہ ابن عباس کو قول حلت متعہ سے ثابت کیا ہے اور  
 حاکم نے روایت ابن عباس کو بغیر تصحیح کے نقل کیا ہے اور یغوی نے صراحۃً حدیث  
 حرمت متعہ کو بتوسط فاروق اعظم رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جانے  
 دیجئے یہی فرمائیے کہ ان علماء مذکورین نے کہاں لکھا ہے کہ اس آیت میں الی  
 اجل مسمیٰ بھی تھا آپ تو اون سے صرف روایت ابن عباس کو نقل کرتے  
 ہیں کہ جسکو اونین سے کوئی مردود و مجروح ٹھراتا ہے اور کوئی بقرض ثبوت  
 اسکا جواب دندان شکن دیتا ہے اور کوئی رجوع ابن عباس کو قول حلت  
 متعہ سے نقل کرتا ہے اور کوئی ابن عباس کی توبہ کو نسبت حلت متعہ کے ثابت  
 کرتا ہے اور کوئی روایت مذکورہ کو بغیر تصحیح اور اسناد کے لکھتا ہے اور کوئی  
 حرمت متعہ کو صاف و صریح حدیث رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے ظاہر کرتا ہے پس آپکا  
 یہ قول بھی کہ جب اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت میں  
 الی اجل مسمیٰ بھی تھا ہر طرح سے لغو و بیہودہ ہے علاوہ برین ہم نے بشرح  
 و بسط بیان حرمت متعہ میں ثابت کر دیا ہے کہ اگر اس آیت میں الی اجل مسمیٰ  
 ہی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی متعہ ثابت نہیں ہو سکتا منشاء فلیرجع الیہا  
 قولہ اور صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ عطا کتنا تھا کہ جابر ابن عبد اللہ واسطے بجالانے

عمر کے مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور لوگ اون سے مسائل پوچھتے تھے یہاں تک کہ  
 متعہ کو بھی پوچھا تو اونہوں نے فرمایا کہ استمتعنا علی عہد رسول اللہ و ابی  
 بکر و عمر یعنی متعہ کیا ہم نے زمانہ رسول خدا صلعم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ میں یعنی جب  
 تک کہ عمر نے منع نہیں کیا تھا اور ابو بکرؓ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ کہتا تھا۔

سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نسمتع بالقبضہ من التمر والدقيق  
 الا یا محمد علی عہد رسول اللہ صلعم و ابی بکر حتی نہی عمر عمرو بن الحرث  
 یعنی سنہ میں نے جابر کو کہتا تھا کہ متعہ کرتے تھے ہم ساتھ ایک مٹھی خرما اور آٹے  
 سے دنوں میں تک زمانہ میں رسول خدا صلعم اور ابو بکرؓ کے یہاں تک کہ منع کیا عمرؓ  
 عمرو بن الحرث کو اقول جناب والا یہ آپ کیا کرتے ہیں کہ جو آنکھیں بند کر کے  
 ایسی روایتیں نقل کر دیتے ہیں حضرت نہ آپ روایتوں کو دیکھتے ہیں نہ اون کے  
 مضمون کو سمجھتے ہیں نہ ماضی اور مضارع کے صیغوں کو پہچانتے ہیں ناحق غلط بحث  
 کرنے کو بیٹھ گئے ہیں ایجناب برائے خدا اگر بہت پور ہیں کوئی شیعہ خوان ہو تو تکلیف  
 فرما کر میری خاطر سے اس سے اس قدر پوچھ لیجئے گا کہ استمتعنا اور کنا ماضی کے  
 صیغہ میں یا مضارع کے اور ماضی زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے یا حال و استقبال  
 پر دیکھئے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ روایت اوس کے جواز کی زمانہ گذشتہ میں بیان  
 کرتے ہیں اور اس میں ہم کب کلام کرتے ہیں ہم ہی تو یہی کہتے ہیں کہ بعض اوقات میں  
 بوجہ ضرورت داعیہ کے بطریق تعامل جاری ہوا تھا اور بعد اوس کے رسول اللہ صلعم  
 نے حرام فرمایا البتہ بعض صحابہ کو بعض مدت تک اطلاع اوسکی حرمت کی نہیں ہوئی  
 پس جابر یا بعض اصحاب دیگر ہزار ہا بلکہ ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ پیغمبر صلعم میں سے جو  
 گنتی میں دو تین ہوتے ہیں متعہ کرتے تھے حقیقت اوسکی یہ ہے کہ یہ فعل امر کا  
 مدت معلومہ تک بوجہ عدم اطلاع کے بعد تحریم متعہ کے تھا لیکن بسبب عدم شہرت حرمت

اطلاع نہ تھی اور ایسا بعض اصحاب کو بعض امور میں واقع ہو گیا ہے کہ بعض امور کی اطلاع نہیں ہوئی اور جب مطلع ہوئے تب دست کش ہو گئے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معوذتین کے کلام اللہ شریف میں ہونیکلی اطلاع نہ تھی چنانچہ استاد کلینی نے تفسیر البیت میں ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے۔

قال قلت لابن جعفر ان ابن المسعود كان يحسب المعوذتين من المصحف قال كان ابی يقول انما فعل ذلك ابن مسعود يراؤه وهما من القرآن یعنی راری کتاب ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر سے پوچھا کہ ابن مسعود معوذتین یعنی قلن اور ناس کو قرآن شریف سے مٹاتے تھے فرمایا آپ نے کہ میرا باپ کہتا تھا کہ یہ فعل ابن مسعود کا اپنی راے سے تھا اسکی اصل نہیں معوذتین قرآن میں سے ہے خیال کیجئے کہ جب اتنے بڑے صحابی جلیل القدر کو ایسا امر عظیم نہ معلوم ہو تو اگر جابر یا بعض صحابہ دیگر کو کسی امر کی حرمت و حلت کی اطلاع نہ ہو تو کیا تعجب ہی دور آپ کیون جاتے ہیں جناب مرتضوی کے حال کو تو اپنی کتب اربعہ میں ملاحظہ کیجئے کہ حضرت کو باوجود علم مآکان و مایکون اور صحابیت و خلافت اور معصویت کے بھی بعض سائل کی حقیقت سے اطلاع نہ تھی اور خلاف مسائل فقہ کے فتویٰ دیتے تھے اور حکم فرماتے تھے اور اونکی ممنوعیت شریعہ سے مطلع نہ تھے چنانچہ ابن بابویہ نے من لایحضرہ الفقہ میں روایت کیا ہے ان علیا کان یا موباً قامت حد السرقة علی الصبی قبل ان یحتلہ یعنی تحقیق علی حکم کرتے تھے ساتھ حد مارنے کے چوری میں لڑکے پر قبل اس بات کے کہ بلوغ کو پہونچے حالانکہ نابالغ پر شرعاً حد کی طرح سے جاری کرنا جایز نہیں چنانچہ جامع عباسی باب اٹھارہ میں بیان حدود و مطالب اولین ملاحظہ کیجئے مطلب اول در بیان اقسام حدود و دوران ہمارہ است و دوران چند فصل است فصل اول در بیان قسم اول از اقسام

حدود و آن بریدن دست راست است در مرتبہ اولے و پائے چپ در مرتبہ  
 ثانیہ و جس مخلد در مرتبہ ثالثہ و کشتن در مرتبہ چہارم و این در دروزی کردنت  
 و شروط آن چارده است اول آنکہ در ذوانع باشد چہ اگر طفل دروزی کند اورا  
 تاویب باید کرد و بعضے از مجتہدین گفتہ اند کہ در مرتبہ اولے دروزی را از طفل  
 عفو باید کرد اب جناب مخاطب لحاظ فرماوین کہ حضرت ابن مسعود سے صحابی  
 جلیل القدر کو سورہ فلق اور سورہ ناس کے کلام اللہ شریف میں داخل  
 ہونے کی اطلاع نہ تھی اور جناب امیر کرم اللہ وجہہ کو باوجود علم مایکون و  
 ماکان کے اس مسئلہ کی خبر نہ تھی کہ جس میں صد ہا بچہ ناقص الاعضاء ہو گئے  
 ہوں گے اگر حضرت جابر یا بعض صحابہ کو متعہ کے ممنوع ہونے کی اطلاع نہ  
 تو کیا الزام اہلسنت پر عاید ہوتا ہے اور اگر آپ خواہ مخواہ ہمارے عذر کو مسموع  
 نفرماوین تو موافق قول ابن مسعود کے معوذتین کو قرآن سے محو کیجئے اور موافق  
 فتویٰ اور حکم جناب مرتضوی کے حد کو نابالغ پر جاری کیجئے آپ کیوں یہ روایت  
 صحیح مسلم سے کہ جس میں صرف عدم اطلاع بعض صحابہ کو حرمت متعہ میں لکھا ہے نقل کرتے  
 ہیں صراحۃً حدیث کو حرام ہونے متعہ میں اوسی صحیح مسلم میں کیوں نہیں دیکھتے چنانچہ  
 سبزوہ جہنے سے روایت ہے اندہ عزی مع النبی یومرفقہ مکۃ قال فاقصنا  
 بہا خمسۃ عشر یوما فاذن لنا رسول اللہ فی متعۃ النساء فلم یخرج حتی  
 نہنا عنہا یعنی اس نے جہاد کیا حضرت کے ساتھ فتح مکہ میں کہا کہ ہم پندرہ دن  
 تک وہاں رہے اس عرصہ میں حضرت بہکو پر وانگی متعہ کی دی جب وہاں سے  
 چلنے لگے تو آپ نے متعہ کو حرام کیا اور تفسیر مظہری میں صحیح مسلم شریف سے یہ حدیث  
 منقول ہے وروی مسلم عن سلمۃ ابن الاکوع قال رخص لنا رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامرا و طاسا ثلاثا ثم نہنا عنہا یعنی رخصت

دی واسطے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام او طاس میں تین دن پر منع کیا ہم کو  
 اس سے پس آپ ان صریح حدیثوں کو چھوڑ کر بعض صحابہ کے فعل کو کہ جو عدم اطلاع  
 کی وجہ سے تھا کیوں ڈھونڈتے پھرتے ہو اس سے تو نہ اہلسنت پر الزام آ سکتا ہے  
 اور نہ آپ کے مفید مدعا ہو سکتا ہے قولہ اور عینی شارح صحیح بخاری نے ابوسعید خدری  
 اور جابر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے انا تصنعنا الی نصف خلافہ عمر حتی  
 منع عمر والناس فی شأن عمر وابن الحرث یعنی تحقیق منع کیا ہم نے یہاں تک  
 کہ منع کیا عمر نے آدمیوں کو بیچ شان عمر وابن الحرث کے اقول جناب والا یہ تو وہی  
 روایت ہے جس کو آپ نے صحیح مسلم کی طرف منسوب کیا ہے گو الفاظ میں کچھ تھوڑا سا  
 تغیر واقع ہو گیا ہے مگر مضمون دونوں کا متحد اور مفہوم دونوں کا واحد ہے اور نہیں  
 حضرت جابر کی روایت ہے تمتعنا صیغہ ماضی اس روایت میں بھی وار ہے  
 اور ہم اسکی نسبت پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اس کے جواز مقید بعض اوقات میں کلام  
 نہیں اور بعض صحابہ کی وجہ عدم اطلاع حرمت کے ترکیب اس امر کے بعض مدت تک رہے  
 اور یہ بات نہ ہم کو مضر ہے اور نہ آپ کو مفید ہے کاش اگر آپ حضرت جابر ہی سے فتوے  
 جواز کا نقل فرماتے تب بھی قابل غور تھا کیونکہ صرف روایت اس کے جواز کے زمانہ  
 گذشتہ میں مستلزم فتویٰ جواز کو حال و استقبال میں نہیں ہے قاعدہ مسلمہ فقہین  
 ہے کہ روایت کرنا راوی کا مستلزم فتوے راوی کو نہیں ہوتا باریقہ ضعیفہ  
 کو ملاحظہ کیجئے اور اوس میں مجتہد المتشعین کے کلام کو دیکھئے روایت کر دین چھری  
 مستلزم فتوے راوی بمضمون آن نیست جناب مخاطب شروح صحیح بخاری کو ملاحظہ  
 کیجئے کہ اوہیں حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت موجود ہے کہ منع  
 بیعت زمانہ چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری المشہور بقسطلانی میں روایت  
 یہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث مروی ہے کہ انہ سئل

عن المتعة فقال هي الزنا بعينه یعنی حضرت امام جعفر صادق سے لوگوں نے  
 حال متعہ کا پوچھا اپنے فرمایا کہ بعینہ زنا ہے آپ کیون صریح فتاویٰ کے ایک کو شرح  
 صحیح بخاری میں چھوڑ کر اخبار بعض صحابہ کو کہ جنہیں نہ جکو حضرت اور نہ آپ کو منفعت  
 بلکہ ہمارے موید مقصود ہیں نقل کرتے ہیں قولہ اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر  
 درمشور میں اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں  
 لکھا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ لو کہ ان عمر بھی عن المتعة ما نرانی الا شقی  
 یعنی اگر یہ بات نہوتی کہ تحقیق عمر نے منع کیا ہے متعہ کرنے سے تو سوائے شقی کے  
 کوئی زنا نہ کرنا قول جناب والا پر کتب غیر مستندہ پر اگر گر پڑے اور ان سے  
 بھی روایت شاذہ نقل کرنے لگے۔ اول اس روایت کے شذوذ کو ملاحظہ کیجئے اور  
 اس کے غیر صحیح ہونے پر اجماع امت کو دیکھئے مولانا عقیف الدین حسینی معاصر امام  
 فخر الدین رازی نے رسالہ متعہ میں اس روایت پر اس طرح تعرض فرمایا ہے -  
 فكيف يقاوم هذه رواية محمد بن جرير الطبري التي اجمعت الامم على  
 شذوذها یعنی کیونکر اعتماد کیا جاوے اس روایت پر جسکو محمد بن جریر الطبری  
 نے لکھا ہے اس واسطے کہ اجماع امت نے اس کے شذوذ پر اسے جناب جل و ان  
 کے شاذ ہونے کی اہلسنت نے تشریح کر دی ہے اور جس کے غیر معتد اور مستند ہونے  
 کی تصریح کر دی ہے اس کا نقل کرنا کتب غیر مستندہ اہلسنت سے کیا کام آسکتا ہے  
 اب آپ تفسیر ابن جریر طبری کی نسبت بستان المحدثین رسالہ اصول حدیث میں  
 ملاحظہ کیجئے صاحب بستان المحدثین نے تفسیر ابن جریر کو طبقہ رابعہ میں داخل کیا  
 ہے اور طبقہ رابعہ کی نسبت لکھا ہے طبقہ رابعہ احادیثی کہ نام و نشان آندا در قرآن  
 سابقہ معلوم نبود و متاخران آنرا روایت کرده اند پس حال آندا از دو شق خالی  
 نیست یا سلف انھیں کر دند و آنرا اصلی نیا نند یا یافتند و در ان قدیمی و عتی

دیدند کہ باعث شدہمہ انہارابر ترک روایت انہا و علی کل تقدیر این احادیث  
 قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا علی بآنها تسک کردہ شود۔ اور جمالت  
 میں کہ ہم تفسیر در نشور سے روایات صحیحہ حرمت متعہ میں کہ جو مطابق احادیث صحاح ستہ  
 کے ہیں اور موافق تفاسیر معتدہ مثل تفسیر کبیر وغیرہ کے ہیں نقل کر چکے ہیں تو اب نقل  
 کرنا ایسی روایت کا کہ جسکے شذوذ پر اجماع امت کا واقع ہے اور جسکے راوی طبقہ  
 رابعہ میں داخل ہیں اور جسکا سقمون مخالف اور مغایر احادیث ستہ اور مبائن  
 اور متناقض احادیث قطعیہ اور روایات یقینیہ جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ  
 کے واقع ہے کیونکہ کافی ہو سکتا ہے باقی رہی تفسیر نیشاپوری سوا و سمین سے اپنے  
 اس روایت کو کہ جسکا شذوذ و جمع علیہ ہے نقل کر دیا اور جو کہ صاحب تفسیر نیشاپوری  
 نے اصل مسئلہ متعہ کی نسبت لکھا ہے چوڑ دیا دیکھئے کہ صاحب تفسیر نیشاپوری  
 نے ایک جگہ بلکہ متعدد جگہ سوا و اعظم امت سے حرمت متعہ کو نقل کرتے ہیں چنانچہ  
 اسی تفسیر نیشاپوری میں لکھتے ہیں ثم السواد الاعظم من الامة الى انها  
 منسوخة یعنی سوا و اعظم امت سے طرف اس بات کے گئے ہیں کہ متعہ ہو گیا ممنوع  
 اور حرام اور ایک مقام پر فرماتے ہیں قال اکثر علماء الامة ان الآية في النكاح  
 لو بدلة فرمایا اکثر علماء امت نے تحقیق آیت فما استمتعتم من نكاح موبده کے  
 ہے نہ متعہ میں پس روایت شاذہ سے الزام دینا الحسنات کو لایق سموع اور قابل  
 قبول نہیں انوس کہ آپ کو اپنی کتابوں کی ہی خبر نہیں نہ ہمہ اثنا عشر یہ کو دیکھئے  
 صاحب نہ ہمہ لکھتے ہیں تو لیکہ صاحب تحفہ ذکر کردہ شاذ و متروک است مناط  
 اعتراض بفرقہ نمی تواند شد قہر تو یہ ہے کہ آپ کو اپنی کتب اربعہ کی ہی تو  
 خبر نہیں ہے کہ جنہر مدار مذہب تشیع کا اثر چکا ہے اور جنکا صحیح ہونا متفق علیہ  
 طائفہ ہو چکا ہے او نہیں سے تہذیب کو دیکھئے ار سمین امام اعظم شیعہ بعد نقل حدیثیں

لکھتا ہے فہذا الخبر شاذ مضاد لما قد مناه من الاخبار كثيرة ولا تعوز  
 بما هذا حکمہ علی ما تقدم من الاخبار یعنی یہ خبر شاذ ہے مخالف بہ خبرا  
 کثیرہ کے نہیں اعتماد کیا جاوے گا اسکے حکم پر پس جبکہ رئیس الطایفہ تہذیب بن کہ جو  
 کتب اربعہ سے ہے خبر شاذ کو نقل کر کے غیر معتد ثبات ہے تو ہم کیونکر کتب غیر صحاح سے  
 بلکہ اون کتابوں سے کہ جو طبقہ رابعہ میں داخل ہیں روایت شاذہ کو کہ جسے شاذ  
 پر اجماع ہے اور خود انہیں علماء مذکورین کی کتابوں کی روایات کثیرہ صحیحہ کے  
 مخالف ہے تسلیم کر سکتے ہیں اور اگر ہم تفسیر ابن جریر وغیرہ کے عدم اعتماد کیطرت  
 خیال کریں اور غیر استناد کیطرت لحاظ کریں بلکہ اونکو ہم تہذیب اور ہمایہ کتب صحاح  
 کا سمجھیں تب بھی اوسمیں موجود ہونا روایت شاذہ کا واجب العمل نہیں ہو سکتا  
 جیسا کہ ہم نے تہذیب سے نقل کیا اگر آپ کو اوسپر تسکین نہ تو صوارم مصنفہ مجتہد لکھتے  
 ہیں اس عبارت کو مطالعہ کیجئے ومانمی گوئیم کہ ہر ایک از احادیث کلینی گوروات ان  
 ضعیف و مجروح باشد قطعی الصدور اند پس جبکہ کلینی میں روایات ضعیفہ غیر معمول ہوں  
 موجود ہیں تو ایسی کتابوں میں کہ جو طبقہ رابعہ میں داخل ہیں روایت شاذہ کا موجود  
 ہونا لایق لوم اور قابل عمل نہیں ہو سکتا جناب والا یہ تو ارشاد کیجئے کہ آپ نے یہ  
 شاذہ کو جسے قاعدہ پر اپنے رسالہ میں داخل فرمائیے آیا موافق قواعد مذہب اہلسنت کے  
 یا مطابق قانون مذہب اہل تشیع کے۔ ہمارے نزدیک تو دونوں مذہبوں کے قواعد  
 پر غلط ہے کیونکہ اہلسنت کے یہاں یہ روایت شاذ و مجروح اور مقدوح ہے اور روایت  
 شاذہ سے الزام لگانا اہل سنت پر موجب جہالت اور باعث غباوت ہے قانون اور  
 مذہب اہل تشیع پر بھی اس روایت سے اعتراض کرنا اہلسنت پر لغو و بیہودہ ہے  
 نیز ہمہ اتنا عشر یہ کو دیکھئے صاحب نزہہ لکھتے ہیں کہ شاذ و مترک مدار اعتراض کا  
 نہیں ہو سکتا کیا بھول گئے آپ کتب اربعہ کو کہ رئیس الطایفہ تہذیب بن احادیث

شاذہ کو نقل کر کے بوجہ مخالفت اخبار کثیرہ کے غیر معتد ٹھاتا ہے اور کیا یاد نہ رہا آپکو  
 مجتہد لکھنوی کا قول صوارم میں کہ بعض احادیث کلینی کو غیر قطعی الصدور بتلاتا ہے پس  
 ایسی روایت کا پیش کرنا کہ جو کتب غیر صحاح ستہ میں اور غیر صحاح سے بھی غیر مستندہ  
 میں اور غیر مستندہ سے بھی روایات غیر صحیحہ میں اور روایات غیر صحیحہ میں بھی روایات شاذہ مجمع علیہا میں کیا  
 کام نکلتا ہو اور کون عاقل اس کو سن سکتا ہو قولہ اور ابن اثیر نے نہایت کلمہ اور ابن عباس سے روایت کی ہے  
 مَا كَانَتْ الْمَنَّةُ إِلَّا رَحْمَةً رَحِمَ اللَّهُ بِهَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 وَسَلَّمَ وَلَوْ لَا نَهَى عَنْهَا مَا زِنَى الْأَشْقَى أَيْ قَلِيلٌ يَعْنِي نَهَى عَنْهَا مَتَعَهُ مَكْرَمَتُهُ رَحِمَ  
 كَيْفَ تَأْخُذُ بِهَا تَعَالَى نَسَاؤُهُ أَوْ سَكَنُ امْتِحَانِهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَافِرُ أَكْبَرُ مَنْعُ كَرَامَتِهِ  
 سَعْيُهُ تَوَنُّوْهُ زَنَا كَرَامَتِهِ شَقِيٍّ يَعْنِي تَوَطَّرَ أَدْمَى أَقُولُ جَنَابُ مُخَاطَبِ آبِ تَوَكُّبِ  
 لَفْتِ كَوَافِرِ لَگے اور اونکی پناہ ڈھونڈھنے لگے اور ترجمہ روایت میں اپنی  
 خواہش نفسانی کو ملانے لگے اے حضرت آپ کسی سے پوچھ لیجئے کہ نہایت ابن اثیر  
 کاکس فن میں ہے اور کیا اوسمیں بیان ہے جناب سامی یہ نہایت ابن اثیر کا  
 فن لفت حدیث میں ہے چونکہ اونکو محل کرنا لغات حدیث کا منظر ہے اسواسطے  
 اونکو تنقید اور تصحیح نفس احادیث کا خیال نہیں بلکہ صرف حدیث کو نقل کر کے اونکے  
 لغات کو بیان کرتے ہیں عام ہے اس سے کہ صحیح ہو یا مجروح شاذ ہو یا مقدم و حیا  
 کہ صاحب مجمع البحار اور فتح الباری شرح صحیح بخاری نے فرمایا ہے کہ احادیث  
 اسکی قابل احتجاج نہیں جب تک کہ اسناد معتد اور شاہد معتبر نہ پایا جاوے اور  
 قطع نظر اسکے بعد روایت ابن عباس کی ہے اور رجوع اور توبہ ابن عباس کو  
 ہم تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی اور تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی اور تفسیر بی  
 شعی اور تفسیر مختصری معتزلی سے نقل کر چکے ہیں تو یہ ہے کہ آپ اپنے بیان  
 کی کتابوں کو بھی تو ملاحظہ نہیں کرتے دیکھئے کتاب محاسن میں حضرت امیر المومنین سے

روایت موجود ہے کہ فرمایا حضرت نے ابن عباس سے کہ تم ایک مرد عیاش ہو تحقیق  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا متعہ سے عبارت اوسکی یہ ہے۔  
قال ابن عباس انک رجل تائه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى  
عن المتعة اسی مباحثہ کے بعد اپنے اقرار ممنوع ہونے متعہ کا فرمایا جیسا کہ امام  
رازی نے کبیر میں لکھا ہے بانه اقر صہارت منسوخة اور اس واسطے زمرخنی  
تے اور امام رازی نے اونکی توبہ کو حالت نزع میں اس طرح سے نقل کیا انه قال  
عند موته اللهم اني اتوب اليك من قولی فی المتعة اور یہی وجہ ہے کہ حضرت  
ابن عباس بدو عا کرتے تھے اور لوگوں پر کہ جو مشہور کرتے تھے حضرت کے فتویٰ  
کو عموماً حلت متعہ میں بلکہ فرماتے تھے کہ میں نے توبہ یہ کہا تھا کہ وہ حلال ہے واسطے  
مضطر کے جیسا کہ حلال ہے مردہ اور خون اور گوشت سور کا اوسکو امام فخر الدین  
رازی نے اس روایت کو اس طرح سے لکھا ہے ان الناس لما ذكروا الاشعار  
فی فتيا ابن عباس فی المتعة قال ابن عباس قاتلهم الله انی ما افقتیت  
باياحتها علی الاطلاق لا کنی قلت انها تحل للمضطر كما تحل الميتة  
والدم والحمل الخنزیر لہ اگر جناب مخاطب حضرت ابن عباس کی توبہ کو نہ تسلیم  
فرماوین اور انکے رجوع کا بھی نہ خیال کریں اور خواہ مخواہ انکے فتویٰ پر کہ جو  
قبل توبہ اور رجوع کے دیتے تھے اڑے رہیں تو گوشت سور اور مردار اور خون کو  
بھی حلال فرماوین علاوہ برین اس روایت من صیغہ نہی کا موجود ہے اور مرجع  
اوسکا اسم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے آپ نے ترجمہ میں  
کہاں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام ملا دیا غایت ما فی الباب یہ کہ  
حضرت ابن عباس اپنا تاسف ممنوعیت متعہ پر ظاہر فرماتے ہیں اور یہ مقتضای  
بشریت ہے ورنہ اجرا سے احکام اور اونکی منسوخیت میں ہر طرح سے امت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم ہے فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة جناب والا ان  
 سب باتوں کو جاننے دیجئے اور نہایہ کا فن لغت میں ہونیکا ہی لحاظ نہ کیجئے اور  
 حضرت ابن عباس کے فتویٰ کا بھی مثل حلت سور کے خیال نہ کیجئے اور انکے اقرار  
 کرنیکا ہی متعہ کے حرام ہونے پر لحاظ نہ کیجئے اور انکی توبہ کو بھی قول حلت متعہ سے  
 تسلیم نہ کیجئے اسی روایت ابن اشیر پر فیصلہ کیجئے آنکسین کو لکر دیکھئے کہ یہ روایت  
 ہمارے مسلک اور دعویٰ کے مطابق ہے یا آپکے قول کے موافق میان مجتہد صاحب  
 اس روایت میں نفی صیغہ واحد مذکر غایب ماضی کا واقع ہے اور مرجع ضمیر ہوگا  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پس منسوخ کرنے والے  
 اور حرام فرماتے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ حضرت فاروق اعظم  
 آپ اپنی قابلیت سے عبارت عربی میں تو تحریف نفرت لگے مگر ترجمہ اردو میں موافق  
 خواہش نفسانی کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام ملا دیا اور یہی ہمارا مسلک ہے  
 حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الاحمر الاہلیۃ والمتعہ  
 قولہ اس طرح کی روایتیں اہلسنت کی کتابوں میں کثرت سے ہیں لیکن واسطے اختصار  
 کے اسقدر لکھی گئیں اقول آپ نے صرن متعہ کی نسبت تین روایتیں نقل کیں  
 ایک روایت مجہولہ غیر سواد اعظم امت کی جسمین لفظ ثور نہ سخت کا بھی موجود ہے  
 جو ہمارا مؤند دعویٰ ہے اور دوسری وہ روایت ہے کہ جسمین بعض صحابہ نے بوجہ  
 عدم اطلاع کے مدت معلومہ تک ارتکاب اس امر کا کیا اور تیسری روایت شاذہ  
 ایک شذوذ پر موافق قول علامہ حنفیہ الدین جسے معاصر امام فخر الدین باری  
 کے اجماع امت نے کیا ہے باقی رہی روایت ابن اشیر کی وہ قطعاً ہمارے مفید  
 رہا ہے جناب سامی کی زبان پر کثرت اور اکثر کا لفظ بہت چڑھا ہوا ہے وجہ  
 اولیٰ میں تین مفسرون پر اکثر مفسرین اہلسنت کا اطلاق فرمایا اور وجہ ثانیہ میں

دو صحابہ پر اکثر اصحاب کا حکم لکایا اور اس مقام پر صد ہا بلکہ ہزار ہا احادیث سے  
 دو تین حدیثوں پر کثرت کا لفظ فرمایا قولہ اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ  
 متعہ حکم خدا مباح تھا لیکن عمر نے اپنی خلافت میں اوسکو اپنی رائے سے منسوخ کر دیا  
 اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ منسوخ نہوا تھا چنانچہ روایات مذکورہ سے  
 ثابت ہوا قول روایت مجہولہ میں بھی لفظ تعدیہ نہایت کا موجود ہے کہ جو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متعہ کے حرام ہونے پر دال ہے اور روایت ثانیہ  
 میں عدم اخبار صحابہ مذکور ہے اور روایت ثالثہ میں البتہ ممنوعیت حضرت فاروق  
 اعظم کی طرف منسوب ہے لیکن وہ متکلم فیہ اور شاذ باجماع ہے قولہ اور تفسیر کبیر  
 اور تفسیر ثعلبی میں عمران ابن حصین سے روایت ہے کہ کہا کہ نزلت آیت المتعہ  
 فی کتاب اللہ ولو نزل بعد آیت نسخہا وامرنا بہا رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم وتمنعنا متعہ ومات ولم یمنہی عنہا ثوقال رجل براءۃ  
 یعنی کما عمران ابن حصین نے کہ نازل ہوئی آیت متعہ کی کتاب خدا میں اور نہ نازل  
 ہوئی بعد اوسکے کوئی ایسی آیت کہ منسوخ کر دے اوسکو اور حکم کیا تھا ہمکو ساتھ  
 اوسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور متعہ کیا ہم نے ساتھ اوسکے یعنی زمانہ  
 میں اوس حضرت کے اور وفات پائی اوس حضرت نے اور نہ منع کیا اوس متعہ  
 سے پہر کما ایک مرد نے ساتھ رائے اپنی کے یعنی عمر نے متعہ کو حرام کر دیا اقول  
 اب تو جناب مخاطب ایک ایک روایت کو دو دو جگہ لوٹ پوٹ کر لکھنے لگے جناب اللہ  
 یہ تو وہی روایت ہے جسکو آپ نے پہلی وجہ میں پہلے ہی قایم کیا ہے اور اسی  
 تفسیر کبیر ہی سے نقل کیا ہے ہم اس روایت کا حال اور اوسکی نسبت آپ کا  
 مقال اور اوسکا رد تمام و کمال تردید وجہ اولے میں لکھ چکے ہیں کہ امام  
 فخر الدین رازی نے خود تفسیر کبیر میں اس روایت کو بے اعتبار اور بے اعتناء

ہر ایسا ہے اور مذہب سواد اعظم امت کا حرمت متعہ پر نقل فرمایا ہے اور اباحت متعہ  
 کو مذہب اہل تشیع کا ٹھرایا ہے علاوہ برین یہ بھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ روایت عمران  
 ابن حصین کی متعہ الحجہ کی ہے متعہ النساء کی جیسا کہ صحیح بخاری  
 شریف اور صحیح مسلم میں موجود ہے بس آپ کا متعہ النساء میں پیش کرنا بمقابلہ  
 اہلسنت بے سود ہے اور ثعلبی شیعہ ہے قول اوسکا ہمپر حجت نہیں تاہم روایات  
 حرمت سے تفسیر اسکی خالی نہیں ہے قولہ اور عمر نے جو متعہ کو منع کیا ہے تو اونکے  
 منع کرنیکی روایتیں کتب اہلسنت میں کہی طرح کی مرقوم ہیں بعضی روایت لکھتا  
 ہوں اور دیکھو اوپر قیاس کر لینا چاہئے اقول اپنے جو روایت نقل کی ہے اس میں  
 لفظ انھی اور اخرہ کا مذکور ہے چونکہ اہل تشیع اپنی خوش فہمی سے ان لفظوں سے ممانعت  
 متعہ کی بالاستقلال نسبت کرتے ہیں طرف فاروق اعظم کے اسوجہ سے اپنی اس  
 روایت کو نقل کیا اور ان روایتوں کو اہلسنت کی کہ جن میں حضرت فاروق اعظم  
 نے صراحتہ فرمایا ہے وقد نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی منع کیا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے جیسا کہ ہم عالم نبوی سے نقل کر چکے ہیں  
 اپنے مدعا کے مخالف سمجھ کر چوڑ دیا قولہ کتب احادیث صحاح میں اور تفسیر کبیر وغیرہ  
 میں لکھا ہے کہ روی ان عمر قال علی المنبر متعتان کا ننا مشروعتین فی  
 عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انھی عنہما متعہ الحجہ ومتعہ  
 النساء یعنی روایت کیلگی ہے اس طرح کہ تحقیق عمر نے کہا اوپر مذکور کے کہ دو متعہ  
 مشروع یعنی حلال زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میں منع کرتا ہوں  
 اللہ دونوں سے ایک تو متعہ حج ہے دوسرے متعہ زنانہ اقول اس روایت کا  
 جواب لکھنا کہ جن میں لفظ مشرعتین کا موجود ہے طرف کتب صحاح کے محض اثر اور ہوتا  
 ہے ہرگز روایت صحاح ستہ میں لفظ مشروعتین کا نہیں ہے اور صاحب تفسیر کبیر نے

نے خود اس امر کی تشریح کر دی ہے کہ اس کے مباح اور شریعت میں ایک وقت  
 خاص میں کلام نہیں کریم یہ کہتے ہیں کہ بعد کو وہ حرام و ممنوع ہو گیا پس صحابہ کرام  
 کہ متعدد آیات قرآنیہ سے حرام ہو چکا اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ممنوع نہ ہو چکا  
 تو پہراو کی ممانعت کی نسبت اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف کی تو  
 کیا قباحت ہوئی اور انکی توشان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہونے  
 آیات قرآنی کی ٹہری ہوئی ہے جیسا کہ فرماتا ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس  
 نامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یار و تم بہترین  
 امت سے ہو چن لئے گئے ہو آدمیوں کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتوں کا اور  
 روکتے ہو بری باتوں سے مجتہد المتشیعین تفسیر مجمع البیان میں اس خطاب کو امت  
 رسول اللہ کے واسطے عموماً اور صحابہ کرام کے واسطے خصوصاً روایت کرتے ہیں  
 عبارت اسکی یہ ہے واختلف فی المعنی بالخطاب فقیل هم المهاجرون  
 خاصة وقیل هو خطاب للصحابۃ ولا کنہ یعمسائر الامة یعنی بعض  
 سے روایت ہے کہ مراد اس خطاب سے صرف مهاجرین ہیں اور بعضوں سے روایت  
 ہے کہ مراد کل صحابہ ہیں لیکن تمام امت کو شامل ہے پس جبکہ صحابہ رسول اللہ ناہی  
 عن المنکر اور امر بالمعروف سوانق حکم خدا قرار پا چکے پس اگر حضرت عمر فاروق  
 نے کہ وہ مهاجرین میں ہی داخل تھے اور عموماً صحابہ اور تمام امت میں شامل لفظ  
 انھی کا اپنے نسبت فرمایا اور متعہ منکر سے لوگوں کو روکا تو کیا قباحت لازم آئی  
 قولہ اور بعضے روایت میں اہلسنت کی آیا ہے کہ عمر نے کہا انا احرمہم  
 واعاقب علیہم یعنی میں حرام کرتا ہوں اور دوں کو اور عذاب کرنا ہوں  
 اور دوں کو پر اقول افسوس ہے کہ قول فاروق اعظم کو حسین لفظ آخر ہر کا  
 مذکور ہے واسطے اعتراض کر نیکی اور اپنی قابلیت جہانیکے نقل کرنے لگے اور قول

ایمہ کو جسین لفظ محرمون کا موجود ہے بھول گئے نہ آپ استعمال الفاظ سے واقف  
 ہیں نہ محاورہ عرب سے ماہر صرف سننے سنائے ڈکھوئے پیش کر دیا کرتے ہواے  
 جناب مقصود لفظ احرام صحا سے اخبر عن حرمتہما ہے یعنی خبر دیتا ہوں  
 دونوں متون کے حرام ہونے سے یعنی ایک متعہ النساء سے کہ جس پر آیات قرآنی  
 اور احادیث رسول ربانی نسبت حرمت کے واقع ہیں اور دوسرا وصیۃ الحج  
 سے کہ طواف کے بعد اگر بدیہ میسر نہ تو افعال عمرہ کے بجا لاکر حج کو فسخ کر دیں کہ اس پر  
 ہی آیت کریمہ اتعوا الحج والعمرۃ للہ نازل ہوئی ہے اگر آپ خواہ مخواہ احرام  
 کے معنی اخبر عن حرمتہما نہ لیویں تو جواب دیجئے اس قول ایمہ کا کہ جو مندرج  
 قول کتاب الیومین ہے نحن المحللون حلالہ والمحرمون حرامہ یعنی  
 ہم حلال کرتے ہیں اوسکے حلال کو اور حرام کرتے ہیں اوسکے حرام کو جو قول فاروق  
 اعظم بن احمر مذکور ہے وہی قول ایمہ میں محرمون موجود ہے پس مقصود  
 یہ ہے کہ ایمہ علم السلام فرماتے ہیں کہ ہم خبر دیتے ہیں اللہ کی حلال کی ہوئی چیز دنی  
 ملت سے اور ہم خبر دیتے ہیں اللہ کی حرام کی ہوئی چیز دنی حرمت سے ہی حضرت  
 فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ میں اون دونوں کی حرمت سے خبر دیتا ہوں اور  
 اگر خواہ مخواہ اپنی ہٹ دہری سے آپ باز نہ آویں تو ملاحظہ کریں خسام میں کہ مجتہد  
 لکھنوی اسی قول ایمہ کے تحت میں لکھتے ہیں یعنی در عمدہ جناب ایمہ است کہ بان  
 اخبار فرماید کہ قولہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دونوں متعہ رسول خدا صلعم کے  
 زمانہ میں حلال تھی اور نسخ نہیں ہوئی تھی لیکن عمر نے اونکو حرام کر دیا اقول نہ یہ  
 امر اس روایت سے ثابت ہوتا ہے نہ حضرت فاروق اعظم کا یہ منصب تھا کہ کسی  
 چیز کو خود حرام کر دیں البتہ اہل تشیع کے نزدیک ایمہ کا یہ مرتبہ تھا کہ جس چیز کو چاہتے  
 تھے حلال کر دیتے تھے اور جسکو چاہتے حرام چنانچہ خسام میں مجتہد لکھنوی نے ایمہ

کی نسبت یوں لکھا ہے فقہ مجاہدوں مایشاؤن یعنی ایسے جس چیز کو چاہتے ہیں  
 حلال کر دیتے ہیں اور اسکی تفسیر اسی حسام میں باقر مجلسی سے یوں نقل کی ہے  
 ظاہرہ تفویض الاحکام یعنی ظاہر اسکا سپرد کرنا احکام کا جائزہ کو  
 قولہ اور علامہ توشیحی نے شرح بخاری میں اور علامہ سعید الدین تفتازانی نے شرح  
 مقاصد میں لکھا ہے کہ ان عمر سعد المیزوقال ایہا الناس ثلث کن  
 علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انھی عنہن واحرمھن  
 واعاقب علیہن متعة الحج ومتعة النساء وحی علی خیر العمل اقول  
 چونکہ اس روایت کا ترجمہ لفظی آپکے مدعی کے منافی تھا اسوجہ سے اسکو اوڑا کر  
 صرف اپنے مطلب پر انصاف کے معلوم نہیں کہ یہ فقرہ کہ جو رسول خدا کے زمانہ میں حلال  
 تھیں کس لفظ کا ترجمہ اور مطالب ٹھہرایا گیا اگر ثلث کن کا قرار دیا گیا تو ان الفاظ  
 سے صرف وجود ثابت ہوتا ہے اور وجود کسی چیز کا عہد آنحضرت میں نہ استیفاء  
 کو لازم ہے اور نہ وصف حلت کو مستلزم اور اگر انھی اور احرم کو قریباً  
 امر کا قرار دیا تو ہم تفصیل بیان کر چکے کہ انھی اور احرم ہرگز اس امر کو مستلزم  
 نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا تھا اور حضرت عمر نے بنفسہ حرام کر دیا  
 افسوس ہے کہ آپ نے اس روایت کو تو شرح مقاصد سے نقل کیا اور اسکے اگلے  
 سے علامہ تفتازانی کے جواب کو چھوڑ دیا اب سمجھ لیجئے کہ انہوں نے اسکا جواب  
 اس طرح سے دیا ہے والجواب ان هذه المسائل استجدیة وقد  
 ثبت لیسخا بآحاد متعة النساء بالاثار المشهورة اجماعاً عن الصحابة  
 علی ما روی محمد بن الحنفیة عن علی یعنی یہ مسائل استجدیہ  
 میں اور تحقیق ثابت ہو گیا فسوخ ہوا متعہ نسائہ کا ساتھ آثار مشہورہ کے از رو  
 اجماع صحابہ کے اوپر اس چیز کے کہ روایت کیا محمد بن الحنفیہ نے علی کرم اللہ وجہہ

اور توشیحی نے تجرید کی شرح میں مان کی جانب سے کہ وہ طوسی شعی ہے اس روایت کو  
نقل کیا ہے نہ اپنی جانب سے پس توشیحی کا حوالہ دینا محض بیوقوفی ہے اور قطع نظر  
اسکے جب ہم احرام کے مفہوم کو بیان کر چکے اور قول الیمہ کو نقل کر چکے اور اس کے معنی  
حرام میں دیکھا چکے تو بنفسہ یہ روایت قطع نظر جواب علامہ تفتازانی کے ہیکہ مفسر  
نہیں کیونکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے ان چیزوں کے حرام  
ہونے کی تشہیر فرمائی نہ یہ کہ خود انکو حرام کیا قولہ اور جو کچھ کہ تاویلین عمر کے قول میں  
کرنے میں وہ سب پوچھ اور وہی ہیں اور بدیہی بات کا انکار کرنا ہے اور جواب  
سکا مرقوم ہے اقول جناب والا آپ ہی اپنے منہ سے ایسی باتیں فرما دیں  
مائل تو ایسی بات بلا دلیل منہ سے نہیں نکال سکتا ہے نہ آپ کا خصم اسکو قبول  
کر سکتا ہے اور جواب کی نسبت جو ارشاد ہوا شاید وہ آپ کے صنایع تقیہ میں بند  
ہو گا جب پیش کیجئے گا جواب لیجئے گا اور جو لکھا اسکا جواب پایا قولہ اور سوائے  
اسکے یہ بات ہے کہ غیر معصوم کے قول میں تاویل نہیں ہو سکتی اقول جناب سانی  
آپ کے منہ سے تو لفظ معصوم زیب نہیں دیتا ہے معلوم نہیں کہ آپ نے معصوم کسکو  
قرار دیا ہے بعد سلسلہ انبیاء حضرت آدم کو تو حاسد و نافرمان قرار دیکھئے اور  
نہائے سلسلہ انبیاء حضرت خاتم النبیین پر ظلمت کا اطلاق کر چکے جیسا کہ عیون اخبار  
اور جارسے ہم قبل میں عبارت نقل کر چکے ام الایمہ جناب سیدہ کو اہلبیت سے خارج  
کر دیا جیسا کہ صاحب ثانی شارح کلینی نے صاف لکھ دیا کہ ممکن ہے کہ جناب سیدہ کو  
اہلبیت میں داخل کر لیا جاوے بوجہ اسکے کہ ام الایمہ ہیں ورنہ بنفسہ داخل نہیں  
ہیں عبارت اسکی یہ ہے ان اہلبیت کل نبی اوصیائہ و علی ہذا ای ممکن  
دخول فاطمۃ فی اہلبیتہ باعتبار انہا وصیۃ اہل البیت الی ان  
قال و یمكن ان لا تكون داخلۃ فی اہل البیت اور رئیس الطایفہ نے

تذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فرمایا جناب تفسیر  
 علی کرم اللہ وجہہ نے بلی قطعاً اہلبیت میں داخل ہے اور عبارت او کی یہی  
 ان علیاً قال انما ہی من اہل البیت وائے بر اسلام اون لوگون کے کہ جناب  
 سیدہ کے اہلبیت میں داخل ہونے میں پس و پیش کریں اور بلی کو قطعاً اہلبیت  
 میں داخل فرارین اور بعضہ رسول کا کچھ ہی لحاظ و پاس نہ کریں اللہم اھل  
 قومی فانہم لا یعلمون امام الایمہ جناب مرتضوی پر خائن اور ہنگوڑی اور  
 نامرد کا اطلاق فرما دین جیسا کہ بجا اور تراجم بجا سے ظاہر ہے کہ معاذ اللہ  
 سیدہ نے جناب مرتضوی سے وہ کلمات فرمائے کہ جنکا ترجمہ مترجمین بجا نے بالکل  
 مصنفہ باقر مجلسی سے نقل کر کے ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے کہ مانند جنین رحمہ  
 پردہ نشین شد و مثل خائنان درخانہ کریمۃ العیاذ باللہ جب امام الایمہ  
 ایسے الفاظ کا اطلاق ہو تو آپ فرمائیے کہ لفظ معصومیت کا کس پر اطلاق کیجئے گا اور  
 خاتم الایمہ حضرت امام مہدی تو اب تک صد ہا سال سے سرداب سر من برائی میں مخفی  
 بین جان کے خوف سے اب تک نہیں نکلتے کارامت بالکل معطل اور بیکار سے حالاکہ  
 حلی فی منہج الکرامہ میں لکھا ہے البجانب لا یتحقق الامامة یعنی ابھی  
 امامت کا مستحق نہیں ہے الغرض جناب والا تو لفظ معصوم کا زبان سے نہ نکالیں  
 اور متعہ کو بند ہی رہنے دین قولہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے اقول  
 تصانیف ملا علی قاری بکثرت متداول اور متعارف ہیں نام بتاؤ جواب لو او بدین  
 اسکے قابل التفات نہیں قولہ اور جب مریدان عمر نے دیکھا کہ عمر نے متعہ کو حرام  
 کیا ہے اور رد کرنا حکم خدا کا کفر ہے تو واسطے اصلاح حال عمر کے اپنی طرف سے طرح  
 طرح کی روایتیں بنائیں کہ متعہ رسول خدا ہی کے زمانہ میں منسوخ ہو گیا تھا اقول  
 جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرگز بنفسہ متعہ کو حرام نہیں کیا البتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الی یوم القیامة متعہ سے ممانعت فرمائی اور حضرت فاروق  
 اعظم نے اسکی حرمت کی خبر بتا کر تمام ظاہر فرمائی اور کہا یہ منصب نہ تھا کہ حکم خدا کو  
 رد کرے البتہ عبون اخبار رضا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام  
 نے فوراً خدا کے حکم کو رد کر دیا اور منزلت ایمہ پر حسد کرنے لگے باوجود ممانعت شدیدہ  
 کے کچھ بھی خیال دلیں نہ لائے جیسا کہ ہم عبارت عبون کی قبل میں نقل کر چکے ہیں  
 اہل حق کے نزدیک کوئی تنفس خدا کے حکم کو رد نہیں کر سکتا مگر اب تکلیف فرما کر اپنے  
 اکابر کی کتابوں میں جامع الاخبار کو ملا خطہ کہیے کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باب  
 خلافت حضرت علی میں نہ ایک مرتبہ بلکہ متعدد مرتبہ حکم خدا کو رد کیا جبکہ اللہ تعالیٰ  
 نے وعدہ کر لیا کہ میں تمکو دشمنوں سے محفوظ رکھوں گا اور کوئی تمکو ضرر نہ پہونچا  
 سکے گا تب آپ نے اپنی تسکین اور اطمینان فرما کر امثال امر خدا کو پورا کیا چنانچہ آثار  
 اسکی یہ ہے قال سمعت الصادق علیہ السلام قال لما خرج رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مکة فی حجة الوداع فلما انصرف منها  
 فی حرا حرو قد شعبہ من کلہ اثنا عشر الف رجل من الیمن وخمسة  
 الاف رجل من المدينة جاءہ جبریل فی الطريق فقال یا رسول اللہ ان  
 اللہ یقرءک السلام وقرء هذه الاية یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک  
 من ربک فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا جبریل ان الناس  
 حدیث عہد بالاسلام واخشی ان یضطربوا ولا یطیعوا فصرخ  
 جبریل علیہ السلام الی مکانہ ونزل علیہ فی الیوم الثانی وكان  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نائلاً بغدیر وقال له یا احمد یا ایہا  
 الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته  
 واللہ یعصمک فقال یا جبریل اخشی من اصحابی من ان یخالفونی

فخرج جبرئیل ونزل علیه فی الیوم الثالث وكان رسول الله صلى  
 الله علیه وسلم بموضع يقال له غدیر وقال له یا رسول الله بلغ ما  
 انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتی والله یعصمک  
 من الناس فلما سمع رسول الله صلى الله علیه وسلم هذه المقالته  
 قال للناس انجذوا تا فنی فوالله ما ابوح من هذا المکان حتی ابغیر رسالتی  
 خلاصہ یہ کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر  
 سے لوٹے اور سو پچیس سالہ بارہ ہزار صحابی مہاجر و انصار صحابی ہر فی تھے کہ راستہ میں حضرت جبرئیل  
 ان پہونچے اور عرض کیا کہ اے رسول خدا کے اللہ تعالیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور  
 اس آیت کو پڑھ کر سنایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی  
 اے رسول خدا کے پہونچا دے تو اس چیز کو کہ تیری پروردگار کی طرف سے ہے  
 اور پڑا نزل ہوئی حضرت نے فرمایا اے جبرئیل مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو  
 میرے ساتھ ہیں کہیں مضطرب ہو کر میری اطاعت نہ کریں پس چڑھ گئے جبرئیل  
 علیہ السلام اور پہر اوترے دوسرے روز اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم مارا مار غدیر پہونچ گئے تھے حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ  
 یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتی  
 رسالتی واللہ یعصمک اے رسول پہونچا تو اس چیز کو جو تیرے اوپر نازل  
 کی گئی اور اگر نہ کر گیا ایسا تو تو اپنی رسالت کو نہیں پہونچایا اور اللہ تجھ کو محفوظ  
 رکھیکا پر کہا آپ نے اے جبرئیل میں ڈرتا ہوں اپنے اصحاب سے کہیں وہ میری  
 مخالفت نہ کر بیٹھیں پھر چڑھ گئے حضرت جبرئیل اور تیسرے روز پہر آنکر رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر ہی کے مقام میں لے لیا اور کہا یا رسول اللہ بلغ ما انزل الیک  
 من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتی واللہ یعصمک من الناس

یعنی اے رسول خدا کے پہونچا دے تو جو کچھ تیرے اوپر نازل کیا تیرے پروردگار  
 نے اور اگر ایسا نہ ہو گے تو تم نے خدا کی رسالت کو نہ پہونچایا اور اللہ نگہبان ہے تمہارا  
 آدمیوں سے پس جبکہ رسول اللہ صلیع نے اس قول کو سن لیا تب کہا آدمیوں سے  
 بٹھالو اپنے اونٹوں کو میں یہاں سے نہیں ہٹو نگا جب تک کہ اللہ کی رسالت کو  
 نہ پہونچاؤ گا بلکہ روضہ شیخ مفید سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلیع نے  
 مستعد مرتبہ اس حکم سے استغفار فرمایا لیکن وہ معاف نہوا بلکہ آیت حکم کے ساتھ  
 عتاب شدید کی نازل ہوئی تب اپنے اس حکم کو پورا کیا عبارت اس کتاب کی  
 ہم قبل میں نقل کر چکے ہیں بلکہ مکملہ حیات القلوب مصنفہ باقر مجلسی سے یہ معلوم ہوتا  
 ہے کہ اس آیت میں علاوہ وعدہ کے اخیر کو یہ الفاظ بھی نازل کئے گئے تھے۔  
 فعدبتک عذاباً الیہا یعنی تو اگر علی کو خلیفہ نہ کر گیا پس عذاب دردناک میں  
 ڈال دوں گا لعنت اللہ علی الکاذبین والعیاذ باللہ من هذه المعتقدین جناب  
 سامی بمکسخت حیرت تھی کہ جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ نے اس کفر یعنی رد کرنے  
 حکم خدا پر کیونکر سکوت فرمایا اور کس طرح پر راضی ہو گئے حالانکہ جناب اسد اللہ القاب  
 کی کیفیت یہ تھی کہ اگر جناب فاروق اعظم اونے حکم پیغمبر کو مٹانا چاہتے تھے تو  
 وہ فوراً قبر کو پکارتے تھے اوذوالفقار کے قبضہ پر ہاتھ رکھتے تھے اور قتل کرنے  
 پر حضرت فاروق اعظم کے مستعد ہو جاتے تھے جیسا کہ عماد الاسلام میں مجتہد الشیخ  
 ولید علی لکھنوی اپنے اکابر سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے جناب رسول خدا  
 کو حکم فرمایا کہ سب لوگوں کے دروازوں کو جانب مسجد سے بند کر دو مگر جناب مرتضوی  
 کا دروازہ کھلا رہنے دو بعد چند روز کے ایک روز حضرت عباس نے رسول خدا  
 سے عرض کیا کہ آپ اللہ سے میرے واسطے استدعا کیجئے کہ میرا دروازہ مسجد  
 کی جانب کھول دیا جاوے حضرت نے فرمایا اے چچا ایسا نہیں ہو سکتا تب حضرت

عباس نے عرض کیا کہ ایک پرنا لہ ہی کیواسطے دعا فرما دیجئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہو رہے اور اللہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور موافق خواہش حضرت عباس کے انکے مکان کی چہت پر پرنا لہ کو جانب  
 مسجد لگا دیا چنانچہ وہ پرنا لہ زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق مین تین برس تک  
 قائم رہا ایک روز اس پرنا لہ کا پانی بہ رہا تھا کہ عمر کے کپڑے اس میں گرنے لگے  
 ہو گئے انہوں نے حکم دیدیا کہ اسکو اوکھاڑ دو وہ اوکھاڑ دیا گیا عمر نے کہا  
 کہ اگر اب کوئی لگا بیگا تو مین اسکی گردن ماروں گا حضرت عباس اپنے لڑکوں  
 پر ترکیہ کر کے شدت مرض مین حضرت امیر کے پاس فریاد لائے اور کہا مین دو  
 آنکھیں رکھنا تھا ایک تو جاتی رہی یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہے یعنی آپ مجھے  
 نہ معلوم تھا کہ تمہاری زندگی مین میرے اوپر ایسی مصیبت پہونچے گی حضرت امیر  
 نے فرمایا چچا تم کہہ جاؤ مین دیکھ لوں گا اور اپنے اسی وقت آواز دی کہ تیرا دنوں  
 نے عرض کیا جی حاضر اپنے فرمایا کہ میری ذوالفقار تولا انہوں نے کہا جی لایا  
 حضرت علی نے ذوالفقار کو لے لیا اور سب آدمیوں کو لیکر مسجد مین آئے اور  
 قبر سے کہا چڑھ اور لگا پرنا لہ قبر نے فوراً لگا دیا بعد اس کے حضرت امیر نے فرمایا  
 کہ قسم ہے مجھکو صاحب قبر و قبر کی کہ اگر کسی نے اس پرنا لہ کو اوکھاڑا تو اسکی  
 گردن مار دوں گا یہ خبر عمر کو پہونچی وہ مسجد مین آئے اور پرنا لہ کو اپنی جگہ پر لگا  
 کہا کہ کوئی شخص پرنا لہ کو نہ اوکھاڑے اور ابو الحسن کو غضب مین نہ لاوے صبح کو  
 حضرت امیر نے حضرت عباس سے پوچھا کہ چچا کیا حال ہے حضرت عباس نے  
 کہا کہ جب تک تم زندہ ہو چین سے گذرتی ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ قسم ہے  
 خدا کی کہ اگر تمام اہل زمین مجھ سے بخصومت پیش آوین تو مین سبکو قتل کر دوں  
 اس روایت کو لکھ کر جناب مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ اگر عمر کو علی کا خوف نہ ہوتا تو کبھی

پر نالہ کو اپنی جگہ پر نہ لگانے دیتے تھیں نادری یا قنبر علی بذی الفقار  
 فنقلہ ثم خرج الی المسجد والناس حوله وقال یا قنبر اصعد وردد  
 المیزاب الی مکانہ فصعد قنبر فردہ الی موضعه وقال علی وحق  
 صاحب ہذا القبر والمیزابین فلعلہ فالعلاضہ بن عنقۃ وعنق الامرہ  
 بذلك ولا صلبنا فی الشمس حتی ینفذ ونبلیغ ذلک عمر بن الخطاب فہض  
 ودخل المسجد ونظر الی المیزاب وهو فی موضعه فقال لا یغضب احد  
 ابی الحسن فی ما فعلہ وتکفر عنہ عن الیمین فلما کان من غدات ماضی  
 علی بن ابی طالب الی عمہ العباس فقال لہ کیف اصبت یا عمر قال  
 بأفضل النعم ما دمت لی بآ بن اخی فقال لہ یا عمر طب نفسك وقر  
 عینا فواللہ نوحاً صمنی اهل الارض فی المیزاب لخصمتہم ثم لقتلہم  
 بحول اللہ وقوتہ ولاینالک ضیم ولا غم فقام عباس فقبل بین عینہ  
 وقال بآ بن اخی ما خاب من انت ناصرة فکان هذا فعل عمر بالعباس عم  
 رسول اللہ وقد قال فی غیر موطن وصیۃ منہ فی عمہ ان عمی العباس  
 بقیۃ الایا والاجداد واحفظونی فیہ کل فی کنفی وانا فی کنف عم  
 العباس فمن اذاع فقد اذانی ومن اعداہ فقد اعدانی فسلمہ سلمی و  
 حربہ حربی وقد اذاع عمر فی ثلث مواطن طاهرۃ غیر خفیۃ منها فصبہ  
 المیزاب ولولا خوفہ من علی علیہ السلام لم یرکہ علی حالہ انتہی ملخصاً  
 بجناب مجتہد صاحب کو مقام طعن حضرت فاروق اعظم بن حضرت عباس کی فضیلت  
 کی حدیثین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس چچا میرے بقیہ ہیں  
 آبا اور اجداد میرے گے اور انکا ادب کرو جو کوئی انکو اندا دیکھا اوس نے مجھکو  
 اندا دی اور جس نے اوس سے دشمنی رکھی اوس نے مجھ سے دشمنی رکھی

خوب یاد آگئیں اور یہ نہ خیال رہا کہ امام اہل تشیع باقر مجلسی نے حیات القلوب میں  
 از نکاح ولد الزنا ہونا ثابت کیا ہے اور اونکے بیٹے کو اور اونکو دنیا اور آخرت میں  
 اندھا لکھا ہے حیات القلوب کی عبارت ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اس مقام پر ہکا اور  
 سے بحث نہیں مقصود یہ ہے کہ جناب مرتضوی صرف ایک پر نالہ اوکڑنے پر  
 اس قدر غیظ و غضب میں آگئے کہ حضرت فاروق اعظم کے قتل پر مستعد ہو گئے  
 پس اس کفر یعنی منسوخت متعہ پر حضرت علی کیونکر ساکت ہو گئے اور کیوں نہ لگا  
 قبر سے منگائی اور کیوں نہ مجمع عام میں حضرت فاروق اعظم کو جھٹلایا جناب والا  
 یہ نہ خیال کیجئے گا کہ حضرت علی نے پر نالہ کے مقدمہ میں صرف حضرت عباس کے  
 کہنے سے ایسا کیا کیونکہ جناب مرتضوی عموماً مجمع صحابہ میں روبرو فاروق  
 اعظم کے فرماتے تھے کہ اگر تم احکام شرعیہ کو بدلو اور تائب نہ ہو تو ہم تمہارے  
 سر کو پھوڑ دیں جس میں تمہاری دونوں آنکھیں ہیں چنانچہ بحر المناقب میں لکھا  
 ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق نے خطبہ پڑھا اور کہا اے لوگو اگر میں پہلے  
 تمکو احکام شرعیہ سے جنگو کہ تم کفر سے ہوے ہو اور پہچانتے ہو تو کیا کرو تم سب  
 چکے ہو گئے پہلے اپنے تین مرتبہ فرمایا پس کھڑے ہو گئے علی اور فرمایا ہم تم سے توبہ  
 طلب کریں پس اگر توبہ کرو قبول کریں ہم اور اگر نہ کرو تو ہم تمہارے سر کو پھوڑ دیں  
 جس میں یہ تمہاری دونوں دیدہ ہیں عبارت اوسکی یہ ہے خطبہ ہر عمر  
 بن الخطاب فقال لو صرفنا کرماء يعرفون الی ما ینکون ما کنتما  
 تصنعون قال فسکتوا قال ذلك ثلثا فقام علی فقال اذا کنتیبتک فان  
 تبت قال وان لم قال اذا تقرب الذی فیہ عینک ملازمان والا جب جناب  
 مرتضوی کی یہ کیفیت ہو کہ مجمع عظیم میں فاروق اعظم کے مقابلہ پر بے تکلف نہ لگا  
 کہ اگر تم احکام شرعیہ سے ہلو بھیرو اور توبہ نہ کرو تو ہم تمہارے سر کو پھوڑ دیں

تو پھر دمتعہ پر کہ بقول آپ کے کفر تھا کیونکہ سلوک فرمایا اور اسے جناب سکوت کیا  
 بلکہ اس کفر سے رضا مند ہو کر وہی کہنے لگے جو فاروق اعظم نسبت متعہ کے کرتے  
 تھے یعنی اسکی حرمت پر اصرار کرنے لگے اور علی الاعلان حضرت ابن عباس کو  
 مباحثہ میں عیاش فرمانے لگے یہاں تک کہ نہ خود متعہ کیا اور نہ کبھی اپنی خلافت  
 میں جاری کیا جتنے کہ امامین علیہما السلام نے بھی متعہ سے کنارہ کیا بلکہ کل ایہ  
 نے احتراز کیا باوجود اس امر کے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام بکثرت عورتوں کے  
 ساتھ نکاح کرتے تھے اور طلاق دیتے تھے مگر کبھی متعہ نہ کرتے تھے اکثر حضرت امیر المؤمنین  
 فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی لڑکیوں کو نکاح میں حسن کے اندر کہ یہ مرد  
 کثرت سے طلاق دیتا ہے چنانچہ کلینی میں لکھا ہے عن ابی عبد اللہ علی السلام  
 قال ان علیاً قال وهو علی المنبر لا تزوحو الحسن فانه رجل مطلق  
 اور جعفر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اصرار حرمت میں کرتے تھے اوسیدہ حضرت  
 ابن عباس متعہ کے مباح ہونے میں کوشش کرتے تھے اور اوسکے اہرامین کا اثر  
 فرماتے تھے باوصف اس امر کے کہ حضرت امیر او نکو قائل کرتے تھے اور عیاش ہی  
 فرماتے تھے مگر وہ بقول آپ کے باز نہ آتے تھے لیکن بعد مدت مدید کے یہ عقدہ  
 حل ہوا کہ حضرت امیر نے خیال فرمایا ہوگا کہ گو اپنے سر پر رضا و کفر کا بار رہیگا  
 مگر اسکے انسداد میں عمدہ مطلب حاصل ہوگا یعنی اگر متعہ جاری رہیگا تو ادنیٰ  
 شخص امت میں سے تین مرتبہ متعہ کر کے ہماری برابری کا دعویٰ کرے گا اور چوتھی  
 مرتبہ تو ہم سے بھی بڑا کہ خاتم الانبیاء کے مرتبہ سے ٹکر لیگا جیسا کہ تفسیر منبع الصادقین  
 میں اس حدیث کو لکھا ہے من تمتع مرة درجة کدرجة الحسن ومن  
 تمتع مرتین درجة کدرجة الحسن ومن تمتع ثلاث مرات درجة کدرجة  
 العلی ومن تمتع اربعة مرات درجة کدرجتہ اور حضرت ابن عباس

یہ سمجھا ہو گا کہ یہ لوگ میری باپ کو لونڈی بچہ تو ٹھہرا چکے ہیں اور اونکی کنیز لالہ  
کا نام مہری اور دستخطی اپنے پاس رکھ چکے ہیں جیسا کہ مجلسی نے حیات القلوب میں  
لکھا ہے و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود پس میں بھی اس فعل کے اجرا میں  
کوشش کروں تاکہ اذنی شخص امت سے میں مرتبہ عورت سے بطریق متعہ  
مباشرت کر کے انکے مرتبہ پر پہنچ جائے اور انکو بمقابلہ میرے اپنے مرتبہ پر غرا  
تموئی پاسے اور کبھی میرے باپ کی کنیز زادگی کا خیال نہ آئے العیاذ باللہ  
اس فرقہ کو نہ رسول کی رسالت کا لحاظ ہے نہ صحابہ کی صحابیت کا خیال ہے نہ ائمہ  
کا ادب ہے نہ عترت کا پاس ہے انا لله وانا الیہ راجعون اور نسبت کرنا طعن  
محدثین اہلسنت کے روایت بنانیکے جو ٹاٹھرا نا اپنے اکابر کو ہی مجتہد المتقین  
صاحب گوہر مراد لکھتے ہیں کہ اہل انصاف در فرقہ سنیان محدثین ایشانند کہ  
ہر چہ از پیغمبر صلعم باینہار سیدہ بے کم و کاست روایت می نمایند انتہی ملخصاً  
قولہ اور منسوخ ہونا صحیح جو نہیں ہے تو کبھی تو کہتے ہیں کہ تین روز کے واسطے  
مباح ہوا تھا اور کبھی کہتے ہیں کہ خیر میں متعہ اور گوشت خراہلی حرام ہوا اور  
اوطاس میں پھر مباح ہوا اور پھر حرام ہوا اور فتح مکہ اور حجتہ الوداع میں مباح ہوا  
اقول جناب مخاطب کی زبان پر لفظ کبھی کبھی خوب جاری ہے اے جناب کبھی کبھی  
اور تبھی تبھی کیا معنی بیشک اہل سنت کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ مقام جہاد و حالت  
سفر میں بوجہ شدت تکلیف صحابہ کے بمقتضائے مقام متعہ جاری کیا گیا تھا لیکن  
معا و سی مقام پر ممانعت فرمادیکسی جیسا کہ صحاح ستہ سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ فتح  
مکہ میں تین روز تک جاری رہا بعد کو تا قیام قیامت حرام فرمایا گیا ہمارے جناب  
مخاطب لفظ منسوخ اور ممنوع کے معنی بھی تو نہیں جانتے ارے میان یہی معنی ہیں  
منسوخ کے کہ قبل نسخ کے ایک امر جاری تھا بعد کو منع کیا گیا اسی کو فرماتے ہیں اہم

رازی ان نسخہ طرہ علیہ تحقیق نسخہ او سپرطاری ہو گیا اور اسکی وسو او عظم  
 امت سے نقل کیا ہے فذہبت السواد الاعظم من الامة الى انها صارت  
 منسوخة پس کیا ہے گروہ بڑا امت سے طرف اس بات کے تحقیق ہو گیا وہی متع  
 منسوخ ملازمان والا براسے خدا اس روایت کو کہ او طاس میں پھر صباح ہوا اور پھر  
 حرام ہوا اور فتح مکہ اور حجة الوداع میں صباح ہوا کسی کتاب مستند اہلسنت سے پیشتر  
 کیجئے ورنہ ایسے جھوٹے دعویٰ اور غلط روایتوں کے لکھنے سے باز آئی جاہات  
 اور حرمت متعہ کی واسطے او طاس اور فتح مکہ اور حجة الوداع ایک ہی مقام اور موقع  
 ہے نہ متعہ دا اور عدم صحت نسخہ کی واسطے ان دو ایک روایتوں کو جو دو ایک  
 مقام پر واقع ہوئی ہیں دلیل قرار دینا نہایت حماقت ہے نفس الامر میں کسی قسم  
 کا اختلاف نہیں ہے البتہ وہ اختلاف قابل غور ہے کہ جوابات ہل اتی کی نازل  
 ہوئی شان جناب مرتضوی اور حضرت سیدہ اور سید اشباب اہل الجنة اور رضہ  
 کینز میں واقع ہوا ہے تفسیر الملبیت اور تفسیر قرأت ابن ابراہیم اور تفسیر مجمع البیان  
 اور تفسیر صافی اور تفسیر علوی اور تفسیر صابری اور تفسیر عالی اور تفسیر کاشانی اور  
 تفسیر جہانی اور تفسیر رازی اور تالیفات مغری اور امالی شیخ کو ملاحظہ کیجئے کہ ان  
 آیات کے نزول میں کیسی روایات مختلفہ متناقضہ واقع ہوئی ہیں کہ جنکے دیکھنے  
 سے اصل قصہ محض دروغ معلوم ہوتا ہے اور اختلافات میں سے چند اختلافات  
 اس مقام پر واسطے سرور ناظرین کے لکھتا ہوں اور باقی کو قیاس عاقلین پر  
 چھوڑتا ہوں یعنی جسوقت کہ حضرت حسنین بیمار ہوئے اور حضرت امیر اور جناب  
 سیدہ اور کینز مذکور نے تین روزوں کی نذر تہناتے حصول شفا اپنے اوپر  
 واجب کی تو کبھی تو کہتے ہیں کہ یہ نذر بتعلم و طہین صحابہ کبار مثل صدیق و فاروق  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تھی کہ ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

عیادت کے آئی تھی جیسا کہ مجمع البیان سے ظاہر ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ صرف جلیل  
 نارون اعظم کی تلقین سے جیسا کہ تفسیر قرأت ابن ابراہیم سے ظاہر ہے اور کبھی  
 کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا جیسا کہ تفسیر جر جانی سے معلوم ہوتا ہے  
 اور کبھی کہتے ہیں کہ جناب مرتضوی کو الہام اس نذر کیواسطے ہوا تھا جیسا کہ بلقا  
 فضل ابن شادان سے معلوم ہوتا ہے پراسمین اختلاف ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ  
 سنین ہی شریک اس نذر میں تھے جیسا کہ شیخ نے امالی مجلس چوالیس میں لکھا  
 ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ شریک نہ تھے جیسا کہ بقیہ کتب سے ظاہر ہے پراسمین  
 اختلاف ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ تین صاع یہودی سے قرض لئے تھے اور کبھی  
 کہتے ہیں کہ جناب امیر نے یہودی کی مزدوری پانی سیچنے کے کی تھی اوسمین  
 یہ تین صاع لئے تھے جو مسکین اور یتیم اور اسیر کو بقدر حصہ ہر ایک کو دئے تھے  
 اور کبھی کہتے ہیں کہ صرف بنائیکی مزدوری اپنی کی تھی اور کبھی کہتے ہیں کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کئے تھے جیسا کہ بجا مجلسی سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف  
 ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ہی اس مزدوری میں شریک تھیں اور کبھی  
 کہتے ہیں کہ شریک نہیں تھیں جیسا کہ امالی وغیرہ سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف  
 ہے کہ مساکین کو جو وقت افطار کے دیا گیا کیا غذا تھی کبھی تو کہتے ہیں کہ تینوں  
 روز وین تین مکی پکا کر دی گئی تھیں اور کبھی کہتے ہیں کہ حریرہ تھا جیسا کہ بجا وغیرہ  
 سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف ہے کہ اول مرتبہ مسکین جو دروازہ پر آیا اور  
 اپنی گرسنگی کو ظاہر کیا تو کہتے ہیں کہ جناب امیر نے سفارش اوسکی سامنے جناب  
 سیدہ کے شریک کی اور کبھی کہتے ہیں کہ اشعار میں نظم کر کے سفارش کی جیسا کہ  
 تفسیر جر جانی اور صحیفۃ المتقین وغیرہا سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف ہے کبھی  
 تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شریک صحبت اس سخاوت کے وقت تھے اور

کہی کہتے ہیں کہ آپ شریک نہیں تھے جیسا کہ قرأت ابن ابراہیم وغیرہ سے ظاہر  
 ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں کہ تین روز برابر مسکین اور یتیم اور  
 اسیر کو کھانا کھلایا اور کہی کہتے ہیں کہ ایک وقت جیسا کہ حدیث جعفری تفسیر  
 اہلبیت میں ظاہر کر رہی ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہ تہامی جو سے حریرہ بنایا  
 گیا اور وہ مسکین کو بخشا گیا اور تہامی سے طعام اور وہ یتیم کو دیا گیا اور تہامی  
 سے تیسری قسم کا کھانا پکا یا گیا کہ وہ اسیر کو دیا گیا اور وہ اہل شرک سے تھا جیسا  
 کہ تفسیر کاشانی سے ظاہر ہے اور اس روایت کے منافی روایت قبل میں مذکور  
 ہو چکی پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ حضرت جبریل کو  
 ہر روز لباس مسکین اور یتیم اور اسیر میں بھیجتا تھا اور کہی کہتے ہیں کہ فرشتہ  
 دوسرا آتا تھا جیسا کہ کتاب مغزی سے معلوم ہوتا ہے بہر حال اسیر کا شرک ہونا  
 تفسیر کاشانی سے اور معاذ اللہ حضرت جبریل یا دوسرے فرشتہ کا لباس اسیر میں  
 حاضر ہونا مغزی سے ظاہر ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں کہ آیات  
 حل اتی بعد کھانے مائدۃ منزل من السماء کے اوترین اور کہی کہتے ہیں کہ  
 قبل اوسکے پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں بعد کھانے کے بلا مہلت اوترین اور  
 کہی کہتے ہیں کہ بعد اس واقع کے کہ حضرت امام حسین کی وجہ سے وہ نعمت عظمیٰ اور  
 عظیمہ کبریٰ زایل ہو چکی تھی چنانچہ صافی اور صحیفۃ المتقین میں لکھا ہے کہ جب تو آنحضرت  
 صلعم نے حسنین کو بربگ رنگی کے متغیر پایا تو سخت ملول ہوئے اویس وقت حضرت  
 جبریل ایک قاب مرصع یا قوت سے پر شریح سے بطریق تحفہ کے لے پہونچے سب بزرگوں  
 نے خوب کھایا اور ایک لقمہ بھی اوس سے کم نہوا حضرت امام حسین علیہ السلام تھوڑا  
 سا اپنے ہاتھ میں لیکر باہر آئے ایک عورت یہودیہ کی ناک میں جو خوشبو پہونچی تو بقرآ  
 پڑھ کر وہ لقمہ اوسنی حضرت سے مانگ لیا اپنے اوسکو دیدیا جسوقت وہ قریب منہ کے

لیکن حضرت جبریل نے بعثت تمام دوڑ کر اوسکو اوسکے منہ سے چھین لیا اور  
 فوراً قاب کو آسمان پر اٹھا لیکے سب دیکھتے دیکھتے ہی رینگے رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر امام حسین اس حرکت کو نہ کرتے تو یہ نعمت امت سے قیامت تک ناپید  
 نہوتی بعد ان خرابیوں بسیار کے یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں یوفون بالندار  
 ویخافون یوما کان شمرہ مستظیرا ویطعمون الطعام علی صہ  
 مسکینا ویتیما واسیرا میں کہانٹک ہر امر میں آپکے یہاں کے اختلاف  
 بیان کرونگا اور کس حد تک لکھوگا اسکے واسطے تو دفاتر رنگنا پڑینگے اور دس  
 لکھنا پڑینگے لہذا جمیع کتابوں میں سے کتب اربعہ کو منتخب کرنا ہوں اور اونہیں  
 تہذیب اور استبصار کے اختلافات کو لکھنا ہوں باوصف اس امر کے کہ ان  
 دونوں کتابوں کا ایک ہی شخص مصنف ہے اس پر پانچ ہزار حدیث سے زیادہ  
 باہم مختلف ہے صاب فواید مدینہ منورہ بابر مجلسی بحار الانوار اس رئیس امامیہ  
 قرار دیتے ہیں اور اونکی کتاب کو معتمد علیہا طائفۃ بتلاتے ہیں وہ اپنی  
 کتاب فواید مدینہ میں امام اعظم طوسی سے یوں نقل فرماتے ہیں کہ امام اعظم  
 کہتے ہیں کہ میری کتاب تہذیب اور استبصار میں پانچ ہزار حدیث سے زیادہ  
 باہم مختلف ہیں عبارت اوسکی یہ ہے وقد ذکرنا ما ورنہ منہم علیہم السلام  
 من حدیث المختلفة التي تختص فی الفقہ فی کتابی المعروف  
 بالاستبصار و فی کتاب تہذیب الاحکام ما یزید علی خمسة الاف اب  
 جناب مخاطب خیال کریں کہ کتب اربعہ میں سے دو کتابوں کی یہ کیفیت ہو کہ  
 پانچ ہزار حدیث سے زیادہ اونہیں مختلف ہوا اور طرفہ یہ کہ ان دونوں کا نصف  
 بھی ایک ہی ہوا اور لطف یہ کہ وہ خود ہی بیان بھی کرتا ہو تو پھر قیاس کیسے  
 غیر کتب اربعہ پر کہ اونکی کیا کیفیت اور کیا حالت ہوگی ملازمان والا کی طبیعت

اگر گمان نہ معلوم ہو تو ایک امر اور عرض کرنے کے قابل ہے وہ یہ کہ آپ کے امام  
 اعظم بیچارہ کا ہی کچھ قصور نہیں اور اوس پر کیا موقوف ہم سب مصنفین اہل تشیع  
 کی جانب سے معذرت کرتے ہیں کہ وہ بیچارہ معذور ہیں وہ تو بزمان حال یہ کہتے  
 ہیں کہ ہم سے تو میان حوالیقی اور حضرت صاحب الطاق اور جناب بیہمی اور  
 مخدوم ہشام ابن الحکم اور مکرہی ہشام ابن سالم اور معظی حضرت زرارہ اور  
 مخفی البوصیر اور معلی القاب جناب ابو الجارود وغیرہم نے جو فرما دیا ویسا ٹانگ دیا  
 اور فی الواقع سچ ہے یہ عذر کیونکہ یہ حضرات فایض البرکات بذاتہم ایہ  
 علیہم السلام سے ملاقات فرماتی تھی اور ان کے ساتھ مصاحبت رکھتے تھے جو انہیں  
 ایہ ہی تھے انہیں ذوات مقدسہ میں سے نبجا اللہ تھے اور انہیں نفوس قدسیہ  
 میں سے امنا اللہ تھے انہیں نے نبوت کو روشن کر دیا اور انہیں نے رسالت  
 کو چمکا دیا یہی لوگ ہیں کہ اگر عدم سے وجود میں نہ آتے تو نبوت منقطع ہو جاتی  
 ہی صاحب ہیں کہ اگر انکا وجود نہ ہوتا تو رسالت معدوم ہو جاتی جیسا کہ  
 مجلسی نے روضۃ المتقین میں بحث رجال میں ایہ علیہم السلام سے نقل کیا ہے  
 بشر المحبین بالحجة یزید ابن معاویۃ الفجلی و ابو بصیر لم یث ابن الصحر  
 و محمد بن مسلم و زرارۃ اربعة نبجا امنا اللہ علی حلالہ و حرامہ  
 ولا هوکلاء لا تقطعت اثار النبوت اندرست کیا حاجت ہے ہم کو ان حضرات  
 کی تعریف نقل کرنیکی اور کیا ضرورت ہے انکی توصیف بیان کرنیکی انہیں کے  
 نور سے تمام اہل تشیع نور ہیں اور انہیں کی صورت کے جمیع اہل تشیع مصور ہیں کم  
 کوئی حدیث مذہب تشیع میں ہو گی جو ان سے اور ان کے اخوات سے خالی ہو او  
 کم کوئی خبر کتب اربعہ میں ہو گی جو انکی روایت سے عاری ہو یہی لوگ ہیں  
 کہ انکی نظر بن خدا پر پڑی ہوئی ہیں یہی لوگ ہیں کہ انکی عقلیں خدا کی حقیقت

پائے ہوئے ہیں یہی لوگ ہیں کہ انہوں نے خدا کو ٹھوک سجا کر مہوکل معلوم کر لیا  
 یہی لوگ ہیں کہ انہوں نے خدا کو ٹھوکر ٹھوس پالیا اب دیکھئے میان جو البقی  
 اور حضرت صاحب الطاق اور جناب بیہشتی کے حال کو اور ذرا تکلیف فرما کر  
 سنئے اور انکے مقال کو کلینی کو ملاحظہ فرمائیے اور خدا کے لئے ان بزرگوں پر  
 نظر نہ لگائے شعر نظر لگے نہ کہیں ٹھونک ٹھانک کر اونکے یہ لوگ کیوں میری  
 حرف سطر کو دیکھتے ہیں ؟ عن ابن السحران وابن الحبیان ان ہیشمی بقول انہ  
 اجوف الی السرة والباقی صمد کما بقولہ الجویفی وصاحب الطاق  
 یعنی بیہشتی کہتا ہے کہ اللہ مہوکل ہے ناف تک اور باقی ٹھوس ہے اسی کو جو البقی  
 اور صاحب الطاق کہتے ہیں سبحان اللہ کیا فہم مذ کا تھی اور کیا عقل سا  
 زمین کی نان کو اب تک کسی نے نہیں پایا مگر انکی رائے نے زمین کیا خدا کی نان  
 کو پایا اب مخدومی ہشام ابن الحکم اور زکری ہشام ابن سالم کی کیفیت کو اور  
 سنئے اور ذرا عنایت فرما کر ادھر کو متوجہ ہو جائے صرف کلینی ہی کو دیکھئے اور  
 کسی کتاب کی تکلیف نہ کیجئے عن محمد ابن الفرخ زنجی ان ہشام ابن الحکم  
 یقول ان اللہ جسم وان ہشام ابن سالم یقول انہ صور اجوف الی  
 السرة والباقی صمد یعنی محمد ابن الفرخ زنجی سے روایت ہے کہ تحقیق ہشام  
 ابن الحکم کہتا ہے کہ اللہ جسم ہے اور ہشام ابن سالم کہتا ہے تحقیق وہ صورت ہے  
 مہوکل ہے ناف تک باقی ٹھوس ہے سچ ہے یہی مصاحبین ایہ ہدی تے  
 اور یہی مقتداے حضرات شیعہ تھے آپ نے ان حواس خمسہ کے احوال مقدسہ  
 کو ملاحظہ فرمایا اور انکے عقائد مطہرہ کو مطالعہ کر لیا اور انکے اقوال مسعودہ کو  
 سن لیا اور انکے عقول محمودہ کو سمجھ لیا یہی لوگ اسبق روایات حضرات شیعہ  
 اور یہی لوگ اقدم نقات حضرات امامیہ ہیں ملازمان والا کہیں انکے عقاید کی

تقریب نہ کیجئے گا اور انکے اقوال کی توصیف نہ فرمایا کیونکہ ائمہ کے نزدیک انکے عقاید موجب خسران و خذلان ہیں اور یہ خود ظالم اور مردود اور شیطان ہیں ائمہ علیہم السلام انکو گمراہ جانتے تھے اور اہل بدعت میں قرار دیتے تھے اور ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر وعار بد کرتے تھے کلینی کو ملاحظہ فرمائے اور کہین کا ہیکو جائے روایت کیا ہے کلینی نے حسن ابن عبد الرحمن حمالی سے کہا اوہنوں نے کہ عرض کیا میں نے کاظم علیہ السلام سے تحقیق ہشام ابن الحکم زعم کرتا ہے اس بات کا کہ اللہ جسم ہے فرمایا امام نے قتل کرے اوسکو اللہ عبارت اوسکی یہ ہے عن الحسن ابن عبد الرحمن الحمائی قال قلت لابی الحسن کاظمہ ان ہشام ابن الحکم زعم ان اللہ جسم قال قاتلہ اللہ اور یہ کلینی کو دیکھ لیجئے اور اوسے اپنی تسکین کر لیجئے روایت کیا کلینی نے کتاب التوحید میں محمد ابن الفرخ رنجی سے کہ اوہنوں نے امام ابو الحسن سے بواسطہ تحریر کے سوال کیا اس ام میں کہ ہشام ابن الحکم اللہ کا جسم ٹھہراتا ہے اور ہشام ابن سالم صورت فرمایا امام نے پناہ مانگ تو ساتھ اللہ کے شیطان سے اور مول دونوں ہشاموں کا لغو و بیہودہ ہے عبارت اوسکی یہ ہے عن محمد ابن الفرخ الرنجی قال کتبت الی ابی الحسن سئلہ عما قال ہشام ابن الحکم فی الجسم و ہشام ابن سالم فی صورت فکتب دع عنک حیدرہ العیدان واستعد بالله من الشیطان لیس قول ما قال ہشامان اور پھر اوسے کلینی کو ملاحظہ فرمائے اور اپنے قلب کا اطمینان اوسے سے کر لیجئے روایت کیا کلینی نے محمد ابن الحر از اور محمد ابن احسین سے کہ کہا اوہنوں نے کہ داخل ہوئے ہم امام ابو الحسن رضا علیہ السلام کے پاس اور عرض کیا ہم نے کہ ہشام ابن سالم اور صاحب الطاق اور یغنی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالی ہے ناقص

اور باقی ٹھوس ہے پس امام نے سجدہ کیا اور فرمایا کیسی تابعداری کی اونہوں  
 نے نفوس اپنے کی اور بعد اسکے دعا مانگی کہ اے اللہ مت حشر کر تو میرا ساتھ  
 قوم ظالمین کے عن ابراہیم بن محمد بن الحارث و محمد بن الحسین قالا  
 دخلنا علی ابی الحسن الرضا قلنا ان هشا مر ابن سالم وصاحب الطاق  
 والهشمی یقولون انه تعالی اجوف الی السرة والیا محمد فخر الله ساجدا  
 ثم قال کیف طاعوا عنهما انفسهم ان شہو لک لغيرک اللهم لا اصفک  
 الا بما وصفت به نفسك ولا اشبهک بخلقک انت اهل لكل خير  
 فلا تجعلنی مع القوم الظالمین جناب والا دیکھئے کہ ان بزرگ وار و نیرایہ  
 علیہم السلام کیسی بد دعا فرماتے ہیں اور کیسا انکو نفس پرست بتلاتے ہیں اور  
 کس طرح انکو فرقہ مشبہ میں داخل کرتے ہیں اور کیسا حکم پناہ مانگنے کا شیطان  
 سے فرماتے ہیں اور کیسا اپنے حشر کو قوم ظالمین سے بجاتے ہیں ملازمان جناب بوجہ  
 جودت طبیعت اور تقلید نثر بہ کہیں یہ نفرما دیجئے گا کہ یہ حضرات جامع الکمال  
 اپنے اقوال سے بوجہ مصاحبت امام جعفر علیہ السلام منحرف ہو گئے تھے اور اپنے  
 عقاید سے بسبب فیض جعفری کے تائب ہو گئے تھے اپنے مذہب سابق سے  
 رجوع کر لیا تھا اور دوسرے مذہب میں قرار پکڑ لیا تھا قبر ہو جائیگا امام معصوم کا  
 جاہل ہونا یا جائیگا حدیث امام جو ٹی ٹھہرائیگی سب اگلے پچھلے مار و پودہ و بالا  
 ہو جائینگے کیونکہ حدیث مذکور امام رضا علیہ السلام کی ہے جس میں اپنے آیت —  
 فلا تجعلنی مع القوم الظالمین بطریق دعا فرما کر ان حضرات ممدوح  
 عالمین کے سو خاتمہ کی خبر دی ہے حضرت امام رضا بعد امام کاظم علیہ السلام  
 کے ہوئے ہیں اور یہ حضرات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات  
 کے بعد انتقال فرما گئے ہیں جیسا کہ کتب رجال ابو عمر کشی وغیرہ سے ظاہر ہے اور

اگر ملازمان والا حضرت امام رضا علیہ السلام کے حدیث کا خیال نہ فرماوین اور اپنے  
 اہل بیتین کی خواہ مخواہ توبہ کو تائب فرماوین گوکہ حضرت امام رضا جلیل ٹھہراوین  
 مگر اہل تشیع عقاید مذکورہ سے ثابت قرار پا جاوین تو امام اہل تشیع حضرت ملا  
 باقر مجلسی کے بحار الانوار کو ملاحظہ فرمائیجئے اور اوہمین اس حدیث کو جو علی  
 شیخ الشایخ سے منقول ہے پڑھو اگر سن لیجئے عن ابن عامر عن معلى بن  
 محمد عن محمد بن جهمور الغنی باسنادہ رفعہ قال قال رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم الی اللہ اخصا بالتوبة قتل یا رسول اللہ وکیف ذاک  
 قال انه قد اشرب قلبہ حباً یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے انکار کیا اللہ نے صاحب بدعت کی توبہ قبول کرنے سے کتنی کھائی رسول اللہ  
 کیا وجہ ہے اسکی فرمایا اہل بدعت کے دلمین محبت بدعت کی بیٹھ جاتی ہے بعد  
 اس کے ملا صاحب نے نہ قبول کرنے توبہ اہل بدعت کی نسبت یہ توجیہ فرمائی  
 المراد انه لا یوفق للتوبة كما یظهر من التعلیل اولا یقبل توبة قبول  
 کامل یعنی اہل بدعت کو توفیق ہی توبہ کی نہیں دے جاتی یا توبہ اونکی مقبول نام  
 نہیں ہوتی اب ارشاد فرمائیے کیونکر توبہ اون ذوات مقدسہ کی کہ جنہوں نے  
 خدا کو مکمل ٹھہرایا ہے مقبول ہو سکتی ہے جب اہل بدعت میں قرار پا گئے تو  
 بقول ملا صاحب کے کیونکر تائب ہو گئے اب آپ ان حواس خمسہ کو انہیں کے  
 حال پر چھوڑئے اور انکے تائب ہو جانے سے منہ کو موڑئے اس خیال باطل  
 کو طبیعت نازک سے نکال دیجئے اور ان حضرات کی توبہ اور رجوع کرنے کا  
 مطلقاً دلمین گمان نہ کیجئے آگے چلئے عظمت مآب حضرت زرارہ کے حال کو دیکھیے  
 کتب اسماء الرجال اہل تشیع کو ملاحظہ فرمائیے اوہمین سے کتاب کشتی کو نکلوائے  
 ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایدہ علیہم السلام حضرت زرارہ پر لعنت فرماتے ہیں

اور صرف لعنت پر قصر نہیں کرتے ہیں بلکہ حضرت زرارہ کو یہود اور نصاریٰ  
 سے زیادہ بد جانتے ہیں اور حضرت زرارہ کی عیادت کیواسطے لوگوں کو منع  
 کرتے ہیں اور جنازہ پر حاضر ہونے سے روکتے ہیں عبارت اوسکی ایک مقام کی ہے  
 لعنت الله على زرارۃ وهو شر من اليهود والنصارى **اور دوسرے مقام کی عبارت ہے**  
 حدثنا محمد بن احمد عن محمد بن عيسى عن علي ابن الحكم عن بعض حاله  
 عن ابي عبد الله قال دخلت عليه فقال متى عهدك بزارة قال قلت  
 ما رأيته منه ايام قال لا تبالي وان مرض فلا لعدة وان مات فلا  
 تشهد جنازته قال قلت زرارۃ متعجبا مما قال قال نعم زرارۃ  
 شر من اليهود والنصارى ومن قال ان مع الله ثالث يعني علي ابن عليم  
 کے بعض شیوخ کہتے ہیں کہ امام صادق نے مجھ سے پوچھا کہ زرارہ سے ملاقات  
 ہوتے ہی میں نے غرض کیا کہ چند روز ہو گئے کہ میں نے اوسکو نہیں دیکھا  
 فرمایا اوسکی پرواہ نہ کر اگر وہ بیمار ہوا اوسکی عیادت کو نہ جاؤ اگر مرے اوسکے جنازہ  
 پر حاضر نہ ہو میں نے متعجبانہ عرض کیا کہ آیا زرارہ کے حق میں یہ ارشاد ہوتا ہے  
 فرمایا ہاں وہ بدتر ہے یہود اور نصاریٰ سے اور اون لوگوں سے جنہوں  
 نے کہا کہ اللہ کے ساتھ تیسرا ہے کیا خوب یہ وہی معظمیٰ حضرت زرارہ ہیں کہ جو  
 لولا حق کلام میں داخل ہیں اور رسالت کے روشن کرنیوالے اور نبوت  
 کے چمکانے والے تھے مگر حضرت زرارہ بھی ایمہ علیہم السلام سے کچھ خوں نہیں  
 کرتے تھے بلکہ جواب تر کے تر کے ایمہ کو دیتے تھے اگر ایمہ علیہم السلام حضرت کی نسبت  
 شر کا لفظ فرماتے تھے تو حضرت زرارہ ایمہ کی نسبت معاذ اللہ لعنت کا لفظ  
 منہ سے نکالتے تھے اگر ایمہ حضرت پر اللہ کی لعنت برساتے تھے تو حضرت زرارہ  
 ایسے پر معاذ اللہ اپنی لعنت فرماتے تھے اوسی کتاب مختار ابو عمر کشی میں لکھا

ہی ملاحظہ کیجئے وحدثنا محمد بن مسعود قال حدثنا جبریل ابن  
 احمد الفانزانی قال حدثنا العبد ابن محمد بن عیسیٰ عن یونس  
 عن عبد الرحمن عن ابن مسکان قال سمعت زرارة بقول رحمہ اللہ  
 ابا جعفر واما جعفر فان فی قلبی علیہ لضة وقال قتلہ و ما حمل  
 نہ رارۃ علی ہذا قال ابن ابا عبد اللہ اخرجہ عن اربہ یعنی ابن مسکان  
 کتابہ میں نے سنا کہ زرارہ کہتا تھا خدا رحمت کرے ابو جعفر کو پر جعفر بس تحقیق  
 میرے ولین اعتقاد ہے کہ اوپر لعنت خدا ہے راوی کہتا ہے کہ زرارہ کی اس  
 عداوت کا کیا سبب کہا اس واسطے امام جعفر اوسکے قبایح اور شناہیں بیان فرماتے  
 وہ حضرت زرارہ ایمہ علیہم السلام پر لعنت کے بھی قائل تھے جب ہی سچیہ رضیہ  
 شر من الیہود والنصارى کے قابل تھے حضرت زرارہ کے حال مبارک سے  
 ہے قطع نظر کیجئے جائے دیجئے کچھ طبیعت پر میل نہ لائیے گزشتہ انجہ گزشتہ جناب  
 علی القاب ابو الجارود کے صفات مقدسہ کو ملاحظہ فرمائیے حضرت ایشان کیسے  
 کیسے صفات سے موصوف تھے اور کیسے کیسے القاب سے معروف تھے بمصرہ العوام  
 اور تذکرہ الایمہ اور منہج المقال اور خلاصۃ الاقوال کو دیکھئے فاضل استرآبادی کی کتاب  
 شمار کشی سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الجارود کو داعی سر حوب بھی کہتے ہیں  
 اور یہ نام بعض شیاطین کا بھی ہے جو دریا میں رہتے ہیں الاعمی السرخو  
 بالین المہملۃ المضمومۃ والراء والحاء مہملتین والباء منقطۃ  
 تحتھا نقطۃ واحده بعد الواو مذمومہ لاشبہۃ فی ذمہ سمی سر حوباً  
 باسم الشیطان الاعمی لسکن البحر ما شاء اللہ جناب علی القاب میان  
 ابو الجارود و چشم بدہ و راندہ ہے تھے چونکہ دریا میں بعض شیاطین اندہے رہتے  
 ہیں اس واسطے اوسکے نام پر حضرت کا نام بھی رکھا گیا تھا کتاب کشی سے یہ بھی

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی ایک تفسیر بھی ہے المسمی تفسیر باقری اور وہی فاضل  
 اسر آبادی ابوبصر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا امام ابو عبد اللہ علیہ السلام نے  
 کثیر النواہم ابن حفصہ اور ابوالنجار و دکناب اور کذاب اور کفار میں لعنت  
 کی اور ان کے عبارت اسکی یہ ہے قال ابو عبد اللہ علیہ السلام کثیر النواہم  
 وسالما بن ابی حفصہ ابوالجاسر و دکنابون مکذبون کفار  
 علیہم لعنت اللہ ان اندھے میان ابوبصر کو گاہ میں رکھیں گامیہ وہی ہیں  
 جو ہولائین مندرج ہیں یہ میان اندھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو طاع  
 اور دنیا پرست جانتے تھے اور اسی کی شامت سے کہتے تھے آپ کے منہ پر موت  
 تھا ابوبصر نے کتاب مختارین لکھا کہ حدیثی محمد بن عیسیٰ عن یونس عن  
 حماد قال جلس ابونصر علی باب ابی عبد اللہ علیہ السلام لیطلب  
 الاذن فلم یؤذن له فقال لو کان معنا طبق لاذن فجاء کلب فشغ  
 فی وجہہ ابی بصیر قال اف اف معہذا قال جلسہ ہذا کلب شغ  
 فی وجہک یعنی جناب کتے فرماتے ہیں کہ محمد بن مسعود نے کہا کہ مجھ سے محمد بن  
 عیسیٰ نے فرمایا اونسے یونس نے اونسے حماد نے کہا حماد نے کہ بیٹھا تھا ابوبصر اور  
 دروازہ حضرت امام صادق کے تاکہ پر و انگلی حاضر بنو نیکی پاوے بس اذکر  
 اذن نہ دیا امام نے ابوبصر کہنے لگا کہ اگر میرے ساتھ طبق ہوتا تو اذن ملتا تے  
 میں ایک کتا آیا اور اس کے منہ میں موت دیا ابوبصر کہنے لگا افس افس یہ کہ  
 تھا اونکے ہنشین نے کہا کتا دوڑا تیرے منہ میں موت گیا واہ میان ابوبصر  
 عجیب چیز تھی یہی تھی کہ نبوت کو روشن کرتے تھے یہی تھی کہ رسالت کو چمکاتے تھے  
 ملازمان والا غور کریں کہ جب حضرات اہل تشیع کے ائمہ حقیقین ائمہ علیہم السلام  
 مردود و مظلوم و ظالم اور کاذب ملعون و کافر کذاب و کذاب فرما دیں تو یہ

حضرات جو کچھ کہیں وہ سچا ہے اور جو کچھ بنیان کریں وہ زیبا ہے مگر ایک سخت مشکل ہے وہ بھی التماس کے قابل ہے کہ یہ حضرات مذکورین ثمانیہ اور ان کے اخوات مرد و دین زانیہ بزمان حال باواز بلند پکار پکار کہتے ہیں کہ محدثین اور مصنفین شیعہ ہماری گردن کیوں پکڑتے ہیں اور ہمارا دامن کیوں کھینچتے ہیں ہمتو درمیانی ہیں صرف پیغام پہنچانے والے ہیں بقول شخصے ایچی کو سوال سے کیا مطلب اور جواب سے کیا غرض ایمہ علیہم السلام ہی کی کیوں نہیں احوال دیتے اور انہیں کے کیوں نہیں اقوال سمجھتے ہمارا کیوں دامن پکڑتے ہیں اور انہیں سے کیوں نہیں پوچھتے اپنی کتابوں کو دیکھیں اور انکی احادیث کو سمجھیں وہ تو بے تکلف فرماتے ہیں کہ ہم ہی زیادتی اور نقصان کے ساتھ جواب دیتے ہیں وہ تو کمال ارشاد کرتے ہیں کہ ہم ایک بات میں ستر پہلور کہتے ہیں پھر آپ ہم سے کیوں پر خاش کرتے ہیں اور ہمارے کیوں دست بگریبان ہوتے ہیں اور اگر خواہ مخواہ ہمارا چچا لیتے ہیں تو ہم بھی صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ کشتی خضر ہی کی ڈوبائی ہوئی ہے اور یہ جماعت انہیں کی خاک میں ملائی ہوئی ہے جناب سامی خیال کریں اب ہم آپسے کیا عرض کریں اور کس طرح آپ کی خدمت میں التماس کریں گویم مشکل و گنگویم مشکل بظاہر ہم کلینی اور بجا کو دیکھتے ہیں تو یہ بیچارہ بھی بقصو معلوم ہوتے ہیں آپ کلینی کو تو کہو لائے اور اوہمیں حدیث جعفری کو تو ملاحظہ کیجئے فی الواقع انکا تو صاف ارشاد ہے کہ یہ زیادتی اور نقصان ہمارا ایجاد ہے کلینی نے باب اختلاف الحدیث میں منصور ابن حازم سے روایت کیا ہے کہ ہمیں نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کیا وجہ ہے کہ اگر میں مسئلہ کو پوچھتا ہوں تو آپ کچھ جواب دیتے ہیں اور اگر دوسرا شخص اسی مسئلہ کو پوچھتا ہے تو اب مغایر جواب اول کے جواب دیتے ہیں فرمایا آپ نے ہم

جواب دیتے ہیں ساتھ زیادتی اور نقصان کے عبارت اوسکی یہ ہے قلت لابی  
 عبد الله عليه السلام ما استلک من المسئلة فتجيب فيها بالجواب  
 ثم يجيبك غیری فتجيب بجواب آخر قال انا نجيب الناس على  
 الزيادة والنقصان اور اگر آپ سمار الانوار مجلسی میں حدیث جعفری کو ملاحظہ  
 فرمائیے اور اوس میں محمد بن بشیر اور غزیر کے سوال کو اور حضرت امام علیہ السلام  
 کے جواب کو مطالعہ کریں گے تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا ان حضرات ثمانیہ  
 اور ان کے اخوات زمانہ کو صاف بری کر دیں گے اور اس جرم اختلاف سے بالکل ہٹا  
 کر دیں گے مجلسی نے اپنے باپ سے انہوں نے سعد سے انہوں نے محمد بن ابی ولید  
 اور سند سے انہوں نے ابان ابن عثمان سے انہوں نے محمد بن بشیر  
 اور غزیر سے انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ کہا غزیر نے  
 حضرت امام علیہ السلام سے نہیں ہے کوئی شے زیادہ سخت اوپر ہمارے خلاف  
 اصحاب ہمارے سے فرمایا امام نے کہ یہ اختلاف سیری طرف سے ہے عبارت اوکی  
 یہ ہے عن ابی عن سعد عن محمد بن الولید والسندی عن ابان بن عثمان  
 عن محمد بن بشیر وغیر عن ابی عبد الله عليه السلام قال قلت لہ  
 انه لیس شیئاً اشد علی من اختلاف اصحابنا قال ذلک من قبل  
 اور اگر ابکی مرتبہ کہیں آپ سمار الانوار مجلسی کو دیکھ لیوینگے تو ان درمیانوں کے  
 متقولہ کو کلیتہً سچا سمجھ لیوینگے چنانچہ روایت ہے زرارہ سے کہ اوس نے امام  
 باقر علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھا حضرت امام نے اوسکو کچھ جواب دیا اسکے  
 بعد ایک دوسرا شخص آیا اور اوس نے یہی وہی مسئلہ پوچھا اوسکو بر خلاف  
 پہلے جواب کے جواب دیا کہ پہر تیسرا شخص آیا اوسکو دونوں جوابوں کے خلاف  
 جواب دیا جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تب میں نے کہا اے ابن رسول اللہ

اسکا کیا سبب ہے کہ دو آدمی اہل عراق سے آئے اور وہ دونوں آپ کے شیعوں  
 میں سے تھے اور آپ نے دونوں کو جواب ایک دوسرے کے خلاف دیا امام نے فرمایا  
 کہ یہی ہمارے حق میں بہتر ہے اور اسی میں ہماری تمہاری خیریت ہے اگر اس میں  
 تم سب مختلف نہو اور ایک بات پر متفق ہو جاؤ تو لوگ تھوچھوڑیں اور ہم تم پر  
 نہ ہنسنے پاویں اور پھر رارہ کہتا ہے کہ جب امام صادق علیہ السلام سے اس امر  
 کو میں نے پوچھا تو انہوں نے بھی اپنے پدر بزرگوار کے موافق جواب دیا عبارت  
 اوسکی یہ ہے عن زرارہ عن ابی جعفر قال سئل عن مسئلۃ  
 فاجانی قال ثمر جاء رجل فسئل عنها فاجابہ بخلاف ما اجابنی  
 واجاب صاحبتی فلما خرج الرجلان قلت بابن رسول الله رجلا  
 من اهل العراق من شيعتك قد مايسئلان فاجبت كل واحد منهما  
 بغير ما اجبت بالاخر فقل يا زرارہ ان هذا اخر لنا وابقى لنا  
 ولكم لو اجمعتہ على امر واحد لقصدهم الناس ولا كان اقل بقاءنا  
 وبقائکم فقلت لا بی عبد الله الی ان قال فاجانی بمثل جواب ابیہ  
 اور اسی بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق کی اس حدیث کو بھی دیکھ  
 لیجئے گا کہ امام فرماتے ہیں کہ میں ایک بات میں ستر پہلو رکھتا ہوں جس سے چاہوں  
 کل جاؤں عبارت اوسکی یہ ہے عن ابی عبد الله قال انی لا تکلم علی  
 بعین وجهی فی کلھا المخرج جناب والا ایک چھوٹی سی میری بھی سن  
 لیجئے گا کہ کہیں آپ ان احادیث ایسے کو دیکھیں اس اختلاف کو عمدہ نہ سمجھ لیجئے گا  
 اور اوپر تو جہات رکیکہ نہ پیش کیجئے گا علل الشرائع کو دیکھئے کہ عبد المؤمن نصاری  
 نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک قوم روایت کرتی ہے  
 کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف امت کو رحمت فرمایا ہے امام فرمادے

فرمایا کہ سچ کہتے ہیں راوی نے عرض کیا کہ جب اختلاف امت کا رحمت ہو تو اتفاق  
 اور عذاب ہو گا امام نے فرمایا کہ نہیں یہ بات نہیں ہے اختلاف کسی صورت میں  
 باعث رحمت نہیں ہو سکتا اسواطیکہ خدا کا دین ایک ہے بلکہ مراد اختلاف سے  
 سفر کرنا ہے بلا و مختلفہ سے واسطے تحصیل علم کے نزدیک آنحضرت صلعم کی اور  
 تعلیم کرنا ہے قوم اپنی کو بعد مراجعت کے جیسا کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں حکم  
 کیا ہے اور اختلاف دینے موجب ضلالت و گمراہی ہے مصداق رافت و رحمت  
 الہی ہے عبارت اوسکی یہ ہے عن عبد المؤمن بن الانصاری قال قلت  
 لابن عبد اللہ علیہ السلام ان قوما یروون ان رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم قال اختلاف امتی رحمۃ فقال صدقوا فقلت ان کان اختلاف  
 رحمۃ فالقافہم عذاب قال لیس حیث تدری انما اراد اللہ فلو کان  
 نفر من کل فرقة منهم طائفة لیفقه فی الدین لینظر و اقوم مہم اذا  
 رجعوا الیہم فامرہم ان تنفروا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و  
 یختلفوا الیہ ویتعلموا ثم رجعوا الی قومہ فیعلمونہم انما اراد اختلاف  
 من البلدان لا اختلاف فی دین اللہ انما الدین واحد انما الدین واحد  
 اب ذرا غور کر لیجئے کہ حدیث کلینی سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام فرماتے ہیں  
 کہ ہم زیادتی اور نقصان کے ساتھ جواب دیتے ہیں اور علل الشرائع کی حدیث  
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام ارشاد کرتے ہیں کہ اختلاف دین میں موجب  
 گمراہی ہے پس اس شکل اول سے کہ ہم موجب اختلاف میں اور اختلاف موجب  
 گمراہی ہے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام خود اپنے نفوس مقدسہ کو  
 معاذ اللہ موجب ضلالت اور گمراہی قرار دیتے جناب والا یہ تو قہر ہوا جاتا ہے  
 سارا چہر اختلاف کا ائمہ علیہم السلام کے سر پر رکھا جاتا ہے درمیان فی تو صاف

بچے جاتے ہیں اور معاذ اللہ ایمہ علیہم السلام پہنچے جاتے ہیں مگر نہیں اللہ کی  
 عنایت سے ایمہ علیہم السلام ان لغویات سے میرا ہیں اور ان مزخرفات سے معاذ  
 ہیں وہ تو بزبان حال یہ فرماتے اور بصد مقال یہ ارشاد کرتے ہیں کہ ایحضرت  
 شیعہ ہم معدن رسالت ہیں ہم کان نبوت ہیں ہم جز و نبی ہیں ہم عصو و صی  
 ہیں ہم واصلین الی اللہ ہیں ہم اولاد رسول اللہ ہیں ہم بیت نبوت ہیں  
 ہم عزت رسالت ہیں ہم اقربا سے نبی ہیں ہم اعز اے ولی ہیں ہم مجمع خلافت  
 ہیں ہم منبع ولایت ہیں ہم موجب ہدایت ہیں ہم باعث رحمت ہیں ہم جامع  
 کمالات ہیں ہم فایض البرکات ہیں ہم مجمع حسنات ہیں ہم منبع فتوحات ہیں  
 ہم لحم نبی کے ٹکڑے ہیں ہم خون وصی کے قطرے ہیں ہم داعی الی اللہ ہیں  
 ہم داعی امت رسول اللہ ہیں ہمارے ہی بیان سے ہدایت ہے ہمارے  
 ہی بیان سے ولایت ہے ہم ہدایت کو جاری کرنے والے ہیں ہم ضلالت کو دفع  
 کرنیوالے ہیں ہم روشنی کو پہیلانے والے ہیں ہم تاریکی کو دور کرنیوالے  
 ہیں ہم اختلاف دین کو اوٹھانیوالے ہیں ہم اتفاق مذہب کو بٹھانے والے  
 ہیں ہم اللہ کے کلمہ کو بلند کرنیوالے ہیں ہم کافروں کے کفر کو پست کرنیوالے  
 ہیں ہم صدق و تصدیق کے ساتھ کلام کرنیوالے ہیں ہم نفاق و تقیہ سے جتناب  
 کرنیوالے ہیں ہم خدا کی راہ میں جان دینے والے ہیں ہم رسول کے طریقہ میں  
 سرکشانے والے ہیں ہم ہی ہیں کہ یزید پلید کی فوج سے اپنے سر کٹواے ہم ہی  
 ہیں کہ مامون رشید کے زہر کے پیالوں سے اپنے جگر کے ٹکڑے کروائے ہمارا  
 یہ کام نہیں کہ تم میں اختلاف ڈالیں ہمارا یہ طریقہ نہیں کہ تم میں ضلالت کو  
 پہیلادین یہ آفت تو تمہارے درمیان میں اونیہن متوسطین کذابین نے پہیلائی  
 یہ ضلالت تو تمکو اونیہن کفار اور کمذبین نے تیلائی ہے اے مصنفین شیعہ کیا

ہمارا کلام تم نے ابو یعقوب کلینی اور ابو عمر کشتی سے نہیں سنا کہ یہ مرد و دین ثنائی اور  
 انکے اخوات زبانیہ مرد و دود و مطر و دظالم اور کاذب ہیں کیا ہماری حدیث کو کلینی  
 اور کتاب مختار اور خلاصۃ الاقوال میں نہیں دیکھا کہ یہ لوگ ملعون شیطان ہیں  
 اور مذہب میں کیا تم نے ان ملاحدہ کے حال کو کتاب کشتی سے نہیں دیکھا کہ یہ ہمارے  
 اوپر لعنت کرتے تھے اور کیا تم نے ان ملاحدہ کے قال کو ابو عمر سے نہیں سنا کہ  
 یہ ہکلو طماع اور دنیا پرست جانتے تھے کیا تمہیں کلینی میں نہیں معلوم ہوا کہ یہ  
 لوگ جوئی باتیں بنا کر ہماری طرف سے روایت کیا کرتے تھے کیا ہمارے حکم کو  
 علل الشرائع میں نہیں دیکھا تھا کہ اختلاف دین ضلالت ہے کیا تم نے ابو عمر سے نہیں  
 سنا کہ ہم اہلکویہود اور نصاریٰ سے بدتر جانتے تھے کیا تمہیں کتاب کشتی سے نہیں  
 معلوم ہوا کہ ہم انکے جنازہ پر جانے اور عیادت کرنے سے منع کرتے تھے جب سب کچھ  
 یہ تم نے کلینی اور کتاب مختار اور تذکرۃ الایمہ اور تبصرۃ العوام اور علل الشرائع  
 اور خلاصۃ الاقوال میں دیکھا اور معلوم کیا پھر کیونکر تم نے انکے اقوال کو تسلیم کر لیا  
 اور کس طرح اس مذہب کو ہماری طرف سے سمجھ لیا کیونکہ انکی روایات کو موافق  
 ہماری حدیث کے مرد و دود و مطر و دجانا اور کیونکہ انکو مطابق ہمارے حکم کے  
 کافر و ملعون پہچانا اس میں تو صریح تمہارا قصور ہے مقتد علیہ تمہارا مجبور و معذور  
 ہے معلوم نہیں حضرات شیعہ اب ایہ علیہم السلام کو کیا جواب دینگے یا کف انصور  
 ملکا انکی جناب میں یہ عرض کرینگے کہ آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں وہ ہم سے اور  
 ہی کچھ راگ گاتے ہیں آپ اوپر لعنت کا مینہ برساتے ہیں وہ آپ پر سعاذ اللہ  
 فوارہ لعنت جاری کرتے ہیں آپ کی اونکی تلاعن اور تکاذب میں ہم مصیبت میں  
 پہنچ گئے اور ناحق مفت میں پس گئے آپ دونوں صاحبو نکا کچھ نہ کیا ہمارا  
 دین و مذہب بگڑ گیا۔ آنکھیں کہیں کہ دل ہی نے ہکلو کیا خراب + اور دل کے کہ

انہوں نے ہکوٹو دیا + بگڑا کیسا کچھ نہیں ایدر و مفت میں + دونوں کی  
 سند نے خاکین ہکوٹو دیا + اب جناب مخاطب خیال فرماوین کہ صرف دو آیتوں  
 سورہ دہر کی شان نزول میں مفسرین و محدثین شیعہ کے بارہ اختلاف اور  
 اٹھائیس اکبھی کہی واقع ہوں اور منجملہ کتب اربعہ و کتابوں استبصار و تہذیب  
 میں پانچ ہزار حدیث سے زیادہ مختلف و متناقض لکھی ہوں اور پھر ماہین رد  
 اور ایہ کے متناقض اور مخالف دایر ہوا اور پھر احادیث المیہ میں باہد گر مخالف  
 و متناقض سائر ہو تو آپ کو دو ایک روایتوں اہلسنت پر جو دو ایک مقام میں  
 واقع ہوئی ہیں اور نفس الامر میں کسی طرح کا اختلاف نہیں لفظ کبھی کبھی کا لانا  
 زبانوں سے آئندہ آپ مختار ہیں خواہ کبھی کبھی کہئے یا تبھی تبھی فرمائیے قولہ  
 عرض ہے کہ صحیح ایک قول ہی نہیں ہے اقول یہ تو آپ فرماوین ہمتو  
 اپنی زبان سے کس طرح سے کہیں کہ قول جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا بمقابلہ  
 حضرت عباس اللہ جل تائہ و قد نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 و سلمی عن المنعۃ یعنی تو ایک مرد عیاش ہے تحقیق منع کرو یا رسول اللہ صلعم  
 نے منع سے مندرجہ کتاب محاسن جوٹا ہے قولہ طرح طرح سے ایجاد کر کے کہتے  
 ہیں اقول لفظ طرح طرح آپ کی زبان مبارک پر بے طرح جاری ہے اول کوئی  
 طرح ارشاد کیجئے پھر اس کا جواب لیجئے قولہ اور خیر میں اس کے حرام ہونیکا قول  
 اگر تسلیم کیا جائے تو اس سے فائدہ اہلسنت کو نہیں ہے اس واسطے کہ فتح مکہ  
 اور حجتہ الوداع کہ یہ خیر کے بعد ہیں ان دونوں روزوں میں مباح ہونیکا  
 روایتیں موجود ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے اقول اوسی تفسیر کبیر میں یہ  
 ہی لکھا ہے کہ بعض فتح مکہ کے تا قیام قیامت حرام کیا گیا اور اسکی تحریم پر سواد  
 اہل سنت نے اتفاق کیا کما مر اور صحیح مسلم شریف سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ فتح مکہ

میں تین دن تک جاری رہا اور بعد تین روز کے حرام ہو گیا کما نقل اور کتاب  
 محاسن میں قول جناب ابوالحسن انک رجل تائه فقد نهى رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم عن المتعة بمقابل ابن عباس حرمت متعة الى  
 يوم القيامة کو صاف بیان کرتا ہے پس یہ کہنا کہ بعد خیر کے اباحت کی روایت  
 موجود ہیں نہ حرمت کی نہایت حماقت ہے قولہ اب دیکھو کہ ہم نے متعہ کے صانع  
 ہونیکو اہل سنت کی کتابوں کی روایتوں سے ثابت کر دیا ہے اقول جناب سالی  
 ایسا جھوٹا دعویٰ نہ کر بیٹھا کریں کچھ تو خدا اور رسول سے شرم کیا کریں ایک جھوٹ  
 تو بیان کریں کہ ان تک آپ سے عرض کریں اول حلت خمر میں حوالہ بدایہ کا جھوٹ  
 نکلا دوسری آیت فمأستمتعتم کے معنی جھوٹ بیان کئے تیسرے وجہ اول  
 میں جو دعویٰ کیا جھوٹا کیا چوتھے اوس دعویٰ کے استشہاد میں پانچ تفسیر دیکھا  
 حوالہ دیا جھوٹا دیا پانچویں وجہ ثانیہ میں جو دعویٰ فرمایا جھوٹ فرمایا چھٹے اور  
 دعویٰ کے ثبوت میں پانچ کتابوں کا ذکر کیا جھوٹ کیا یہاں تک میں نے آپ کے جھوٹ  
 کے کلیہ لکھ دیے اور ہر کلیہ کی تحت میں متعدد جھوٹے جزیہ مندرج ہیں ساتویں  
 صحیح مسلم اور عینی سے جو حدیث واسطے حرمت متعہ کے نقل کی جھوٹ کی آٹھویں  
 نہایت ابن اثیر سے جو حدیث حرمت میں پیش کی جھوٹ کی یہ کذب و بات ثانیہ  
 ذکر کئے گئے ورنہ اگر لکھا جاوے تو ایک رسالہ صرف آپ کے جھوٹوں کے شمار  
 طیار ہوا اور جس قدر کہ ہم نے اس مقام پر آپ کے جھوٹ لکھے ہیں وہ سب اپنے  
 موقع پر تبشیر تمام بیان ہو چکے ہیں منشاء فلیہ نظر تہ کوئی روایت  
 تو کسی مفسر یا محدث مستند اہل حق کی بیان فرمائیے کہ جس سے اباحت متعہ الی  
 يوم القيامة ثابت ہو اور بغیر اسکے تو آپ کا بیان محض فضول ہے اذا قلت  
 العقول كثرت الفضول قولہ اگر کچھ عزت ہے تو ہم شیعوں کی کتابوں

اور کلام جواز ثابت کروا قول جناب سامی کی بیجائی کو ہم سو طرح سے ثابت  
 کر چکے اور ملازمان والا کی بے غیرتی کو جا بجا ظاہر کر چکے تھے تو یہ ہے کہ جناب والا  
 ہر جگہ بے شرعی کو کام میں لائے ہیں سنئے آیات اربعہ سے حرمت متعہ کو ثابت  
 کر چکے تہذیب مصنفہ امام اعظم شیعہ کی حدیث حرام ہونے متعہ میں لکھ چکے۔  
 استبصار کی حدیث مندرجہ کتب اربعہ مصنفہ رئیس الطائفہ تحریم متعہ میں پیش  
 کر چکے تول جناب مرتضوی کو کتاب المحاسن سے ممانعت متعہ میں نقل کر چکے حدیث  
 امام رضا کو فقہ الرضا سے بیان کر چکے تاہم ہم مانع ہیں والمانع یکفیہ الا  
 احتمال و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال آپ اس کے جواز  
 میں کوئی آیت اور حدیث پیش کریں ہم سے جواب لین اسپر بھی آپ نہ سمجھیں  
 تو اپنا سر کہا دین قولہ اور تمہاری روایتیں جو کچھ اسکے عدم اباحت پر دلالت  
 کرتی ہیں وہ سب موضوع اور دروغ ہیں کہ حضرت عمر کی رعایت کیواسطے  
 بنائی گئی ہیں اقول جھوٹی روایتیں کرنا اور اپنے مذہب کی رعایت کیواسطے  
 حدیث میں تراش خراش جاری کرنا کام محمدین اہلسنت کا نہیں مقتدا ہے  
 شیعہ کو بھی اس امر کا اقرار ہے خدا جانے آپ کو خلاف اپنے اکابر کے اس امر پر کیوں  
 اصرار ہے مجتہد المتشعین عبد الرزاق لاہجی گوہر مادیہ میں لکھتے ہیں کہ فرقہ محمدین  
 اہلسنت میں اہل انصاف ہیں جو کچھ پیغمبر سے انکو پہونچا بلا تغیر و تبدل روایت  
 کیا عبارت اسکی ہم قبل میں بیان کر چکے ہیں البتہ راویان اہل تشیع کی کیفیت  
 راویوں کی روایتوں کا حال قابل تماشہ ہے کیسی روایتیں جھوٹیں ایمہ علیہ السلام  
 سے بیان کرتے تھے جیسا کہ روایت کیا ہے کلینی نے ابو حمزہ سے کہ کہا میں نے امام  
 ابو عبد اللہ علیہ السلام کو ہشام ابن الحکم آپ سے روایت کرتا ہے کہ اللہ جسم ہے امام  
 علیہ السلام کو پاک ہے وہ پروردگار بنانا اوس نے اسکی ذات کو وہ نہ جسم ہے نہ صورت

ہے عبارت اوسکی یہ ہے حد ثنا احمد ابن ادریس قال حد ثنا محمد  
 ابن عبد الجبار عن صفوان بن یحیی عن علی بن ابی حمزہ قال قلت  
 لابی عبد اللہ علیہ السلام سمعت ہشام ابن الحکم یروی عنکمان  
 اللہ عز وجل جسم الی ان قال فقال علیہ السلام سبحان من لا  
 یعلم کیف هو الا هو لیس کمثلہ شیء وهو السميع البصیر لا  
 یحد ولا یحس ولا یمس ولا تدركه الحواس ولا یحیط بہ شیء لاجم  
 ولا صورت لا تحیط ولا تحد ید اور تراش و خراش محدثین شیعہ کو  
 کہاتک آپ سے عرض کیا جاوے آپ ملا باقر مجلسی کی سجاار الانوار کو ملاحظہ کیجئے کہ  
 اوسین سے رئیس المحدثین شیعہ کے حال کو معائنہ فرمائیے یعنی ملا باقر لکھتے ہیں  
 یہ خبر کافی سے لی گئی ہے اور اوسین عجیب تغیر و تبدل کیا گیا ہے جس سے حدیث  
 کی نسبت بذہنی ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اوس حدیث میں  
 تغیر اور تبدل اسلئے کیا ہے کہ اہل عدل کے مذہب کے موافق ہو جاوے اور  
 الفاظ حدیث کافی کے اس طرح سے ہیں عبارت اوسکی یہ ہے ہذا الخبر  
 ماخوذ من الکافی وفيه تغیر عجیب تو رت سوء الظن بصدوق  
 وانما هو انما مثل ذلك لتوافق مذہب اهل العدل وفي  
 الکافی کذا پس معلوم ہوا کہ ہمیشہ آپ کے بیان کے راوی ایہہ پر افترا و تہمت  
 باندھتے رہے اور محدثین شیعہ بوجہ رعایت مذہب کے تراش و خراش کرتے رہے  
 قولہ شیون کے مقابلہ میں اون روایتوں کا ذکر کرنا بڑی حماقت کی بات  
 ہے اقول میان تمہاری تو عقل جاتی رہی ہے سر سے پیر تک آپ حماقت میں  
 مبتلا ہیں ہم نے تمہارے مقابلہ میں کب اپنی کتابوں کی روایت بیان کی تھی جو الی  
 حماقت کی بائین کر رہے ہو بلکہ کتب اربعہ کی حدیث پیش کی تھی اور یہ تو ظاہر ہے

کہ بود و نصاریٰ کے مقابلہ میں قرآن کی آیت کیونکر پیش ہو سکتی ہے اور اہل تشیع  
 کے مقابلہ میں احادیث رسول اللہ مندرجہ کتب اہلسنت ایدھم اللہ کس طرح  
 کام آ سکتی ہیں جیسا کہ اہل تثلیث کو انجیل سے قایل کیا جاتا ہے، اوس طرح اہل تشیع  
 کو انہیں کی کتابوں سے معقول کیا جاتا ہے قال السید نے بلکہ اب کے اکابر  
 متعہ کے قریب بوجوب ہونیکے مقرر ہیں جیسا کہ خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے کہ ممتوعہ کے  
 بوسہ لینے میں حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور ہر شہوت کے بدلے ایک نیکی  
 لکھی جاتی ہے اور جو بغیر متعہ کے مر گیا قیامت کے روز بد شکل او ٹھیکا اور ناک  
 اوسکی کٹی ہوگی قال المجتہد واجب اور قریب بوجوب تو ہمارے نزدیک  
 متعہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اقول ترک مستحب پر وعید شدید شرع شریف  
 میں وارد نہیں ہے پس اطلاق کرنا مستحب کا متعہ پر کہ جسکی تارک پر عذاب روز  
 قیامت کو بد ہیئت اور بد شکل ہو جائیگا مقرر ہے محض لغو ہے قولہ اور جو اعمال  
 کہ سنت ہوتے ہیں اونکے بجالانے میں ایسا ہی بیحد و حساب ثواب ہوتا ہے اقول  
 اونکا تارک نکٹا اور کٹکٹا قیامت کے روز نہیں او ٹھکا ہے ہر فعل پر ثواب محدود  
 ہوتا ہے محدود پر اطلاق غیر محدود کا ممتنع ہے اس قول سے تو آپ نے تامی فرمایا  
 اور واجبات پر متعہ کو بڑھا دیا کہ اوپر ثواب بیحد و حساب مقرر کر دیا قولہ اور  
 واسطے ترغیب کے نہایت مبالغہ اونکے ثواب میں ہوتا ہے اقول عقیدہ رکھنا  
 میں مبالغہ کا واسطے ترغیب کے بغیر اوسکے ثواب کے جانب شارع علیہ السلام سے  
 آپ ہی کا کام ہے یہ شرع شریف ہے شاید آپ کے نزدیک شعر و شاعری اسیکا  
 نام ہے قولہ اور اس میں کچھ خصوصیت شیعوں کی نہیں ہے اقول ترک مستحب پر  
 مستحب ہونا بقول تمہارے البتہ مخصوص اہل تشیع کے ساتھ ہے قولہ بلکہ اہلسنت  
 کی کتابوں میں ایسا بلکہ اس سے زیادہ موجود ہے کہ فعل قلیل پر ثواب کثیر ملتا ہے۔

اقول مذہب اہل سنت میں ہرگز حکم اس امر کا نہیں ہے کہ جو شخص ایک سبب کو  
 ترک کر گیا تو قیامت کو بدہمت اور بد شکل اوٹھیکا اور بعض افعال مسنونہ پر ثواب  
 کثیر کا ملنا جائز بلکہ واقع ہے لیکن اونکے تارک پر عذاب شدید کا وارد ہونا مخالف  
 شرع ہے قولہ لیکن اس مبالغہ کرنے سے وہ فعل واجب نہیں ہو جاتا ہے اقول  
 یہ تمہاری فہم کی غلطی ہے صرف ثواب کثیر کے ملنے سے متعہ کے قریب بوجوب ہونیکو  
 تائب نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس امر سے قریب بوجوب ہونا قرار پاتا ہے کہ جو بغیر  
 متعہ کے مر گیا قیامت کے روز بد شکل اوٹھیکا اور ناک او سکی کٹی ہوگی جیسا کہ  
 تفسیر خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے قولہ اپنے گھر کی تو خبر نہیں دوسروں پر اعتراض  
 کرتے ہیں اقول ہم اعتراض نہیں کرتے بلکہ آپکے مذہب میں متعہ کے قریب بوجوب  
 ہونیکو بوجہ ورود وعید شدید کے اوسکے تارک پر بیان کرتے ہیں ورنہ استجاب  
 کو ہم کب مانتے ہیں بلکہ اوسکے اباحت سے انکار رکھتے ہیں قولہ دیکھو پیر دستگیر  
 البنت کی کتاب عنید الطالبین میں لکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی  
 جمعہ کے روز اپنی زوجہ سے مجامعت کرے اور نہا کر نماز جمعہ کو جائے تو اوسکو ہر قیام  
 پر ثواب سال بھر کے روزہ کا اور تمام سال کے قیام کا ہوگا اقول دیکھئے کہاں مباشرت  
 کر کے منکوحہ سے نماز جمعہ کو جامع مسجد کو جانا اور کہاں ممتوعہ عورت کے صرف ایک ہاتھ  
 لینے میں حج اور عمرہ کا ثواب ملنا کہاں زوجہ سے صحبت کر کے اور غسل کر کے نماز جمعہ کو  
 جامع مسجد میں پڑھنا اور کہاں عورت ممتوعہ اور مرد کے فقط بوس و کنار میں تمام  
 عمر کے گناہ ساقط ہو جانا کہاں مباشرت کر کے منکوحہ سے اور نہا کر جامع مسجد میں جمعہ  
 کے روز اللہ کی عبادت ادا کرنا اور کہاں عورت ممتوعہ و مرد کو ہر لذت و شہوت  
 کے بدلے میں پہاڑ و نئے برابر نیکیاں ملنا فاین هذا من ذاک وابن السحاک  
 من السحاک عبارت تفسیر خلاصۃ المنہج ملاحظہ اللہ کا شانی کی ملاحظہ فرمائیے اور روز

انصاف کر کے دلیلیں شریائے کہ اگر آپ ہم سخن کنند سخن ایشان ذکر تسبیح باشد و چون  
دست یکدیگر را بدست گیرند ہر گناہی کہ کردہ باشند از سر انگشتان ایشان ساقط  
شود و چون یکدیگر را بوسہ دهند حق تعالیٰ ہر بوسہ جمعی دہمہ بر ایشان بنویسد و  
چون خلوت کنند ہر لذتے و شہوتے حسنائے بنویسد بر اے ایشان مانند کوہاے  
برافراشتہ قولہ اوراوسی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ماہ رجب میں نوروزے  
رکے تو وہ جسوقت قبر سے نکلے گا تو نور اوسکے منہ کا تمام اہل محشر کو روشن کر دے گا  
اہل محشر کہیں گے کہ یہ پیغمبر برگزیدہ ہے اقول اللہ کی عبادت ادا کرنے سے  
اگر کسی شخص کا منہ روشن ہو جاوے اور اہل محشر اوسکی روشنی کو دیکھ کر باطنی <sup>الظہر</sup>  
میں ایسا گمان کرنے لگیں تو چند ان قباحت نہیں البتہ قباحت تو یہ ہے کہ  
سیہ الاولین و الآخرین کی زبان مبارک سے خبر ناطق اور حکم واثق متعہ  
کر نیوالے کیواسطے جو محض مستی نکالنے کیواسطے ہوتا ہے روایت کیا جاوے  
کہ جو ایک بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل درجہ حسین کے ہوا اور جو دو بار متعہ کرے  
درجہ اوسکا مثل درجہ حسن کے ہوا اور جو تین بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل  
درجہ علی کے ہوا اور جو چار بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل مری درجہ اور مرتبہ کے  
ہو چنانچہ تفسیر خلاصۃ المنہج میں ملاحظہ اللہ کا شافی شیعہ نے آیت کریمہ فہا استمتعظ  
کے تحت میں لکھا ہے و نیز آن حضرت فرمود کہ ہر کہ یکبار متعہ کند درجہ او چون درجہ  
حسین باشد و ہر کہ دو بار متعہ کند درجہ او چون درجہ حسن باشد و ہر کہ سہ بار  
متعہ کند درجہ او چون درجہ علی باشد و ہر کہ چار بار متعہ کند درجہ او چون درجہ  
من باشد اور تفسیر منہج الصادقین سے ایک حدیث اسی مضمون شریف کی  
نیل میں ہم نقل کر چکے ہیں قولہ اب انصاف کرنا چاہئے کہ بعضے فساق بھی جب  
میں روزہ رکھتے ہیں کیا مثل پیغمبر برگزیدہ کے ہو جاتے ہیں اقول درجہ نبی

پر غیر نبی ہست کے نزدیک کی طرح پر نہیں پہنچ سکتا ہے البتہ جو لوگ اس عبادت  
 کو ادا کرینگے وہ اگر مقبول ہو گئی اور فسق فجور اذکار اور عبادت کی برکت سے  
 معاف ہو گیا اور محشر میں روشنی کے ساتھ اٹھائے گئے تو اہل محشر اپنے نزدیک  
 اونکی صرف روشنی کو بادی النظر میں دیکھ کر ایسا گمان کرینگے نہ یہ کہ وہ نفس اللہ  
 میں پیغمبر پر گزیدہ کے مثل ہو جاوینگے انصاف تو اس امر میں فرمائیے کہ صد ہا  
 او بائیس اور عیاش کہ جو نماز روزہ تک سے واقف نہیں ہیں اور انہوں نے  
 صرف متعہ کر لیا ہے کیا ایہ علیہم السلام کی کہ جو افضل تمام انبیاء سے تھے نہیں بلکہ  
 انبیاء نے اونکے مرتبہ پر حسد کیا تھا اور اس حسد ہی کی وجہ سے صد ہا قسم کی  
 بلاؤں میں مبتلا ہو گئے تھے بلکہ جواز خدا سے خارج کی گئی تھی مراتب پر بلکہ علیہ السلام  
 کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہیں قولہ اور ایسے ہی مبالغہ سے کیا یہ عمل قریب بوجوب  
 ہو گیا اقول میان مجتہد صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہیں اور کیا اوپر اوپر اور آگے  
 ہیں ثواب سے واجب نہیں ہوتا بلکہ اوسکے ترک پر ورود و عید شدید سے واجب  
 میں شمار کیا جاتا ہے قولہ یہ ثواب میں متعہ سے بھی بہت بڑا ہے اقول انجناب  
 تو یہ کیجئے اپنے اکابر کی احادیث مرویہ سے منہ نہ پھرنے کہ ان عبادت خدا ادا کرنے  
 سے اہل محشر کا اپنے نزدیک صرف روشنی دیکھ کر ایسا گمان کر لینا اور کہ ان محض  
 شہوت رانی پر رسول اللہ کی زبان مبارک سے حکم قطعی کد حقی کا روایت کرنا  
 قولہ اور شکوۃ میں انس سے روایت ہے کہ جو شخص چاہے کہ خدا سے ملاقات کرے  
 پاک اور پاکیزہ ہو کر گناہوں سے تو حرایر سے یعنی آزاد عورتوں سے نکاح کرے  
 اب دیکھو ثواب تزویج حرایر کا کہ محض حفظ نفس اور شہوت رانی ہے کہ ان سے کہانک  
 پہنچا کہ گناہوں سے بالکل پاک ہوگا اقول معاذ اللہ جناب والا نے نکاح پر  
 کیونکہ محض حفظ نفس اور شہوت رانی کا اطلاق کر دیا اور احادیث ایہ کہ جو اسکی فضیلت

میں دیکھتا ہوں ہوا دیا جامع عباسی کو ملاحظہ کیجئے اور اس میں باب گیارہ میں مقدمہ  
 فضیلت نکاح کو مطالعہ کیجئے۔ یہاں کہ احادیث و فضیلت نکاح کردن بسیار وارد شد  
 چون این مختصر گنجایش ذکر جمع آنہا نہ داشت لہذا بر سہ حدیث اختصار رفت از ان  
 چند در حدیث ائمہ معصومین آمدہ کہ بہتر فایده کہ مسلمانان را بعد از اسلام حاصل شد  
 بہتر از زن صاحبہ نیست کہ ہر گاہ او را بیند خوشحال شود و ہر گاہ از و غائب شود  
 حفظ ناموس و مال او کند و ہم در حدیث آمدہ کہ دو رکعت نماز یکہ صاحب زن  
 بگذارد بہتر است از ہفتاد رکعت نماز یکہ غریب بگذارد و ہم در حدیث آمدہ کہ بدترین  
 مرد اے مسلمانان آن کسانند کہ غریب مردہ باشند آب بقول آپکے لازم آتا ہے  
 کہ جو شخص نفس پرست ہو او سکی دو رکعت نماز بہتر ہو شتر رکعت نفس کشی سے اور یہی  
 لازم آتا ہے کہ جو شخص شہوت پرستی اور نفس پرستی کو ترک کر دے اور مر جاوے تو وہ  
 بدترین مردوں مسلمانوں سے گناہاں دے جناب والا نکاح کو خصوصاً تزویج حرایر  
 کو متعہ سے کیا نسبت کہ اس میں سد ہا قسم کے فوائد شارع علیہ السلام نے بیان فرمائے  
 ہیں شاید آپنے اس پر محض حفظ نفس اور شہوت رانی کو اس واسطے اطلاق فرمایا تاکہ متعہ  
 اور نکاح دونوں برابر ہو جاویں قولہ اور متعہ میں یہ بات کہاں اقوال متوعہ سے  
 مرث ماس کرنے پر گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جماع کرنے پر اللہ تعالیٰ فرشتہ  
 گواہ کر کے مرد اور عورت کو بخش دیتا ہے جیسا کہ خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے۔ گواہ توبہ  
 بران کہ میں آمرزیدم ایشان را اور کہاں تزویج حرایر کہ سپر ثواب محمد و داود و کما  
 متعہ کہ بقول آپکے کہ او سپر ثواب غیر محمد و داود غیر تنہا ہی اور بحساب قولہ اور جناب  
 رسولی صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کو جاے اور میری زیارت اوس نے نہ کی تو مجھ پر  
 جہاں اوس نے کی سو روضہ کے زیارت نہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا ہے اور جیسا  
 کہ فی ان حضرت پر کفر ہے اور جب کافر ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ قیامت کے روز بدستور

اور نکٹا ہو کر اوٹھے سو حضرت نے یہ مبالغہ فرمایا ہے اقول جناب مجتہد صاحب  
 اس مقام پر تو اپنے اجتہاد کو بالکل ختم کر دیا تا رک زیارت بسبب عدم موانع کی لائق تلامذہ  
 ہے اور زیارت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الہحق کے نزدیک افضل مستحب ہے گو بعض  
 علماء واجب اور قریب بواجب کے مقررین معلوم نہیں اپنے حدیث کو کس وجہ سے  
 نقل کیا یا طعن کیا کہ اہلسنت کی کتابوں میں اس قسم کی حدیثیں موجود ہیں تو یہ طعن  
 بالکل لغو و بیہودہ ہے جامع الاخبار باب دوم فصل مہتممین لکھا ہے کہ فرمایا رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص آیا مکہ میں اور نہ زیارت کی اور نہ میری مدینہ میں پس  
 تحقیق جفا کی اور نہ میرے اوپر اور جس شخص نے کہ جفا کی میرے اوپر پس تحقیق جفا  
 کرونگا میں اوپر دن قیامت کے عبارت اسکی یہ ہے قال النبی من اتی مکة  
 حاجا ولم یزرنی بالمدینة فقد جفانی ومن جفانی فقد جفوتہ  
 یوم القيامة دیکھے آپ کے یہاں کی حدیث سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جائیں  
 میں قرار پائے اور اگر اسوجہ سے لکھا کہ جفا کرینا والا کافر ہے اور ممکن ہے کہ کافر  
 نکٹا اور بد شکل اوٹھے تو یہ دونوں امر ممنوع ہیں اول یہ کہ ہر فرد جفا کا کفر  
 نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ جل جلالہ ان الذین یحاربون اللہ ورسولہ - میں  
 قطع الطریق کا بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ کہ لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول  
 سے حالانکہ قطع الطریق سے فریقین میں کوئی شخص کافر نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ  
 نقل میں عقل کہ دخل نہیں ہے یعنی صاف صاف تشریح کرنا چاہئے کہ فلان امر  
 فلان عذاب مقرر کیا جائیگا امکان کو اس سے کیا علاقہ تا وقتیکہ کوئی فعل مستحب اس  
 قسم کا نہ لائیگا کہ جسکا تارک قیامت کے روز بد شکل اوٹھیکا اور سوت تک تمثیل صحیح  
 نہیں ہو سکتی نہ قیاس آپکا پورا ہو سکتا ہے الہحق سے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان  
 کے وجوب کے قائل ہیں وہ اس حدیث کو بھی پیش کرتے ہیں اور جو لوگ افضل

مستجاب ہونیکے مقرر ہیں وہ ایسی احادیث میں تاویلین کرتے ہیں قولہ اور  
 ایسے ہی متعہ میں مبالغہ ہے واسطے ترغیب کے اقول معاذ اللہ کہاں زیارت نبوی  
 اور کہاں شہوت پرستی قولہ اور حقیقت میں تارک متعہ بد شکل اور نکما ہو کر نا ٹھیک  
 اقول جناب مخاطب حقیقت اور مجاز کی اپنی طرف سے بہر طور میں بیٹھے ہوئے  
 بہنی کر رہے ہیں نہ حدیث میں مجاز کی گنجائش ہے نہ عبارت مفسرین میں اور کسی تشریح  
 ہے قولہ اور سوائے اسکے یہ ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ یہ واسطے اس شخص  
 کے فرمایا ہے کہ جو کوئی منکر متعہ کا ہو وہ قیامت کے دن ایسا اٹھیکانہ اور سکا مباح  
 جانے والا اقول جناب والا نہ حدیث کی عربی عبارت کو دیکھتے ہیں نہ اس کے ترجمہ  
 کو اپنے مفسرین سے عبارت فارسی میں سنتے ہیں مفت میں اپنی طرف سے تاویل  
 ملیل اور توجیہ کر لیکرتے ہیں دیکھئے تفسیر منہج الصادقین میں - من خرج من  
 الدنيا ولم يمتنع جاء يوم القيامة وهو اخترمعنی جو شخص کر نکلا دنیا  
 سے اور نہ متعہ کیا اور ٹھیکانہ قیامت کے مشابہ یعنی ناک اور کان کٹا ہوا حدیث میں  
 لم يمتنع ہے انکر اباحۃ المتعۃ نہیں ہے خلاصۃ المنہج میں ملاحظہ کیجئے  
 اور وہ یہ ہے کہ رسول فرمود کہ ہر کہ از دنیا بیرون رود و متعہ نکرده باشد روز  
 قیامت بد منظر و بد میت باشد مانند کسی کہ مینی او بریدہ باشد اور اسی وجہ سے  
 صاحب خلاصۃ المنہج اس کے فضائل اس طرح سے بیان فرماتے ہیں کہ جبوقت متعہ  
 کر نیوالا امتنع کے ساتھ جماع میں مشغول ہوتا ہے حق تعالیٰ فوراً ایک فرشتہ روانہ  
 کرتا ہے کہ میرے ان دونوں بندوں کی پاسبانی کر چنانچہ لکھا ہے ہر گاہ زن مرد  
 با متعہ خود بنشیند فرشتہ برایشان نازل شود و ایشانرا پاسبانی کند تا آنکہ از ان  
 مجلس برخیزند اور پھر وہی صاحب خلاصۃ المنہج فرماتے ہیں کہ جبوقت وہ جماع سے  
 قانع ہو کر اڑھتے ہیں اور غسل میں مشغول فرماتے ہیں اسوقت حق تعالیٰ بہت سے

فرشتوں سے پکار کر کہتا ہے کہ اے ملائکہ گواہ رہو تم اس بات پر کہ یہ دو بندہ میرے  
 غسل میں مشغول ہیں اور اعتدال رکھتے ہیں کہ میں ان کا پروردگار ہوں میں ان کا  
 بخشد یا چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہے و چون برخیزند و غسل کردند مشغول شوند حق  
 باقر شتگان گوید کہ نظر کنید برین دو بندہ من کہ غسل کردند مشغول اند و اعتدال  
 دارند کہ من پروردگار ایشانم گواہ شوید بر آن کہ من آمرزیدم ایشانرا اور وہی  
 صاحب خلاصۃ المنہج میں فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مرد اور عورت حیو  
 ت نہاتے ہیں علاوہ بخشے جانیکے ہر بال کے مطابق ایک نیکی انکے واسطے لکھی جاتی ہے  
 اور ایک برائی محو کی جاتی ہے اور دس درجہ بلند کئے جاتے ہیں چنانچہ عبارت اوسکی  
 یہ ہے و آب از بیج موسیٰ بدن نگذر دگر حق تعالیٰ بہر موسیٰ حسنہ برایشان ہوید  
 و سیئہ محو کند و وہ درجہ رفع نماید پھر وہی صاحب خلاصۃ المنہج فرماتے ہیں کہ حیو  
 ت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فضایل بیان فرمائے جناب امیر المؤمنین کثرے ہو گئے اور  
 عرض کیا اے رسول خدا کے جو کوئی اس فعل یعنی متعہ کی واسطے سعی فرماوے اپنے فرمایا  
 کہ اے علی سعی کر نیوالے کو دونوں کی خوشی حاصل ہوگی یعنی مزدہ متمتع اور متمتعہ  
 کا حاصل ہوگا اور پھر مشغول ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضایل بیان کرنے میں اور  
 فرمائے گئے اے علی حیو ت کہ یہ دونوں یعنی متعہ کر نیوالا اور متعہ کر نیوالی نہاتے ہیں  
 ہر قطرہ سے اللہ فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ فرشتہ اللہ کی تسبیح اور تقدیس میں مشغول  
 ہوتے ہیں جبکہ تسبیح اور تقدیس ملائکہ کرتے ہیں کل اس مرد اور عورت کو ملتی ہے عبادت  
 اوسکی یہ ہے پس امیر المؤمنین برخواست و گفت یا رسول اللہ جزائے کسے کہ درین باب  
 سعی کند فرمود اور اباشہ مزدہ متمتع وزن متمتعہ و بعد ازان فرمود کہ اے علی چون  
 متمتع وزن متمتعہ از غسل فارغ شوند ہر قطرہ آب کہ از بدن آنها ساقط شود حق تعالیٰ  
 فرشتہ بآفریند کہ تسبیح و تقدیس او سجادہ کند و ثواب آن از برائے غسل کنندہ باشد

بار در قیامت سبحان اللہ قربان الیسی سہی اور ساعی کے کہ جسکے از کتاب میں  
 دین اور دنیا کا لطف حاصل ہو جناب ساعی کیا کہنا ہے اوس مذہب کا اور کیا پوچھنا  
 ہے اوس مشرب کا کہ جس میں متعہ کے یہ فضائل ہوں کہ ایک مرتبہ جماع کرنے پر درجہ میں  
 پہنچے اور دوسرے میں حسن پر اور تیسرے میں امام الایمہ پر اور چوتھے میں خاتم الانبیاء  
 پر اگر آپس میں مرد و عورت بائیں شہوت اور لذت کی کریں تو وہ بمقام کلمہ سبحان اللہ  
 لکے جاویں اگر جماع میں مشغول ہوں تو فرشتہ پہرے پہر کھڑے کئے جاویں اگر نہانے  
 میں مصروف ہوں تو ہر بال کے عوض فرشتہ پیدا کر کے تسبیح اور تہجدیں پر مامور  
 کئے جاویں اور ثواب اونکے فاعل و مفعول کے نامہ اعمال میں ثبت کئے جاویں  
 اور اللہ میاں ملائکہ سے فرماویں کہ دیکھو ان دونوں میرے بند و نکو یہ دونوں  
 مجھ کو پہچانتے ہیں تم گواہ رہنا میں نے انکو بخشا اور اگر کوئی سعی کر کے متعہ کروا دے  
 تو دونوں کا ثواب بھر پور پاوے وہ دونوں کا لطف اوٹھاوے مگر افسوس حضرات  
 نے اسکو بھی اپنے یہاں چھپایا تو مساقون کو نہ بتلایا وہ بیچارے مصیبت کے مارے  
 لفظ متعہ کو بمقام دلالی استعمال کیا کرتے ہر شب ایمہ اور انبیاء کے مرتبہ نکو تہ تکلیف  
 و تکلف پایا کرتے اور ہر خرچی اور دلالی اوڑھتے اور درجے اور مرتبہ بڑھاتے اور  
 روپیہ حاصل کرتے اور ہر ایمہ کے مرتبہ پر ترقی پکڑتے اس قدر بخل کو تو کام نفع مائیے  
 اللہ او نکو بھی بتلایے آپکی سعی ہی بیکار بن جائیگی ضرور ایک دن فائدہ کی صورت  
 دکھلائیگی اب ملازمان والا فرماویں کہ آپکی توجیہ رکیک کیونکر اس حدیث میں جاری  
 ہو سکتے اور کیونکر تارک متعہ پر منکر متعہ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور یوں تو ہم بھی  
 کہتے ہیں کہ جس فعل پر اس قدر ثواب عظیم اللہ جل جلالہ مقرر فرماوے اور جس پر اس قدر  
 عجز و تنہر معین فرماوے اور سکا تارک با وصف رجولیت کے اسی قابل ہے کہ نکمٹا  
 اور بد شکل اوٹھایا جاوے پہر آپ اوسکے انکار اور اقرار کی کیون تاویل پیش

کرتے ہیں اور مفت میں طلبہ کے سامنے اپنی جمالت ظاہر کرتے ہیں علاوہ برین  
 منکر مباح کیواسطے کوئی حکم اسی قسم کا صریح نکالے ورنہ اپنی کہانیوں اور جوڑے  
 قصوں سے باز آئے قال السید خیال فرمائے کہ آپ کے مذہب میں متعہ کی دو قسمیں  
 ہیں اول متعہ دوریہ دوم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ یہ ہے کہ ایک  
 عورت سے دس میں شیعہ ملکر متعہ کریں اور اپنی اپنی باری سے اوسکے ساتھ جماع  
 کریں جیسا کہ صاحب بصائب النواصب نے لکھا ہے اور قسم ثانی اوسکو کہتے  
 ہیں کہ ایک شخص متعہ کرے قال المجتہد ہمارے مذہب میں متعہ کی ہرگز دو  
 قسمیں نہیں ہیں اقول باوجود موجود ہونے دونوں قسموں کے اور تسلیم  
 کر لینے آپ کی کتب کلام اہل تشیع میں آپ کا انکار ایک قسم سے محض بیکار قولہ ملکہ ایک  
 ہی قسم ہے جو ایک شخص کرے اقول جناب والا اس قول کو یاد رکھیں کہ متعہ کی  
 وہ قسم ہمارے یہاں ہے جو ایک شخص کرے اور جو دس میں شیعہ ملکر ایک عورت  
 سے کریں اور اپنی اپنی باری سے اوس سے جماع کریں وہ نہیں ہے گو یہ انکار  
 بمقابلہ متکلمین شیعہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے لیکن یہ قول یاد رکھنے کے لائق  
 ہے قولہ متعہ دوری ہمارے نزدیک باطل ہے اقول ملازمان والا فرماتے ہیں  
 متعہ دوری کہ جو دس میں شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کریں اور اپنی اپنی باری  
 سے جماع کریں ہمارے نزدیک باطل ہے حالانکہ صورت متعہ دوریہ کتب کلامیہ  
 اور فقہیہ اہل تشیع میں موجود ہے مگر یہ کہو ابھی یاد دلانا اس قول کا مقصود ہے  
 قولہ اور دیکھو کثرت سے کتابیں شیعہ کے مذہب کے فقہ کی ہندوستان میں  
 موجود ہیں اور مسائل متعہ انہیں موجود ہیں لیکن متعہ دوریہ کی صورت کسی کتاب  
 میں نہیں اور نہ اس متعہ کا کہیں ذکر ہے اقول چونکہ ہم نے جو از متعہ دوریہ  
 میں جو اہل کتب کلامیہ اہل تشیع کا دیا تھا تو جناب مخاطب اوس سے فرار اختیار

کہے فرماتے ہیں کہ کتب فقہ اہل تشیع ہندوستان میں موجود ہیں مگر انہیں متعہ  
 دوریہ کی صورت یعنی دس میں شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کریں اور اپنی اپنی  
 باری سے جماع کریں نہیں لکھی اب جناب سامی کتب فقہ میں ارشاد الاذمان  
 شیخ علی اور نافع کو ملاحظہ فرمائیے کہ اوہیں متعہ دوریہ کا ذکر ہے یا نہیں اور  
 جائز لکھا ہے یا ناجائز اسے جناب وہ تو متعہ دوریہ میں نسبت اولاد کے اس طریقہ  
 سے فیصلہ فرماتے ہیں ویقضی فی الولد بالقرعة ویلحق بالخارج سهمہ  
 یعنی اگر اولاد میں جھگڑہ متعہ دوریہ کر نیوالوں کے درمیان میں ہوگا تو یوں  
 فیصلہ کیا جائیگا کہ قرعہ ڈالا جائیگا جسکے نام پر نکلے گا اوسیکو لڑکا دلا یا جائے گا  
 جناب والا جناب علامہ حلی نے تو کل فیصلہ کر دیا اور سب جھگڑہ اوٹھا دیا نسب  
 کو بطریق قرعہ ثابت کر دیا پس آپکا انکار نسبت متعہ دوریہ کے کتب فقہ اہل تشیع  
 سے محض لغو ہے اور آگے چلکر نرختہ عدت اور سن ایاس کا پیش کرنا سخت بیوقوفی  
 ہی علاوہ برین جناب والا قاعدہ عماریہ کو بھول گئے جو بوسہ فروج میں جاری فرمایا  
 ہے کہ اہل سنت کے مذہب میں اگر بوسہ فروج کا حکم نہیں ہے تو کسی کتاب میں ممنوع  
 ہی نہیں لکھا اور اصل اشیا میں اباحت ہے بس یہاں ہی اوسی قاعدہ کو اپنی  
 ہی زبان سے جاری فرمائیے کہ اہل تشیع کے مذہب میں اگر متعہ دوریہ کا حکم نہیں  
 ہے تو کسی کتاب میں ممنوع ہی نہیں لکھا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ کسی کتاب فقہ  
 میں اوسکا ذکر نہیں اور اصل اشیا میں اباحت ہے بس بقول آپکے متعہ دوریہ صحیح  
 ٹھہرا ہے جاسیکہ کتب کلامیہ اور فقہ اہل تشیع میں جائز لکھا ہے قولہ اور صاحب النواصب  
 مجتہد نہ تھے البتہ مناظرہ میں اوںکو بہت دخل تھا اور یہ مصائب النواصب ہی مناظرہ  
 ہی کی کتاب ہے ایک تاصبی کے جواب میں فقہ کی کتاب نہیں ہے اقول جناب  
 مخاطب صاحب مصائب النواصب مجتہد تو نہ تھے لیکن آپکے مجتہد دکن کے مولیٰ تھے

صوامر اور حسام اور شہید المبانی میں دیکھئے آپ کے مجتہدین لکھنوی اور کوہ بلفظ  
 کے یاد کرتے ہیں سخت افسوس ہے کہ جو شخص عمدہ متکلمین شیعہ سے ہو یا تشکک کر جان  
 ہی اپنے مذہب اہل تشیع پر نثار کر دی ہو اور حضرات شیعہ میں بلفظ شہید ثالث  
 لقب کیا جاوے وہ ایک وار و گیر سنیوں سے پایہ اجتہاد سے گرا کر غیر معتبر ٹھہرا دیا  
 جاوے قولہ اور سلف فقہ اگر فقہ کی کتاب میں ہو اور لکھا ہو کہ فلا نے مجتہد کے  
 نزدیک اس طرح ہے تو اس کا اعتبار ہوتا ہے اقول اگرچہ یہ قاعدہ ایجاد بندہ  
 آپ کو مفید نہیں ہے کیونکہ متعدد دور یہ کتب فقہ اور کلامیہ اہل تشیع میں مذکور ہے  
 تاہم ہمارے مفید ہے آپ کے یاد رکھنے کے قابل ہے آگے کام آویگا اور آپ کو بہت  
 ذلیل کر دینگا قولہ اور مصائب النواصب میں اگر لکھا بھی ہے تو اس عورت سے  
 لکھا ہے کہ جو بہت بڑے سن کی ہو اور حیض آنا اس سے اور بچہ جننا ہو تو فہر کیا  
 ہو اقول جناب والا جستجو آپ کی اس فصاحت پر نثار ہوئے جاتے ہیں اور اپنے  
 آپ کو اس بلاغت پر قربان کئے دیتے ہیں گو ہمارا یہ قاعدہ نہیں کہ آپ کی عبارت نصیحت  
 اور بیعت کی نسبت تعرض کریں مگر مجبور ہیں کیا کریں ذرا اس جگہ کو تو ارشاد  
 فرمائیے کہ اگر لکھا بھی ہے تو اس عورت سے لکھا ہے اے جناب صاحب مصائب النواصب  
 نے متعدد دور یہ کو لکھا ہے تو اگر کیا معنی اور جو اگر ہے تو لکھا ہے کیا معنی آپ کو چاہئے تھا  
 کریوں فرماتے کہ اگر لکھا بھی ہو تو اس عورت سے لکھا ہو گا تاکہ آپ کا مذہب نہ  
 مصائب النواصب کو ثابت ہو لفظ اگر دال ہے کہ آپ نے نہیں دیکھا اور جملہ  
 (تو اس عورت سے لکھا ہے) ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے قطعاً مصائب کو دیکھا کیا یہ  
 اجتماع النقیضین آپ ہی کے حصہ میں آگیا ہے انقطاع حیض بچہ کا آپ کیوں ڈکھلا  
 پیش کرتے ہیں آپ کے علامہ علی نو صاف لکھتے ہیں ویقضى فی الولد بالقرعة  
 ویلحق بالخارج سهمہ یعنی اس بچہ کا یوں فیصلہ کیا جاوے گا کہ فوراً ب

متعہ کرنا والوں کے نام پر قرعہ ڈالاجائیگا جس کے نام پر نکلے گا اوسکو لڑکا ملیگا دیکھیں کس  
 بیچارہ کی تقدیر کھلتی ہے اور کس کے نام پر چٹھی نکلتی ہے قولہ سو ایسی عورت میں ازرو  
 شرع کے کیا قباحت ہے اقول ہمارے جناب مخاطب کے حافظہ کا یہ مرتبہ علیا ہے  
 اور ادنیٰ فہم و فراست کا یہ درجہ کبریٰ ہے ابھی جسکو باطل کرتے چلے آتے ہیں جس کے  
 ابطال کیواسطے قاعدہ بنائے جاتے ہیں اوسیکا اقرار فرماتے ہیں کہ ازروے شرع کے  
 کیا قباحت ہے اسے جناب جب شرع سے قبیح نہیں تو باطل کسے نزدیک ہے نہ آپ کو  
 اپنے قول کا کہ ہمارے نزدیک متعہ دوریہ باطل ہے لحاظ ہے اور نہ اپنے قاعدہ جدیدہ  
 کا پاس ہے اس مقام پر اقرار صاف ہے کہ متعہ دوریہ میں ازروے شرع کیا قباحت  
 ہے یا بآن شورہ شوری کہ صاحب مصائب النواصب اسکے جواز کی وجہ سے غیر معتبر  
 ٹرائے گئے یا باین بے گلی کہ خود فرمانے لگے کہ ازروے شرع کے کیا قباحت ہے الغرض  
 جناب والا یاد رکھیں کہ متعہ دوریہ جو دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے کرتے ہیں اور  
 اپنی اپنی باری سے اوس سے مباشرت فرماتے ہیں وہ ازروے شرع کے آپکے نزدیک  
 قبیح نہیں گو آپ بڑے سن کی عورت میں مستثنیٰ فرماتے ہیں بہر حال آپکا اقرار جو از متعہ  
 دوریہ کا نہ ہب اہل تشیع میں ثابت ہو گیا قولہ اور احتیاط تو اس امر کی اویس وقت ہوئی  
 ہے کہ عورت کو حیض آتا ہو اور بچہ جنتی ہو کہ نطفہ ایک شخص کا دوسرے شخص کے نطفہ سے  
 مشتبہ ہو جائے اقول جناب والا مشتبہ ہو جانے دین کچھ پرواہ نہیں موافق حکم  
 شیخ علی کے فوراً قرعہ ڈالیں سب جھگڑہ اوٹھ جائیگا اور سب قصہ رفع ہو جائے گا  
 آپ خون نکرین بے کشکے اوسمیں اشتراک فرما دین قولہ اور اسواسطے اوسکے لئے  
 عدت مقرر ہوا ہے ورنہ عدت کی کیا احتیاج تھی اقول ہوئی ہوگی جسکے نزدیک  
 ہوئی ہوگی علامہ علی کے نزدیک تو نہیں ہوئی وہ تو بے کشکے قرعہ ڈالتے ہیں جسکے نام  
 پر نکلے اوس کی جیت ہے پھر کیسکو کیا بات چیت ہے قولہ اور جو ایسی بڑے سن کو چوٹی

ہو کہ حیض اور جننا اور سکا بند ہو گیا ہو تو اس عورت کو عدت میں بیٹھنے کی احتیاج نہیں  
 ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا لَیْسَ مِنَ الْمَحِيضِ مَنْ نَسَاءَ كَمَا أَنْ تَبْهَرُ  
 فَعَدَّتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُارٍ اس سے معلوم ہوا کہ اگر شک ہو کہ حیض عورت کا معلوم نہیں  
 کہ سن کے زیادہ ہونے سے بند ہوا ہے یا کسی عارضہ سے تو عدت اس کا تین مہینے ہی  
 اور اگر شک نہ ہو بلکہ سن کے تقاضہ سے حیض کے بند ہونیکا یقین ہو تو اس پر عدت  
 نہیں ہے اور یہی مذہب اکثر علماء کا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہی اسی واسطے اس کی عدت  
 کو بیان نہیں کیا ہے اقول مجھ کو عدت اور غیر عدت سے بحث نہیں ہے اور اس  
 آپکی تقریر و راہی کو متعہ دوریہ سے تعلق نہیں ہے مگر آپکی زبان پر لفظ اکثر بہت چڑا  
 رہا ہے اپنے مذہب کے علماء کے نسبت بھی زبان پر سے نہیں اترتا ہے جناب والا  
 یہ چوتھا اکثر ہے معلوم نہیں اس سے کب نجات ملیگی اور کب برأت حاصل ہوگی علماء  
 اہل حق کو تو بیباکی سے لپیٹ دیتے تھے مگر اپنے علماء کو بھی چالاکی سے سیٹھنے لگے جناب والا  
 جامع عباسی کو دیکھئے اپنے کذب کا اقرار یا اس کے جھوٹ کو تسلیم کیجئے بعضے از مجتہدین  
 گفتہ اند کہ ایشان عدت ندارند آپ اپنے اکثر اور صاحب جامع عباسی کے بعض کو  
 معائنہ فرمائیے اور کسی ذی علم سے دونوں کا مقابلہ کر دائیے آیا اکثر بعض سے عام  
 یا دونوں مساوی الاقدام ہیں قولہ اور جب عدت اس کے واسطے نہوا تو پہر بائنا  
 شرع کے متعہ دوریہ میں بفرصت تسلیم کیا تباحت ہے اقول جناب مخاطب نے  
 نسبت متعہ دوریہ کے جو سہلہ عدت کا پیش فرمایا اور سن اباس کا جگہ لگایا اس  
 کیا فائدہ نکالا عدت کو متعہ دوریہ سے جسکی کیفیت آپ کے خصم نے سچا اہل صائب النوا  
 تمانی شوتری یہ بیان کی کہ دس مہینے ملکہ ایک عورت سے متعہ کریں اور اپنی  
 اپنی باری سے جماع کریں اور جب کو اپنے اول و ہلہ میں باطل فرمادیا اور پہرا و سکو عدت  
 مستمیں شروع فرمایا کیا مناسب است اور سن اباس کو اس سے کیا ملازمت آپ کے

تقریب متعہ دوریہ کو ملاحظہ کیجئے اوسمین دس بیس شیعہ کے معیت مرہ واحدہ ماخوذہ  
 پر آپ کی طبیعت نازک پر عدت اور غیر عدت کا مسئلہ کیون مرکز ہے سن ایاس کا جہاد  
 تو علامہ حلی نے صاف کر دیا کہ اولاد کا فیصلہ فرعہ کے ساتھ فرما دیا اب آپ کیون در  
 ہیں اور کیون فرض تسلیم کو داخل کرتے ہیں جب آپ مشروع فرما چکے تو یہ سبقت  
 ملے ہو چکے اگر اشتباہ نطفہ کا خطر ہے تو علامہ حلی کا فیصلہ مد نظر ہے قولہ لیکن ہوا فیضا  
 کو اپنے مذہب کی خبر نہیں کہ اونسکے مذہب میں نکاح دوری جائز ہے اور اسکی بھی  
 قید نہیں کہ زیادہ سن کی ہو بلکہ بیس بچیس برس کی ہو تو بھی یہ صورت جائز ہے  
 امام زفر کے نزدیک چنانچہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ میں لکھا ہے **اقول** جناب  
 مخاطب ہوش میں آوین جو اس کو جمع فرماوین سنبھل کے چلئے سوچ کے کہئے یہ  
 ترانہ تو نیا سنا یا جسکا آجتک مذہب اہل حق میں پٹا نہ پایا یہ تو وہی مثل ہوئی مارون  
 گھٹنا پھوٹے آنکھ کجا مذہب اہل حق اور کجا نکاح دوری یہ تو جناب کو بیوقت کی ہوچی  
 آپ اب تک تہمت سے باز نہیں آتے ہیں باوجودیکہ صد ہا منہ کی کہاتے ہیں کچھ تو شرم  
 فرمائیے ذرا تو حیا کو کام میں لائیے متعہ دوریہ پر ایسے شرمانے لگے کہ مذہب اہل سنت میں  
 نکاح دوری بتانے لگے لکن سچ فرمائیے اور صحیح بتائیے شرح وقایہ میں کہاں لکھا ہے  
 اور ہدایہ میں کہاں مذکور ہے کہ امام زفر کے نزدیک نکاح دوری جائز ہے اور آپ  
 اسکی بھی قید نہیں ہے کہ زیادہ سن کی ہو بلکہ بیس بچیس برس کی ہو تو بھی یہ صورت  
 جائز ہے نہ شرح وقایہ میں اسکا پتا ہے نہ ہدایہ میں اسکا نشان ہے یہ تو صرف جناب  
 کا افتراء و بہتان ہے قولہ اگر کوئی عورت طلاق رکھتی ہو تو ایک دن میں بیس بچیس  
 مردوں سے نکاح کر کے مجامعت کر واسکتی ہے ہر ایک شخص کے واسے **اقول** مذہب  
 اہل حق میں عورت واحدہ دومر دونے ہی معاً نکاح نہیں کر سکتی چہ جائیکہ بیس  
 بچیس سے البتہ متعہ دوریہ میں مذہب اہل تشیع کے طریق پر عورت واحدہ بیسیوں

مردون سے متعہ کر سکتی ہے اور اپنی اپنی باری سے ہر شے اس سے مباشرت بقدر  
 اپنی اجرت کے مجامعت کر سکتا ہے اور حالت حمل رہ جانے اور سچے جننے میں موافق حکم  
 علامہ علی کے ہر شخص قرعہ ڈال سکتا ہے قولہ اور صورت اس کی یہ ہے کہ زید اپنی  
 زوجہ کو طلاق بائن دیوے اور اسی عدت میں اس سے پہنچا کرے اور مجامعت  
 سے پہلے اس کو طلاق دیوے تو زفر کے نزدیک اس صورت میں عدت اس سے ساقط  
 ہے اور اس وقت جائز ہے اس عورت کو کہ عمر سے نکاح کر لیوے اور اگر عمر ہی  
 اس سے مجامعت کر کے طلاق بائن اس کو دیوے اور عدت میں بعد ایک گھڑی  
 کے اس سے نکاح کر لیوے اور قبل مجامعت کے پہر اس سے طلاق دیوے تو جائز  
 ہے اس عورت کو کہ موافق مذہب زفر کے عدت میں نہ بیٹھے اور پہر اس وقت پہر  
 زید سے یا بکر سے نکاح کر لیوے اور جب بکر سے نکاح کرے تو بکر ہی اگر اس سے مجامعت  
 کر کے طلاق بائن دیوے اور بعد ایک گھڑی کے عدت میں پہنچا کر کے مجامعت سے  
 پہلے طلاق دیوے تو وہ عورت موافق مذہب امام زفر کے عدت میں نہ بیٹھے اور اس وقت  
 زید سے یا عمر یا خالد سے نکاح کر لیوے اور مجامعت کر وائے اسی طرح جس قدر اس  
 عورت میں طاقت ہے یا تو او نہین شخصوں سے ایک کے بعد دوسرے سے یا ہر ایک  
 مرد جدید سے جماع کرواتی جائے اور طلاق لیتی جائے اگر ان چار پانچ ہی مردوں سے  
 باری باری نکاح کرے تو صورت دور کی ہوگی اور اگر ہر ایک مرد جدید سے نکاح  
 کرے تو بعد نہیں کہ ایک روز میں بیس مردوں سے بلکہ زیادہ سے مجامعت کرے  
 نو تین پانچ یا چھ یا ہفت یا آٹھ یا نو یا کچھ لو نکح معتد نہ من بائن و طلق قبل الوطی  
 فعليه مهر نام و علیها عدة مستقلة هذا عند ابی حنیفة والی یوسف  
 فان اثر الوطی فی النکاح باق و هو العدة فصا نکان الوطى حاصل  
 فی هذا النکاح و عند محمد یجب علیه نف المهر و علیها اتمام

العدة الاولى فقط ولا عدة للطلاق الثاني لان الزوج طلقها قبل الوطى  
 فيه وعند من فر لا عدة عنها اصلا لان العدة الاولى سقطت بالتزويج  
 ولم يجب بالنكاح الثاني بدليل محمد يعني ان نكاح کرے کوئی عدة باين مایوں  
 اپنے سے اور طلاق دیوے پہلے وطی کی تو بس اوس مرد پر مہر ہے تمام اور اوس  
 عورت پر عدت مستغلة ہے یعنی تمام عدت پورا یہ نزدیک ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے  
 ہے اس واسطے کہ اثر وطی کا نکاح میں باقی ہے اور وہ عدت ہے پس ہو گیا گویا وطی  
 حاصل ہے اس نکاح میں اور نزدیک محمد کے واجب ہے اوس مرد پر نصف مہر اور  
 اوس عورت پر تمام کرنا عدت پہلی کا فقط اور نہیں ہے عدت واسطے طلاق ثانی کے  
 اس واسطے کہ شوہر نے طلاق دی ہے اوس عورت کو پہلے وطی کی اوس میں اور نزدیک  
 زفر کے نہیں عدت اوس عورت پر ہرگز اس واسطے کہ عدت بھلا کر گیا ساتھ نکاح کر نیکی  
 اور نہ واجب ہوا ساتھ نکاح دوسرے کے ساتھ دلیل محمد کے انتہا۔ اور جب عدت  
 بالکل واجب نہوا تو عورت اگر چاہے تو اور کسی سے نکاح کرے اور جب اس سے بھی یہی  
 معاملہ پیش آئے تو تیسرے مرد سے نکاح کر لے و علی هذا القیاس جہا تک چاہے  
 اقول ملازمان والا یہ تو فرمائیے کہ یہ صورت نکاح دوری کس کتاب میں دیکھی  
 کتب السنن میں نہ یہ صورت ہے اور نہ نکاح دوری شرح وقایہ سے جو عبارات  
 نقل فرمائی اوس کا تو صریح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق باين  
 دی اور پہر اوسی شخص نے اندر عدت کے اوس عورت سے نکاح کر لیا اور پہر اوسی شخص  
 نے قبل وطی کے طلاق دی امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک شوہر پر کل مہر ادا کرنا  
 واجب ہے اور اوس عورت پر پوری عدت ادا کرنا لازم ہے اور امام محمد کے نزدیک  
 نصف مہر شوہر پر اور کل عدة عورت پر واجب ہے اور زفر کے نزدیک عدة اوس عورت  
 پر نہیں ہے بوجہ اسکے کہ قبل وطی کے طلاق دی اسی قدر شرح وقایہ میں مذکور ہے

اور یہی ہدایہ میں مسطور اس میں تو نہ نکاح دوری کا مذکور ہے اور نہ یہ آپ کی صورت  
 مسطور ہے نہ طلاق لے لینے کا عورت کے بیان ہے اور نہ طلاق کا اس کی اعلان ہے  
 یہ سارا آپ کا کذب و بہتان ہے صرف عورت مطلقہ قبل وطی کے عدۃ تین فقط زفر کا ہکا  
 ہے اور سپر آپ کا یہ سارا بکھڑا ہے علاوہ برین یہ صورت آپ کی نہ اصول اہلسنت کے  
 موافق ہے نہ قواعد اہل حق کے مطابق نہ عورت کے اختیار میں طلاق لے لینا ہے نہ مرد کے اقتدار میں نکاح موقت  
 کر لینا ہے عورت طلاق لے لینے میں مجبوری مرد نکاح موقت میں معذور ہو جس میں آپ کی صورت مدفوع وغیرہ نظر  
 ہے قطع نظر اسکے لفظ اگر آپ کی صورت سے نکال لیا جائے تو یہ ساری شکل کلیتہ  
 برباد ہو جائے شرطیہ سے کام نہیں چلتا کلیہ جزئیہ میں جاری نہیں ہو سکتا ایک جز  
 فقہ مسطور ہے جس میں عدت زوجہ پر خلاف زفر کا مذکور ہے کلیہ کو اس میں کیا دخل  
 ہے اور آپ کے قیاس کو اس سے کیا مناسبت اور ماسوائے اسکے آپ اپنے نکاح  
 دوری کو ملاحظہ کریں اور اسکے اجر کی نسبت خیال کریں کہ کتنی صورتیں اس کے  
 وقوع میں حاصل ہوتی ہیں دیکھئے آپ کی اس صورت کا مدار مذہب امام زفر پر ہے  
 اور وہ بھی افتراق زوج اور زوجہ پر اور وہ بھی مطلقاً نہیں بلکہ زوج اپنی زوجہ  
 کو طلاق بائن دے اور پھر اندر عدت کے نکاح کرے اور پھر قبل وطی کے طلاق دے  
 اور پھر وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے پھر وہ شوہر اس سے مباشرت کرے  
 اور پھر وہ شوہر بعد مباشرت کے طلاق بائن دیوے اور پھر وہ شوہر اندر عدت  
 کے نکاح کرے اور پھر وہ شوہر قبل وطی کے طلاق دے اور پھر وہ عورت دوسرے  
 شخص سے نکاح کرے علیٰ ہذا القیاس پھر وہی معاملات پیش آویں تب آپ کی صورت  
 صادق آوے اب خیال کیجئے اگر زوج اور زوجہ میں افتراق ہی نہ ہو تب بھی آپ کی  
 صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر افتراق ہی ہو شوہر طلاق بائن دے بلکہ طلاق  
 رجعی دے اور عدت میں رجوع کرے تب بھی آپ کی صورت جاری نہیں ہو سکتی اور

اگر طلاق رجعی ہی نہ دے تین طلاقیں دین تب بھی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی  
اور اگر طلاق رجعی دے اور نہ طلاق ثلاثہ واقع کرے بلکہ طلاق باین ہی دے لیکن  
اس سے پہلے نکاح نہ کرے تب بھی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر نکاح ہی  
کرے لیکن اندر عدت کے نہ کرے بلکہ بعد حلالہ کے تب بھی آپکی صورت جاری نہیں  
ہو سکتی اور اگر نکاح ہی کرے اور اندر عدت ہی کے کرے لیکن پہلے طلاق نہ دے تب بھی  
آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر طلاق ہی دے قبل وطی کے نہ دے تب  
بھی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر قبل وطی کے دے لیکن وہ عورت  
پہلے نکاح نہ کرے تب بھی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی دیکھئے ایک شوہر سے آٹھ  
مرحله افتراق میں صرف مذہب امام زفر پر حائل ہوتے ہیں اور پچیس مردوں تک  
دو سو مرحلے طے کرنا پڑتے ہیں اس خرابیوں کے بعد بھی یہ نکاح دوری جو اپنے  
انجام فرمایا اور متعہ دوریہ کے مد مقابل ٹھرایا دوریہ پر منطبق نہیں ہو سکتا کیونکہ  
دوریہ میں نہ افتراق کی ضرورت ہے نہ طلاق کی حاجت نہ تعاقب سے علاقہ ہے  
نہ تبدل سے مناسبت ہے کیونکہ متعہ دوریہ میں نہ یکے بعد دیگرے کی شرط ہے  
نہ مرتبہ اولی و کمرۃ بعد آخری کو مداخلت قبلیت اور سمین مفقود و بعدیت اور سمین  
متعہ و مہ جناب ساحی ملاحظہ کریں کہ کہاں آپکا متعہ دوری مذہبی اور کہاں آپکا  
نکاح دوری موعومی متعہ دوریہ میں دس ہیں مگر مرتبہ واحدہ میں متعہ کر سکتے ہیں  
اور اپنی اپنی باری سے مباشرت فرما سکتے ہیں اور اسمین کوئی صورت مزاحم نہیں  
اور کوئی امر مانع نہیں ہے لکن یہ صورت وقوع میں آ سکتی ہے اور بے تکلف عورت  
مباشرت کر دے سکتی ہے اور نکاح دوری میں بین پچیس تک دو سو صورتیں حائل ہیں  
انکے بعد بھی بقول آپکے دو مردوں سے بھی عورت مہا نکاح نہیں کر سکتی چہ جائیکہ  
میں پچیس مگر بقول آپکے یہ نکاح دوری آپکے یہاں عورت مہا میں بے تکلف

بلا کسی امر حائل کے جاری ہو سکتا ہے کیونکہ آپ نے صاف فرمادیا کہ عورات مسد  
 پر ہمارے یہاں عدت اکثر علما کے نزدیک نہیں ہے پس موافق اکثر علماء اہل تشیع  
 کے عورت مسد کو اوسکا زوج طلاق دیوے وہ بے کٹکے بلا انتظار کسی امر کے دوسرے  
 شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر وہ بھی طلاق بعد مباشرت کے دیوے تو قیسرے شخص  
 سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر وہ بھی بعد مباشرت کے طلاق دیدے یا تو آگے کو کرتی  
 چلی جائے یا پیچھے کو لوٹ آئے اگر لوٹے دور ہے ورنہ تسلسل تو قدامت نفس پر قائم  
 ہی ہے اب فرمائیے کہ اس نکاح دوری کے بنانے سے اور اوسکے مذہب اہلسنت  
 پر لگانے سے کیا مفاد آپ کو حاصل ہوا اور کونسا فائدہ بخشا سوائے اسکے کہ اپنے  
 یہاں کے نکاح دوری کو بھی ظاہر کر دیا **قال السید** معلوم نہیں کہ آپ کو نسے متعہ کے  
 عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہیں اگر اول کے ہیں تو یہ امر جمیع شرائع میں بالکمال  
 حرام ہے **قال المجتہد** ہم اوس متعہ کے عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہیں جسکا  
 جواز ہم ابھی اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کر کے آئے ہیں **اقول** ملازمان سامی  
 ایسی بہادری تو زیبا نہیں جو ایسی بیباکی سے دھوئی کر بیٹھا کرتے ہو کسی کتاب  
 اہلسنت سے جواز متعہ ثابت نہیں ہوا جیسا کہ ہم اوپر باحسن وجہ ثابت کر چکے ہیں  
 اور آپکے جھوٹ کو قرار واقعی ظاہر کر چکے ہیں **قولہ** لیکن اوس دلیل سے کہ مسلم فریقین  
 ہوا **اقول** آیات کلام اللہ سے حرام ہونا متعہ کا ہم بخوبی ثابت کر چکے لیکن اوزکا مسلم  
 ہونا آپکے نزدیک معلوم اب تکلیف فرما کر تہذیب امام اعظم طوسی اور استبصار ریس الطالیفی  
 اور کتاب محاسن برقی کو ملاحظہ کیجئے اور کتاب فقہ الرضا کو دیکھئے کہ انہیں جہتین  
 حرمت متعہ کی جناب امیر المؤمنین کی زبان سے مروی ہیں **قولہ** اور قسم اول کو ہم  
 درست نہیں جانتے ہیں **اقول** افسوس تو یہ ہے کہ جناب والا ایک پہلو پر نہیں  
 رہتے ہر مقام پر نئی جیشکھٹیتے ہیں ابھی اقرار صریح کر چکے ہیں کہ متعہ دور میں اگر

شرع کے کیا قباحت ہے اب فرماتے ہیں کہ ہم اسکو درست نہیں جانتے ہیں شرع  
 دہے کہ طبیعت اور کس کس کا یقین لائے جو وعدہ ایک کرتے ہو تو سو پہلو نکلتے ہیں +  
 قولہ لیکن تمہارے مذہب کے موافق وہ قسم نکاح دایمی میں جاری ہو سکتی ہے اقول  
 متعدّد وریہ نکاح دایمی میں ہرگز جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں کی حقیقت و ماہیت  
 میں تباہی محض اور تغایر حقیقی ہے بس ایک کو دوسرے کے ساتھ خلط کرنا آپ کے خط پر دلیل  
 اول ہے قولہ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں اقول ہم بھی آپ کی صورت مصنوعی کو مٹا  
 چکے ہیں قال السید اور اگر آپ ثانی کے طالب ہیں تو استبصار اور تہذیب جو آپ کی کتاب میں  
 ہے میں ملاحظہ فرمائیے کہ انہیں یہ حدیث موجود ہے وھو هذا حرم رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم محوم الحمر الاھلیۃ و نکاح المتعة یعنی حرام  
 کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خراہی کا اور نکاح متعہ کا قال المجتہد استبصار  
 و تہذیب میں یہ روایت اس طرح سے نہیں ہے اقول جناب والا یہ کس طرح سے  
 ہے بیان تو کیجئے قولہ اور اس روایت میں خیانت کر کے لکھ دیا ہے حرم رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محوم الحمر الاھلیۃ و نکاح المتعة اقول  
 کیا خیانت کی اسکو ذکر تو کیجئے قولہ اور حال یہ ہے کہ یہ روایت اس طرح سے  
 نہیں ہے اقول وہ طرح نہیں معلوم ہوتی بیان فرمائیے قولہ اور نہ صاحب کتاب  
 نے نقل اور روایتوں کے اسکو داخل کتاب کیا اقول دخول فی الكتاب  
 سے تمہاری کیا مراد ہے اگر یہ ہے کہ روایات جواز میں اسکو درج نہیں کیا تو بیشبہ صحیح  
 ہے کیونکہ اس روایت سے عدم جواز ثابت ہے مگر روایات جواز میں نہ درج کرنے سے  
 عدم دخول فی الكتاب نہیں لازم آتا اور اگر یہ ہے کہ اسکی تصحیح نہیں کی بلکہ مصنف  
 کتاب غیر صحیح جانتا ہے تو یہ غلط ہے مولف کتاب نے اسکی تصحیح اور اسناد میں کچھ  
 کام نہیں کیا بلکہ سلسلہ اور اسناد ابو اسطہ ایمہ علیہم السلام کے جناب مرتضوی

کرم اللہ وجہہ تک پہنچا دیا اور اسے رسول اللہ تک ملا دیا صرف موافق دستور  
 کے مذرتقیہ کا پیش کیا کہ جو قاذح اسناد وغیرہ نہیں ہو سکتا قولہ بلکہ اس روایت  
 کی اطلاع کی ہے اقول لاریب اس نے یہ کو اطلاع کی ہے کہ ہمارے یہاں روایتیں  
 حرمت متعہ کی بواسطہ ایہ علیہم السلام مروی ہیں قولہ اور اس کا حال ظاہر کیا ہے کہ  
 امامان روایتہ محمد بن احمد بن یحییٰ المکنی بابی جعفر عن  
 ابی الجوزة عن الحسن بن علوان عن عمرو بن الخالد عن زید  
 بن علی عن اباہ عن علی علیہ السلام حرمت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم یوم خیبر محوم الحمر الاہلیۃ ونکاح المتعہ فان  
 هذه الروایۃ وردت مورد التقیۃ یعنی اور لیکن جو کہ روایت کیا ہے محمد  
 بن احمد نے اور فلان نے اور زید نے اور علی بن علی سے یہاں تک کہ علی علیہ السلام  
 سے فرمایا کہ حرام کیا ہے رسول خدا صلعم نے بر و زخیبر گوشت خراہی کا اور نکاح متعہ کا  
 یہ روایت وارد ہوئی مقام تقیہ میں انتہا اقول سبحان اللہ خوب حال  
 ظاہر کیا یعنی اسکی اسناد میں کلام نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کرتے ہیں  
 رسول خدا صلعم سے شک و شبہ نہیں مگر صحابہ کے خوف سے تقیہ فرمادیا ہمارے حضرت  
 مخاطب فرماتے ہیں کہ رئیس الطایفہ نے جواب اس روایت حرمت متعہ کا یوں دیا  
 کہ یہ روایت مقام تقیہ میں واقع ہوئی ہے لہذا ہم جہاں تک خوض کرتے ہیں تقیہ  
 بنادوامر پر پائی جاتی ہے ایک صحابہ کرام خصوصاً خلفائے عظام کا جابر اور ظالم  
 منحرف عن بنی اللہ ہونا دوسرے جناب مرتضوی کا مغلوب و عاجز بے یار دیا و خلائف  
 خلفائے کرام میں رہنا یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ اگر ایک ہی انہیں سے غیر متحقق  
 پاسے گا تو تقیہ کلیتہً معدوم ہو جاوے گا اگر صحابہ رسول اللہ عمدہ اور محمود اور  
 قائم علی دین اللہ تھے تو جناب مرتضوی تقیہ کس سے کرتے تھے اور اگر معاذ اللہ

صحابہ کرام اور خلفائے عظام بری تھے لیکن جناب امیر کو غلبہ تام حاصل تھا تو دین  
خدا کو کیونچہ پایا جاتا تھا بہر حال انہیں دوامرون پر مدار تھی یہ ہے جس پر یہ سارا  
سادہ و فتنہ برپا ہے ہمارا خیال اور ذہن جہاں تک پہنچتا ہے دونوں امرون کا  
یکہین تپا لگتا ہے اور نہ نشان ملتا ہے نہ صحابہ کا میرا ہونا معلوم ہوتا ہے نہ حضرت  
علی کا منسوب و عاجز ہونا پایا جاتا ہے لہذا ہم اولاً صحابہ رسول اللہ کے اعلیٰ اور  
افضل ہونے کو تمامی امت سے اور آخر بالمعروف اور ناہی عن المنکر کو شکیو  
کلام الہی اور حدیث جعفری مرویہ کلینی سے ثابت کرتے ہیں پہلے ہم اکبر ثقلین کو کہتے  
ہیں اور اوسین چوتھے پارہ سے اس آیت کو نکالتے ہیں۔

### پہلی آیت

کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن  
المنکر و تومنون باللہ ولوا من اهل الکتاب لکان خیر الہم منہم  
المؤمنون و اکثرہم الفاسقون یعنی تم بہترین امت ہو چن لئے گئے ہو  
آدیموں کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتوں کا اور روکتے ہو بُری باتوں سے اور ایمان  
رکتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لاؤ میں اہل کتاب تو البتہ ہووے بہتر واسطے اونکے  
بعض اونیمن سے مومن ہیں اور اکثر اونیمن اہل کتاب سے فاسق اس آیت پر  
اللہ جل شانہ صحابہ کرام کے بہتر اور افضل ہونیکو تمام امت سے ساتھ لفظ کنتم  
خیر امة اخرجت للناس کے اور اونکی نیک باتوں کا حکم کرنے کو ساتھ لفظ  
تأمرون بالمعروف اور بُری باتوں سے بچانیکو ساتھ لفظ تنہون عن  
المنکر اداونکے سچے ایمان رکھنے کو اللہ پر ساتھ لفظ تومنون باللہ کے بنا  
نہا ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ اور نص صریح میں صحابہ کرام اور عوامین رسولنا  
کی چار صفتیں ظاہر فرمائیں پہلی اونکا تمام امت سے افضل اور اعلیٰ بہتر اور اچھا ہونا

دوسری اونکا ارکان دینہ اور احکام شرعیہ پر امت رسول کو حکم کرنا تیسری انکا  
 ممنوعات اسلامیہ اور منہیات ایمانیہ سے آدمیوں کو باز رکھنا چوتھی اونکا اللہ پر غلبہ  
 ایمان رکھنا اس نص علیٰ من حق جل و علیٰ صحابہ کی چار صفتوں میں چاروں بقا  
 پر چار جمع اور وہ بھی چاروں مخاطب کے لایا ہے اور انکی انصافیت کو تمام امت  
 پر صیغہ اسم تفضیل سے بیان فرمایا ہے پہلی کنتم خیر امت خیر امت للناس  
 تنھون چوتھی تو منون کیا کنتم خیر امت اخراجت للناس  
 کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تم تمام امت سے بہتر ہو منتخب کر لئے گئے ہو واسطے آدمیوں کے  
 اور کیا تا مرون بالمعروف کا یہ ترجمہ نہیں ہے کہ حکم کرتے ہو تم نیک باتوں کا  
 اور کیا تنھون عن المنکر کی یہ تفسیر نہیں ہے کہ روکتے ہو تم آدمیوں کو بری  
 باتوں سے اور کیا تو منون باللہ میں یہ تشریح نہیں ہے کہ تم خدا تعالیٰ پر ایمان  
 رکھتے ہو اب فرمائیے کہ اگر صحابہ کبار کی یہ صفات اور انکے ساتھ یہ مخاطبات نہیں  
 ہیں تو وہ کون لوگ وقت نزول اس آیت کے حاضر تھے جسے یہ خطاب فرمایا کہ  
 کنتم خیر امت اخراجت للناس یعنی تم بہترین امت ہو جن لئے گئے ہو  
 واسطے آدمیوں کے اور وہ کون آدمیوں بالمعروف حضرات موجود تھے کہ جنکے  
 ساتھ مخاطبہ کر کے یہ تعریف کی گئی کہ تا مرون بالمعروف یعنی تم حکم کرتے ہو  
 نیک باتوں کا وہ کون ابرار اور اتقیا ناھی عن المنکر تھے جن سے خطاب کر کے  
 یہ توصیف کی گئی کہ تنھون عن المنکر یعنی روکتے ہو لوگوں کو بری باتوں سے  
 وہ کون مقدسین و اصفیا مومن باللہ تھے جنکی حق تعالیٰ تعریف فرما کر انکے  
 ایمان کی تصدیق فرماتا ہے کہ تو منون باللہ یعنی ایمان رکھتے ہو تم اللہ پر  
 گو کہ اس آیت میں صیغہ مخاطب اور وہ بھی جمع کی بالتصريح والتوضیح والہ ہیں کہ  
 مخاطب صحابہ کرام ہیں اور انہیں کے یہ اوصاف عظام ہیں کیونکہ کوئی جاحظ

ایم کی اوس وقت میں نہ تھی کہ جنکے ساتھ یہ خطاب اور اوپر یہ صفات صادق ہوں نہیں بلکہ اصول حضرات شیعہ پر کسی زمانہ میں یہ دو صفتیں یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایمہ پر صادق نہیں آسکتیں ورنہ صفتیں تقیہ کی اونکے ساتھ قائم نہیں رہ سکتیں وہ تو ہمیشہ معاذ اللہ اپنا دین چھپاتے تھے اور اپنے متبعین کو یہ تلقین کرتے تھے کہ تم اوپر ایک دین کے ہو جو کوئی چھپا دیکھا ہو بیزر کمیگا اوسکو اللہ اور جو کوئی ظاہر کرے گیگا ذلیل کرے گیگا اوسکو اللہ جیسا کہ کلینی نے روایت کیا ہے انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ

گو ہم تفاسیر حضرات اہل تشیع کی طرف تو جہہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مفسرین شیعہ اس آیت کی نسبت کیا کہتے ہیں اور اس مخاطبہ کو کن لوگون کی طرف بتلاتے ہیں اور ان اوصاف کو کن حضرات میں جمع فرماتے ہیں اور بہترین امت ہونے کو کس جماعت کے تسلیم کرتے ہیں صاحب تفسیر مجمع البیان تحت آیت کریمہ کنتم خیر امتہ کے فرمایا ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے امر و نہی کا ذکر فرمایا بعد اوسکے اون لوگون کا بیان کیا کہ جو عمدہ باتوں کا حکم کرتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے اور اس واسطے اون لوگون کی تعریف فرمائی تاکہ اور آدمی ان کا اتباع اور اقتداء کریں اور یہی وجہ ہے کہ انہیں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم بہترین امت ہو بعضوں نے کہا ہے کہ اوس سے مراد مہاجرین ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خطاب کل صحابہ سے ہے لیکن اور اس میں شک ہے اور کنتم خیر امت اللہ جل جلالہ نے اس واسطے فرمایا کہ بیشک ایسا ہی ہو گا اور اوسے واقع ہونے میں کوئی شبہ اور شک نہو گا اور صحابہ جیسے بہتر و نرے ہی رہ گئے اور اسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہو وکان اللہ غفوراً رحیماً تو کیا اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا تمام مرہبان اور اب نہیں ہے! آئندہ مزید گام عبارت اوس کے ایک مقام کی یہ ہے۔

لہذا تقدیر ذکر الامر والنہی عقبہ معالیٰ بذکر من تصدیق التیام وذلک  
 مدحہم ترغیباً فی الاقتداء بہم فقال کنتہم خیر امت اخرجت للناس  
 قبل فیہ اقوال احدہا ان معنایہ انتہ خیر امت اور ایک مقام کی یہی  
 واخلت فی المعنی بالخطاب فقیل ہما لہما جرون خاصۃ وقیل ہو  
 خطاب للصحابۃ ولاکنہ یعم سائر الامۃ اور ایک مقام کی یہ ہے  
 ورابعہا ان کان مزیدۃ دخولہا کخروجہا الا انها تاکید بوقوع الامر  
 لامحالة لانه بمنزلۃ ما قد کان فی الحقیقۃ فیہ بمنزلۃ قولہ تعالیٰ  
 واذکر واذا انتہ قلیل و فی موضع اخر اذ کنتہ قلیلاً فکثرکم ونظیرہ  
 قولہ تعالیٰ وکان اللہ غفوراً رحیماً لان مغفرۃ المسابقۃ کالماضیۃ  
 فی تحقق الوقوع یعنی صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں کہ آیت کنتہم خیر امت  
 میں بعض کہتے ہیں کہ خطاب اللہ کا مہاجرین سے ہے اور بعضے علماء فرماتے ہیں کہ  
 کل صحابہ سے اور اللہ نے ان سے اس واسطے خطاب کر کے اونکی یون تعریف فرمائی  
 کہ تم بہترین امت ہو تاکہ اور لوگ اونکی پیروی کریں اور اونکی راہ پر چلیں جیسا کہ  
 الفاظ تفسیر کے مدحہم ترغیباً فی الاقتداء لہم خطاب کرتے ہیں اور پوری  
 صاحب مجمع البیان اس شبہ فاسد اور وہم کاسد کو بھی دفع کرتے ہیں کہ حاکم  
 تشیع ہر وقت اور ہر ساعت اپنے زبان پر جاری رکھتے ہیں اور سلف سے خلف تک  
 کتابوں میں لکھتے چلے آتے ہیں کہ صحابہ کرام اور انکے تبعین عظام سوائے دو  
 چار کے دین سے کلیتہً مرتد ہو گئے اور اللہ کے دین سے پر گئے کہ کنتہم خیر امت  
 سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ صحابہ اور سیوقت میں بہترین امت تھے جو وقت کہ اس آیت  
 میں مخاطب کئے گئے تھے نہیں بلکہ وہ ہمیشہ بہترین امت رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی  
 صفت اسی لفظ کان سے بیان فرماتا ہے وکان اللہ غفوراً رحیماً اس کے یہ معنی

نہیں ہیں کہ اللہ پہلے تمام زبان اب نہیں ہے یا آئندہ نہ ہوگا پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 کی صفت دائمہ و قدیمہ ہے اس طرح صحابہ کی یہ صفت مستمرہ ہے کہ ان میں حضرات  
 شیعہ جو اس آیت قرآن کو دیکھیں اور کہہ رہے ہیں ہنگو ارا امامیہ جو اس عبارت مجمع البیان  
 پر نظر کریں اور ذرا اپنے ولیمین انصاف فرما دیں کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام  
 پاک میں بہترین امت فرما دیں اور صاحب مجمع البیان ان کے بہترین امت ہونیکو  
 دو نام دوسری آیت سے ثابت فرما دیں وہ حضرات کے یہاں بدترین امت  
 قرار دے جا دیں حضرات شیعہ زرارہ کو کہ جسکو ایمہ علیہم السلام بدترین یہود و نصاریٰ  
 سے بتلا دیں اور شرمن الیہود والنصارى فرما دیں اپنا مقتدا اور پیشوا  
 بنا دیں اور آثار نبوت کے روشن کرنیوالوں اور رسالت کے چمکانے والوں میں  
 داخل فرما دیں اور صحابہ کرام کہ جسکو اللہ تعالیٰ خیر امت ارشاد فرماوے وہ  
 حضرات کے یہاں شر امت قرار دے جا دیں اور نبوت کے مٹانے والے اور رسالت  
 کے دفع کرنے والے بتائے جا دیں سبحان اللہ اسکا نام اسلام ہے اور یہی  
 ایمان ہے اگر مسلمان ہیں اس کے شیعہ دارند + آہ گرازیے امروز بود فردا +  
 جن مقدسین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماوے کہ تم منتخب کر لئے گئے ہو نیک باتوں کا  
 حکم کرنا ہو انکی نسبت جناب مخاطب اور ان کے اکابر فرماتے ہیں کہ وہ خدا کے  
 حکم یعنی متعہ وغیرہ کو رد کرتے تھے افسوس ہے تمہارے حال پر اے قوم شیعہ  
 حسرت ہے تمہارے مال پر اے حضرات امامیہ کہ جن لوگوں کو تم نے منتخب کیا ہے مثل  
 زندارہ اور ابو بصیر اور ابو الجارود وغیرہم کے وہ تو نبوت چمکا دیں اور رسالت  
 کو روشن کریں باوصف اس بات کے کہ ایمہ علیہم السلام ہزار مرتبہ اوپر کفر کا اطلاق  
 کریں اور لاکھ مرتبہ لعنت فرما دیں اور جسکو اللہ نے منتخب کیا ہے وہ خدا کے دین کو  
 مٹا دیں اور نور رسالت کو بجھا دیں جن نفوس قدسیہ سے اللہ تعالیٰ فرماوے کہ تم

لوگوں کو بری باتوں سے روکتے ہو اور منہیات شرعیہ سے باز رکھتے ہو اور انکی نسبت  
حضرت مجیب اور انکے مقتدا فرماتے ہیں کہ وہ تو عمدہ اور اچھی باتوں یعنی سقہ  
وغیرہ سے روکتے تھے سچ ہے مقتدہ کیونکہ نہ اچھا ہو گا کہ جسکے جماع کی وقت فرشتہ  
آسمان پر سے واسطے چوکیدار کی دھڑکتے چلے آئے ہیں جن بزرگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ  
فرمادے کہ تم سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور انکو حضرات نعوذ باللہ متردد  
دین اور معاذ اللہ کافر بتلاوین ملازمان والا اپنے امام اعظم کے  
جواب کو کہ جناب مرتضوی نے مقتدہ کے حرام ہونے کو تقیہ سے کہہ دیا تھا ملاحظہ فرمائیے  
اور ذرا حیا و شرم کو پیش نظر رکھ کر اس جواب میں غور فرمائیے کہ جن لوگوں کو اللہ  
تعالیٰ بہترین امت فرمادے اور جنکو تمام امت سے منتخب کرے اور جنکو آمین  
بالمعروف کے ساتھ ملقب کرے اور جنکو نا حین عن المنکر بتلاوے اور جنکو  
مؤمنین باللہ ارشاد کرے ان سے جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ اپنا مذہب  
مخفی کریں اپنا مشرب پوشیدہ کریں اپنا مسلک چھپا دیں جناب والا وہ کون مذہب اور  
مشرب اور مسلک تھا جو ان بزرگوں سے چھپایا جاتا تھا میں اس آیت کو اسی پر ختم کرنا  
ہوں اور دوسری آیت کو لکھتا ہوں

## دوسری آیت

گیارہویں پارہ سورہ برات میں

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ

بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

تحتها الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

یعنی جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے

پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی اور ن سے اور وہ راضی اللہ سے اور طیار کی ہین <sup>سط</sup>  
 اونکے جنتین کہ نیچے بہتی ہین اونکے نہرین را کرین وہ جنتونین ہمیشہ اس آیت  
 میں ہی سجاوہ تعالےٰ مہاجرین اور انصار کی تعریف اوس حد تک بیان کرتا ہے  
 کہ جس سے اونکا جنتی ہونا قطعاً اور یقینی ثابت ہوتا ہے **وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ**  
**مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْانصَارِ** میں ہجرت کرنے والوں اور اونکی مدد کرنے والوں کا ذکر  
 ہے یعنی جو لوگ قدیم ہین پہلے وطن کو چھوڑ کر نیوالے اور مدد کرنے والے اور **الَّذِينَ**  
**اتَّبَعُوهُمْ** باحسان میں مہاجرین اور انصار کی پیروی کرنے والوں کا بیان ہے  
 یعنی جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار کے ساتھ نیکی کی پیروی کی اور رضی اللہ  
 عنہم میں اللہ تعالےٰ نے تینوں گروہوں سے اپنی رضامندی ظاہر کی یعنی راضی  
 ہو گیا اللہ مہاجرین اور انصار اور اونکی راہ پر چلنے والوں سے اور **مَرْضُوْعِنَا**  
 میں تینوں جماعتوں کی خوشنودی اپنی ذات مقدسہ سے بیان کی یعنی مہاجرین اور  
 انصار اور اونکے طریقہ پر چلنے والے اللہ سے راضی ہو گئے اور **وَاَعِدْ لَهُمْ جَنَّاتٍ**  
**تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** میں فرمایا کہ جنتین ان تینوں جماعتوں کے واسطے  
 طیار کیلپی ہین یعنی طیار کیا اللہ نے واسطے مہاجرین اور انصار اور اونکے تبعین  
 کے جو جنتوں کو کیسی جنتین کہ بہتی ہین نیچے اونکے نہرین اور **خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا** میں  
 تینوں گروہوں کے ہمیشہ جنتوں میں رہنے کو ارشاد فرمایا یعنی مہاجرین اور انصار اور  
 اونکے تبعین جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے اس آیت میں اللہ جل جلالہ مہاجرین اور انصار  
 اور تبعین کی چار طرح سے صفت فرماتا ہے اول اللہ کا اون سے راضی ہو جانا دوسرے  
 اونکا اللہ سے رضامند رہنا تیسرے جنتوں کا اونکے واسطے طیار کیا جانا چوتھے اونکا  
 جنتونین ہمیشہ عیش و آرام کرنا اسی عیش و آرام کی نسبت فاضل کا شافی شیعہ  
 خلاصۃ المسجع میں اور صاحب تفسیر علوی اثناء شری تحت آیہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**

ذکر و نعمت اللہ علیکم کے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اللہم ان  
 العیش عیش الاخرة فاغفر الانصار والمهاجرین یعنی اے اللہ  
 تحقیق عیش عیش آخرت کا ہے پس بخش تو انصار اور مہاجرین کو اب فرمائیے کیا  
 مہاجرین اور لوگوں کو نہیں کہتے ہیں کہ جنہوں نے رسول کے ساتھ اپنی وطن  
 لینے مکہ کو چھوڑا اور کیا انصار کا اور لوگوں پر اطلاق نہیں ہے جنہوں نے  
 رسول اللہ اور ان کے یاروں کی امانت میں اپنے مال و متاع کو صرف کیا کیا والذین  
 اتبعونہم باحسان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جن لوگوں نے اتباع مہاجرین  
 اور انصار کا نیکی کے ساتھ کیا کیا رضی اللہ عنہم کا یہ ترجمہ نہیں ہے کہ خوش  
 ہو گیا اللہ ان سے یعنی مہاجرین اور انصار اور ان کے متقلدین سے کیا رضی اللہ  
 کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خوش ہو گئے وہ لوگ یعنی مہاجرین اور انصار اور ان کے تابعین  
 اللہ جل جلالہ سے کیا واعد لہم جنات تجری من تحتہا الانهار کا یہ مفہوم  
 نہیں ہے کہ مہاجرین اور انصار اور ان کے متبعین کی واسطے جنتیں طیار کی گئی ہیں  
 اور کیا خالدين فیہا ابدًا میں یہ بیان نہیں ہے کہ مہاجرین اور انصار اور  
 ان کے متقلدین جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے اگر نہیں ہے تو جناب مخاطب فرما دیں کہ مہاجرین  
 کے کیا معنی ہیں اور انصار کا کیا ترجمہ ہے اور والذین اتبعونہم باحسان  
 کی کیا تفسیر ہے اور رضی اللہ عنہم میں کس چیز کی تقریر ہے اور رضی اللہ  
 عنہم میں کس امر کی تصریح ہے واعد لہم جنات تجری من تحتہا الانهار میں کس بات  
 کی توضیح ہے اور خالدين فیہا ابدًا میں کس مطلب کی تلوچ ہے اور اگر ہے تو  
 اب ارشاد ہو کہ وہ چھوڑنے والے وطن کے رسول اللہ کے ساتھ میں اور مدد کرنے  
 والے اللہ اور ان کے ساتھیوں کے کون لوگ تھے جن کو حق سبحانہ تعالیٰ نے چاروں  
 مجموعہ متالبع کے ساتھ بیان فرمایا ہے پہلی سابقون دوسری اولون تیسری

مہاجرین جو تھے انصار اور آپ کو اعمیٰ سرعوب کی قسم ہے سچ فرمائیے وہ پیر دی  
 کرنے والے مہاجرین اور انصار کے کون لوگ ہیں جن کو حق تعالیٰ جموع ثلاثہ کے ساتھ  
 میں قصد فرماتا ہے پہلے الدین دوسرے اتبعو تیسرے ہمد آپ کو ہشام ابن ابی  
 خدیج کے کوکل بتانے والے کی قسم ہے انصار فرماتے ہیں وہ مہاجرین اور انصار خوش کرنے والے  
 اللہ کے کون حضرات ہیں جن کی طرف حق تعالیٰ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ضمیر  
 جمع کو پیر فرماتا ہے آپ کو صاحب الطاق کی قسم ہے صحیح کیسے وہ مہاجرین اور انصار خوش  
 ہونیوالے کون بزرگ ہیں خدا سے جن کی جانب حق سبحانہ تعالیٰ رضو عنہ میں  
 ضمیر جمع کو راجع کرتا ہے آپ کو مملکۃ القاب ابو الحار و کی قسم ہے سچ بتلایے وہ مہاجرین  
 اور انصار موعود بالجنت کون اتقیا ہیں کہ جن کو حق تعالیٰ اعد لہم جنات تجری  
 من تحتہا الانہار میں ضمیر جمع سے قصد فرماتا ہے آپ کو زرارہ کی قسم ہے ٹھیک  
 بتلایے وہ مہاجرین اور انصار خالد بن فی الجنتہ کون اصفیاء ہیں کہ جن کو  
 حق تعالیٰ خالد بن فیہا ابداء میں صیفہ جمع سے ارادہ فرماتا ہے حضرت مجیب غیر  
 مصیب ملاحظہ کریں اور خیال فرماویں کہ گو آیت اولیٰ کے تحت میں موافق  
 آیت قرآن اور مطابق تفسیر مجمع البیان کے مہاجرین کا بہترین امت ہونا اور  
 بالدام افضل رہنا ثابت ہو چکا ہے اور وہ ہم اہل تشیع کا کلیتہً باطل ہو چکا ہے  
 مگر اس آیت میں تو حق تعالیٰ صاف و صریح بلفظ مہاجرین اور انصار رسول اللہ  
 صلعم کے اصحاب مکی اور احباب مدنی کا ذکر فرماتا ہے اور اپنی رضامند کو صراحۃً  
 بغیر کنایہ کے اون کی ذوات عالیہ کے ساتھ میں صیفہ ماضی دالہ علی الدوام سے متعلق  
 فرمایا ہے اور ان کی رضامندی اور خوشنودی کو اپنی ذات سے بوضاحت تمام  
 اور بصراحت بالاکلام صیفہ ماضی دالہ علی الاستمرار کے ساتھ ظاہر فرماتا ہے  
 اس آیت میں مقتدیون شیعہ اور پیشوایان اثناعشریہ ایک شبہ پیش کرتے ہیں اور

او سپر بڑا غونا مچاتے ہیں کہ بعض صحابہ کی ہجرت اور بعض انصار کی نصرت خالصہ  
 لوجہ اللہ نہ تھی خصوصاً خلفائے ثلاثہ کی ہجرت محض دنیا کی واسطے واقع ہوئی تھی  
 لہذا ہر فرد مہاجرین کی ہجرت کے محمودہ اور ہر شخص انصار کی نصرت کے عمدہ ہوئے  
 میں ایک ایک آیت بیان کرتا ہوں تاکہ جناب مخاطب اور اونکی قوم سے یہ شبہ  
 بھی دفع ہو اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مہاجرین  
 سے اخراج کی طرف خیال باطل اور وہم عاقل نہ آئے ہو الذین اخرجوا من  
 ديارهم بغیر حق الا ان يقولوا ربنا اللہ یعنی جو لوگ نہ نکالے گئے اپنی گھر  
 سے کوئی قصور نہیں تھا سوائے اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے تھے خلاصہ یہ  
 کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے نکالے گئے  
 کوئی وجہ اور انکے جانکی نہ تھی سوائے اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا معبود مطلق  
 اور خداے برحق جانتے تھے بہر حال خلفائے راشدین کا مہاجرین میں داخل ہونا  
 ظاہر ہے اور کل مہاجرین کا محض خدا اور رسول کبریا کو ان آیات سے ثابت ہے والذین  
 تبعوا والدار والایمان من قبلهم یحبون من ہاجر الیہم ولا یبغون  
 فی صدورہم حاجة مما اوتوا و یؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم  
 خصاصة ومن یوق شہ نفسہ فاولئک ہم المفلحون یعنی جو لوگ مہاجرین  
 سے پہلے مدینہ منورہ میں رہتے تھے وہ چاہتے ہیں ان لوگوں کو جو ہجرت کر کے آئے  
 پاس انکے اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے اس کا کچھ خیال نہیں کرتے اور ان  
 سے رنجیدہ نہیں ہوتے اگرچہ وہ خود بھی محتاج ہیں اور اپنی جانوں سے زیادہ  
 مہاجرین کو چاہتے ہیں اور کچھ حرص و طمع نہیں رکھتے پس یہی لوگ فلاح پائیں گے  
 ہیں اگرچہ آیت اولیٰ اور تفسیر طبری شیعہ سے تمامی صحابہ کا بہترین امت ہونا اور  
 آیت ثانیہ سے مہاجرین اور انصار اور انکے متبعین سے خدا تعالیٰ کا راضی ہونا

اور انکا خدا سے تعالیٰ رضامند رہنا اور جنہوں میں ہمیشہ عیش و آرام کرنا تفصیلاً اور  
 تصریحاً ثابت ہے اور ان دونوں آیتوں سے ہر فرد مہاجرین کی ہجرت کا اور ہر  
 شخص انصار کی نصرت کا خالص الوجهہ ہونا مستحق ہے مگر ہم خاصتہ جب کتب  
 مؤثرین اہل تشیع کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور احادیث ائمہ علیہم السلام کو دیکھتے ہیں  
 تو ان میں صاف و صریح مہاجرین اور انصار خصوصاً خلفائے راشدین کی تعریف  
 اور توصیف پاتے ہیں اور ائمہ علیہم السلام انکے براکھنے والوں کو مسلمانوں سے خارج  
 بتلاتے ہیں چنانچہ صاحب الفصول حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں  
 کہ ایک روز حضرت امام باقر علیہ السلام ایک طرف ہو کر نکلے وہاں ایک جماعت بیٹھی  
 تھی وہ لوگ خلفائے ثلاثہ کی عیب چینی کرتے تھے آپ کہہ رہے ہو گئے اور فرمایا کہ اے  
 لوگو کیا تم ان مہاجرین سے ہو کہ جو اللہ کے واسطے اپنے گہروں سے نکالے گئے اور  
 خدا کی راہ میں جنگ کا مال لٹا گیا اور جنہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مدد کی  
 انہوں نے کہا کہ نہیں ہم اونہیں سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا یہ کیا اون لوگوں  
 میں سے ہو کہ جنہوں نے دار ہجرت اور ایمان میں گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام  
 دیا تھا انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ خود تم بیزار ہو گئے اور نہیں چاہتے کہ  
 دونوں فرقہ میں سے ہو اور میں گواہی دیتا ہوں تم اونہیں سے بھی نہیں  
 جنگی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کے آئے  
 وہ ایسے مومن ہو ورنہ یہ دعا کریں گے کہ اے اللہ ہماری اور ہمارے اگلے  
 ہائیوں کو جو ہم سے ایمان میں سبقت لیگئے ہیں مغفرت کر۔ اور ہمارے دل میں  
 مسلمانوں کی طرف سے کینہ مت رکھ بیٹیک تو نرمی کر نیوالا مہربان ہے عبارت او کی یہ ہے  
 انہ قال لجماعة خاضوا فی ابی بکر وعمر وعثمان الا تخبرونی  
 انتم من المهاجرین الذین اخرجو من ديارهم واموالهم یدتغون

فضلاً من الله ورضواناً وينصرون الله ورسوله قالوا لا قال فانتم من  
الذين تبوءوا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم قالوا  
لا قال اما انتم فقد برئتم ان تكونوا احدهما من الفريقين وانا انما  
انكم لستم من الذين قال الله تعالى والذين جاءوا من بعدهم  
يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا  
تجعل في قلوبنا غلاً للذين امنوا ربنا انك رؤوف رحيم

اللہ اب بھی خلفائے کرام کی عیب جوئی سے باز آئیے ورنہ موافق گو اہی امام باقر  
علیہ السلام کے اسلام اور ایمان سے ہاتھ اوٹھائیے و اسے بر اسلام اوس قوم کے  
کہ جن بزرگوں کو اللہ تعالیٰ فرما دے کہ میں ان سے راضی یہ مجھ سے راضی اونکو  
تو اللہ کے مفضوبوں اور رد کرنے والوں حکم خدا میں داخل کریں اور جن پر اہم  
علیہم السلام لعنت فرما دیں اور یہود و نصاریٰ سے بدتر بتلاویں اونکو نجات دے  
اور امت مسلمہ میں شامل کریں اب جناب مخاطب فرما دیں کہ جناب مرتضوی  
کرم اللہ وجہہ کیوں ان مہاجرین سے تقیہ کرتے تھے اور کیوں ان انصاری اپنے  
دین کو مخفی کرتے تھے اور کس واسطے انکے متبعین سے اپنے مذہب کو چھپاتے تھے جو  
آپ اور آپ کے امام اعظم نے فرما دیا کہ حضرت علی نے مسند کے حرام ہونیکو تقیہ سے کہا  
اس آیت کو یہیں پر ختم کرتا ہوں اور تیسری آیت کو شروع کرتا ہوں۔

## تیسری آیت

وسوین پارہ سورہ انفالمین

والذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله والذين آووا ونصروا  
اولئك هم المؤمنون حقا لهم منقرة و رزق كريم

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے  
 جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں اور انہیں کے لئے مغفرت اور رزق  
 کا کما مت ہے اس مقام پر حق سبحانہ تعالیٰ مہاجرین کا اس طرح ذکر فرماتا ہے کہ  
 جو لوگ ایمان لائے رسول اللہ صلیم پر اور گہر بار کو چھوڑ دیا حضرت کی معیت پر  
 اور جہاد کیا اللہ کا کلمہ بلند کرنے پر وہی لوگ مومن ہیں اور واسطے انہیں کے  
 بخشش ہے اور انصار کا تذکرہ اس طرح سے کرتا ہے کہ جن لوگوں نے جگہ دی  
 مہاجرین کو اور مدد کی رسول اللہ کی وہی لوگ سچا ایمان رکھتے ہیں اور انہیں  
 کے واسطے بخشش ہے اس آیت میں بھی حق سبحانہ تعالیٰ نے مہاجرین اور  
 انصار کا مجموعہ عشرہ کے ساتھ میں بیان فرمایا اور انکی افعال و صفات کو  
 شرح ذکر فرماتا ہے اگرچہ نص اولیہ اور تفسیر طبریہ سے کل صحابہ کا بہتر ہونا اور  
 افضل تمام امت سے بالذام رہنا اور آیت ثانیہ اور حدیث باقریہ سے مہاجرین  
 اور انصار اور ان کے مقلدین کبار کا قطعی جنتی اور یقینی بہشتی ہونا کا یقینی  
 تحقق اور جمیع الوجوہ متفق ہو چکا ہے لیکن ہم پر واسطے تسکین حضرت  
 شیعہ اور اطمینان اثنا عشریہ کی تفسیر مجمع البیان سے اس آیت کی تفسیر مجتہد  
 نقل کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرات اسکی نسبت کیا جواب دیتے ہیں مفسر  
 موسوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں پر مہاجرین اور انصار کا  
 تذکرہ فرمایا اور انکی ثنا و صفت بیان کی پس اللہ تعالیٰ کے اس قول والذین  
 امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ کا یہ مطلب ہے کہ انہوں نے  
 تصدیق کی اس کے رسول کی اور ہجرت کی اپنے گھروں سے یعنی مکہ سے  
 مدینہ کو اور جہاد کیا خدا کے دین کی ترقی کے لئے اور الذین اووا و نصروا  
 کے یہ معنی ہیں کہ جگہ دی مہاجرین کو اور مدد کی رسول کی اور اولئک

هم المؤمنون حقاً ہے یہ مقصود ہے کہ وہی لوگ سچے مسلمان ہیں اس واسطے  
 کہ انہوں نے اپنے ایمان کو ہجرت کر کے اور مدد دیکے ثابت کر دیا عبارت اولیٰ میں  
 ثم عاد سبحانه الی ذکر المهاجرین والانصار و مدحهم والثناء  
 علیہم فقال والذی امنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ ایضاً  
 اللہ ورسولہ وهاجروا من ديارهم واطاعوا فہم یعنی من مکة الی  
 المدینۃ وجاهدوا مع ذلک فی اعلاء دین اللہ والذین اووا و انصروا  
 ای ضموا الیہم و انصروا النبی اولئک هم المؤمنون حقاً ای  
 اولئک الذین حققوا ایمانہم بالہجرة والنصرة صاحب تفسیر مجمع البیان  
 بیان کرتے ہیں کہ مهاجرین اُن لوگوں کو کہتے ہیں کہ جنہوں نے مکہ کو رسول اللہ  
 کی معیت میں چھوڑ دیا اور مدینہ کو اپنا وطن بنالیا اور خدا کے دین کی ترقی کے  
 واسطے جہاد کیا اور انصار اُن بزرگوں کو کہتے ہیں کہ جنہوں نے مهاجرین کو  
 اپنے گروہ میں جگہ دی اور رسول اللہ کے دین کی مدد کی اور ان دونوں  
 گروہوں نے اپنے ایمان کو ہجرت اور نصرت سے ثابت کر دیا۔ دیکھئے۔ اس  
 آیت اور اسکی تفسیر سے مهاجرین اور انصار کا معنی یہ ہے کہ اللہ اور  
 مجاہدین فی سبیل اللہ کا علاء دین اللہ ہونا باحسن وجوہ ثابت ہو گیا  
 اور خلفائے راشدین کا موافق حدیث باقری کے مهاجرین مدوحین میں شمار  
 ہونا اور اخیر تک افضل امت رہنا اور خاتمہ کا ایمان اور اسلام پر واقع ہونا  
 بالکل وجوہ ظاہر ہو گیا اب ہم بالتخصیص مفسرین شیعہ سے خلفائے راشدین کا  
 مهاجرین سے ہونا نقل کرتے ہیں خلاصۃ المنہج کا شافعی میں لکھا ہے روز بدر  
 ہفتاد تن اسیر شدند و از جملہ ایشان عباس و عقیل بودند حضرت در بار ایشان  
 با اصحاب مشاورہ کرد ابو بکر کہ از مهاجرین بود گفت یا رسول اللہ اکابر و اصحاب

این قوم اقارب و غشایر تواند اگر هر یک بقدر طاقت و استطاعت فدا ر بد بد باشد که  
 زردی بدولت اسلام برسد اس عبارت تفسیر کاشانی سے رسول اللہ کا اپنے اصحاب  
 خصوصاً خلفائے راشدین سے مشورہ کرنا اور پھر ان کا مہاجرین سے ہونا اور اہل مدینہ  
 میں معدود ہونا بخوبی معلوم ہوا اب جناب والا فرمادیں کہ جب مہاجرین کو اللہ تعالیٰ  
 مہاجرین سے جنتی فرمادے اور ان کے واسطے مغفرت مقرر کرے تو کیا وہ لوگ کسی وقت  
 میں خدا کے حکم کو رد کر سکتے ہیں اور اللہ کے دین سے منحرف ہو سکتے ہیں پس جبکہ ان  
 بزرگوں کا قائلہ علی دین اللہ ہونا آیات قرآنی اور احادیث امیہ اور تفاسیر شیعہ سے  
 قائم ہو گیا تو پھر جناب مرتضوی نے کیونکر متعہ کے حرام فرمادینے میں تقیہ کر لیا اور ان بزرگوں  
 نے کس طرح خدا کے حکم کو رد کر دیا اس آیت کو ہمیں پرچھوڑنا ہوں اور چوتھی آیت شروع کرنا ہوں

## چوتھی آیت

پچھیسواں پارہ سورہ فتحنا

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في  
 قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحة قريباً ومغانم كثيرة  
 ياخذونها وكان الله عزيزاً حكيماً

یہ تحقیق اللہ راضی ہو گیا مومنین سے جب ہاتھ ملانے لگے تھے سے اس درخت کے نیچے  
 پس جان لیا جو کچھ ان کے دلمین تھا پھر اوتارا اوپر چین اور آرام اور انعام میں دی  
 اور کو فتح نزدیک حضرات اہل تشیع عموماً اور جناب مخاطب خصوصاً ارشاد کرین اور  
 اسکا فرمادین کہ کیا لفظ لقد رضى الله عن المؤمنين میں راضی ہو جانا خدا کا اور ان  
 مومنین کے ہونے درخت کے نیچے سوال کے ہاتھ پہنچنے کی تھی نہیں جانا جاتا اور کیا ان مومنین کی جمعیت  
 ان سوال اللہ صلعم سے درخت کے اذیبا یعونک تحت الشجرة میں نہیں پایا جاتا اور

کیا اونہیں مومنین کی صفائی طلب فعلہ مافی قلوبہم سے نہیں معلوم ہوتا  
 اور کیا اونہیں مومنین پر رحمت اور طمانیت خدا تعالیٰ فانزل السکینۃ علیہم  
 سے نہیں بھی جاتی کیا اونہیں مومنین کی تقدیر میں فتح قریب و اثابہم فتح  
 سے نہیں ظاہر ہوتی پہر اب فرمائیے وہ مومنین کون تھے کہ جن سے حق سبحانہ تعالیٰ  
 راضی و خوش ہو گیا وہ بیعت کرنے والے کون بزرگ تھے کہ جنہوں نے رسول اللہ  
 ہاتھ سے ہاتھ ملا دیا وہ کون نفوس قدسیہ تھے کہ جنکے قلوب کی صفائی کو عالم الیقین  
 نے اپنے علم سے جانچ لیا وہ کون مقدسین اور ابرار تھے جنکے اوپر غفور مہربان  
 نے اپنی رحمت اور طمانیت کو اتار دیا وہ کون مستحقین انعام پروردگار تھے جنکے  
 پروردگار عالم نے وعدہ فتح کا کر لیا اگر صحابہ کرام سے خوش نہیں ہوا تو مہربانی  
 ماضی اور اسکا فاعل کیا ہوا اگر انہوں نے بیعت نہیں کی تو ضمیر یبے بیوں  
 کہاں گئے اگر انہوں نے رسول اللہ کا ہاتھ نہیں پکڑ لیا تو کان خطاب کا کہہ کر گئے  
 اگر انکے دلوں میں نفاق اور نقصان تھا تو فعلہ مافی قلوبہم میں کس کا کیا  
 تھا اگر اوپر خدا کی رحمت اور طمانیت نازل نہیں ہوئی تو ضمیر عظیم کیا ہوئی اگر ان  
 مشرکہ فتح نہیں دیا تو فتح آخرتیا کے ساتھ کس سے حکم ہوا جناب مخاطب فرما دیں  
 انکے اقوام ارشاد کریں اگر صحابہ کبار مراد نہیں ہیں تو کون بزرگوار ہیں کتنی  
 کی جاتی ہے کن کی یہ توصیف فرمائی جاتی ہے کن لوگوں کی طرح میں یہ آیت اتار  
 گئی ہے کن کے وصف میں یہ نص نازل کی گئی آپ کچھ ہیج ہیج دلائل اپنے  
 اور محدثین کی کتابوں میں کشف الغمہ اور تفسیر کاشانی کو ملاحظہ فرمائیں دیکھیں  
 راہ پر چلتے ہیں اور کن بزرگوں پر اس آیت کریمہ کو منطبق کرتے ہیں ہم اس مقام  
 حدیث کشف الغمہ کو اس کے ترجمہ سے بعینہ نقل کرتے ہیں۔ از جابر ابن عبد اللہ  
 روایت است کہ ما در ان روز ہزار و چار صد کس بودیم در ان روز من از حضرت

پیغمبر خدا صلعم شنیدم کہ آن حضرت خطاب بجا منزلان نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل کتب  
 بنشینید و ما ہمہ دران روز بیعت کردیم و کہے از اہل بیعت نکث نمود و مگر قید ابن قیس  
 کہ آن منافق بیعت خود را شکست حضرت مخاطب خیال فرماوین کہ صاحب کشف الغمہ  
 حضرت بالعین تحت الشجرہ کا شمار چودہ سو کا کرتے ہیں اور اوں بزرگوں کا بہترین  
 روئے زمین ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں اور نہ فقط  
 اس قدر بلکہ صراحتہ کہتے ہیں کہ کسی نے اوس بیعت سے انحراف نہیں کیا اور نہ کسی نے  
 اوس کو شکست کیا البتہ قید ابن قیس نے اوس کو توڑ دیا کہ وہ نفس الامر میں منافق  
 تھا دیکھئے کہ صاحب کشف الغمہ نے آیت لقد مرضی اللہ عن الموہبین کو کمر  
 کھیل کے ساتھ صحابہ کرام پر منطبق کیا اور کیسا اونکا بہترین روئے زمین ہونا رسول  
 اللہ صلعم سے روایت کیا اور انکی استقامت کو بیعت پر ماوام الحیات بیان کیا  
 اور قید ابن قیس منافق کو اون سے خارج کیا اسی روایت کشف الغمہ سے صاحب  
 تقلیب الکابد کا کبیدہ عظیم اور مکر سقیم صاف کھل گیا اور اوں پر کلیتہ منقلب ہو گیا وہ  
 کہتے ہیں کہ بالعین تحت الشجرہ سے حضرت شیخین وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 و عنہم نے بیعت کو توڑ دیا اور اپنے آپ کو بوجہ نکث بیعت الرضوان سے خارج  
 کر دیا چنانچہ عبارت انکی یہ ہے کہ اما بودن ابو بکر و عمر در اہل بیعت رضوان  
 پس فایدہ بحال شان نہیں ساند زیرا کہ حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ میفرماید ان الذین یمیانہ  
 این کلام معجز نظام دلالت میکند برین کہ بعضے اہل بیعت رضوان نکث بیعت خواہند  
 کرد چنانچہ از ابو بکر و عمر و دیگران بظہور رسید اب اس عبارت تقلیب کو کہ بعضے اہل  
 بیعت رضوان نکث بیعت خواہند کرد چنانچہ از ابو بکر و عمر و دیگران بظہور رسید  
 اوس عبارت ترجمہ کشف الغمہ سے کہ کہے از اہل بیعت نکث نمود مگر قید ابن قیس  
 کہ آن منافق بیعت خود را شکست ملائیے اور دیکھئے کہ صاحب تقلیب کا قول روایت

کشف الغمہ سے جو ثابت ہے یا سچا صحیح ہے یا غلط اب کہاں ہیں صاحب تقلیب الکلام  
 اور ان کے اولیا اور کدہر ہیں ان کے متبعین حضرات امامیہ لیسواؤنسے اس قدر تو  
 پہچنے اور اتنا تو دریافت کیجئے کہ اب بھی صاحب تقلیب کے قول پر اڑے رہ گئے  
 ایک سطر ادکا پچھا چوڑی گئے سچ فرمایا اللہ جل جلالہ نے وسیع علم الذین ظلموا  
 اے منقلب نیقلیون یعنی قریب ہے کہ جان لیوین گئے وہ لوگ کہ کس طرح پر ادکا ظلم کہ  
 کیا ہے اونہوں نے لوثتا ہے اونپر ملا زمان سامی کے سامنے ایک امر اور عرض کئے  
 دیتے ہیں کہ گو آپ صاحب مصائب النواصب کو مقدمہ متعہ دور یہ میں غیر معتد  
 ٹھرا چکے ہیں اور انکو اسوجہ سے پایہ اجتہاد سے گرچکے ہیں مگر پرنسب کا پاس  
 آہی جاتا ہے اور ہم مشربی کا لحاظ پڑ ہی جاتا ہے شاید آپ ان کے قدم پر قدم رکھتے  
 لگین اور انکی تقلید کر کے یہ فرمانے لگین کہ بیعت صحابہ کرام کی ضرور ہوئی حجت  
 خدا کی بیشک اونپر نازل ہوئی رضا مندی اونسے خدا کی سچی جانچ اللہ تعالیٰ کی کون  
 مگر اونسے اور افعال قبیحہ وقوع میں آگئے اور خلافت غصب کر گئے اسلئے منضوب نہ  
 ہو گئے جیسا کہ مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ مدلول آیت عند تحقیق رضائے حق  
 است ازان فعل خاص کہ بیعت است و کسے منکر این نیست کہ بعضے ازا فعال حسنہ ضریہ  
 ازا ایشان واقع است سخن درین است کہ بعضے افعال قبیحہ ازا ایشان بوجہ آدم  
 کہ مخالف آن عہد و بیعت است چنانکہ در امر خلافت جناب والا اگر قول شیعہ ثالث کا  
 سچا ٹھہرے تو قطع نظر اسکے کہ رضا مندی خدا طاق میں رکھی رہیگی اور بیعت رسول  
 علیحدہ پڑی رہیگی خدا کی جانچ جو ٹی ہو جائیگی اور طمانیت اوسکی بیکار جائیگی نقاب  
 شیعہ جو ٹے ٹرنے ہیں تفسیر کاشانی کو ملاحظہ کیجئے کاشانی نے خلاصۃ المنہج میں  
 بارہ سورہ فتح آیت کریمہ و من یطع اللہ و رسولہ یدخلہ جنات  
 تجزى من تحتھا الا نہار کے تحت میں لکھا ہے کہ ہر گاہ رسول مقبول از

متوجہ کہ شد در حدیبیہ رسید و ناقہ از رفتن بایستاد آن حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ  
 عثمان را نزد ابوسفیان و اشتراف قریش فرستاد چون نزدیک کہ رسید ابان ابن  
 سعد باد ملاقات نمود از اسب خود فرود آمد و عثمان را سوار کردہ خود در عقب او  
 بکہ رفتند و عثمان پیغام مذکورہ بایشان رسانید ایشان گفتند کہ ما محمد را نگذریم  
 کہ در کہہ در آید اگر تو خواہی طواف کن و باز گرداؤ گفت کہ پیش از رسول صلعم طواف  
 نکنم چون خواست باز گرد دمانع شدند و دیر ارجوس کردند آوازہ قتل او در  
 حدیبیہ شایع شد حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ اصحاب را زیر درخت سمرہ جمع کردہ بایشان  
 تجدید بیعت کرد کہ با قریش قتال کنند و از حرب روگردان نشوند شہید شوند یا فتح  
 نمایند ہمہ باین وجہ بیعت کردند مگر ابن قیس و ایشان بقول اصح یک ہزار و پانصد  
 و بیست و پنج نفر بودند حضرت صلعم فرمود کہ شما بہترین اہل زمینید از جا بر موی  
 است فرمودید و زخ فرو و دیکس از مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند و این بیعت  
 را بیعت الرضوان نام نہادند بحجت آنکہ حق تعالی در حق ایشان فرمود عن المؤمنین  
 اذ یأبى عنک تحت الشجرة خلاصہ یہ کہ صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج فرماتے  
 ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب مقام حدیبیہ میں پہونچے اور اونٹنی کٹری ہو رہی آپ  
 نے حضرت عثمان کو اشتراف قریش کے پاس بھیجا وہ لوگ حضرت رسول اللہ صلعم  
 کے آنے سے مانع ہوئے مگر حضرت عثمان کو اجازت دی کہ تم کعبۃ اللہ کا طواف کر لو آپ  
 نے فرمایا کہ میں ہرگز کعبہ کا طواف بغیر رسول خدا کے نہ کرونگا ہر حضرت عثمان نے لوٹنے  
 کا قصد کیا کفار نے اونکو مجبوس کر لیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس نہ آنے دیا اتفاقاً  
 حدیبیہ میں آپ کے قتل کی خبر مشہور ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سمرہ  
 کے نیچے کل اصحاب موجودہ سے بیعت قتال پر لی سب کی مگر قید نے تحلف بیعت سے  
 کیا اسوقت اصح قول پر پندرہ سو پچیس صحابی تھے آپ نے سب اصحاب سے مخاطب

ہو کر فرمایا کہ تم بہترین اہل زمین ہو اور یہ بھی فرمایا کہ جن لوگوں نے اس درخت کے  
 نیچے بیعت کی انہیں سے کوئی تنفس و وزخ میں نجاو گیا اور اس بیعت کو بیت الرضا  
 کہتے ہیں اس واسطے کہ ان لوگوں کے حق میں فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین  
 اذ یبا یعونک تحت الشجرة اس عبارت تفسیر کا شافی سے چند فائدہ حاصل  
 ہوئے اول یہ کہ حضرت عثمان کو کس درجہ ادب رسول خدا کا ملحوظ خاطر تھا کہ طواف کعبہ  
 باوجود اصرار قریش بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کیا دوسرے یہ کہ جمیع صحابہ کرام نے  
 بے تکلف برضائے قلب بیعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان نثار کرنے پر اختیار کر لیا  
 صرف قید ابن قیس نے کہ وہ موافق ترجمہ کشف الغمہ کے نفس الامر میں منافق تھا مختلف  
 کیا تیسرے یہ کہ بالعمین تحت شجرہ کہ جن کا تخمینہ پندرہ سو پچیس کا ہوتا ہے بہترین اہل  
 زمین تھے چوتھے یہ کہ وہ سب یقینی ہستی تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی نسبت  
 فرمادیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی دوزخ میں نجاو گیا ہر حال جبکہ صحابہ کرام بالعمین  
 شجرہ خصوصاً خلفائے عظام کا کثرت بیعت نہ کرنا بلکہ انکا قطعی جنتی ہونا بخوبی متفق  
 ہو گیا تو قول قاضی نور اللہ شوشتری صاحب مجالس المؤمنین کا کہ بعض افعال فیہ  
 از ایشان بوجود آید کہ مخالف آن عہد و بیعت است چنانکہ در امر خلافت حضرت لغور  
 یہودہ ہو گیا الغرض یہ کہ وہ مانحن فیہ میں اس رد و تردید سے بحث نہیں مقصود  
 یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید و فرقان حمید سے صحابہ کرام خصوصاً خلفائے عظام کا  
 قطعی جنتی ہونا پایا جاتا ہے ویسا ہی کتب شیعہ سے بھی سمجھا جاتا ہے وہو المقصود  
 اب ہم جناب مخاطب سے پوچھتے ہیں کہ جب آیت کنتم خیر امۃ میں صحابہ  
 رسول اللہ کا بہترین امت ہونا اور لوگوں کو نیک باتوں پر حکم کرنا اور اذیہ  
 بُری باتوں سے باز رکھنا اور خدا پر باقلب ایمان رکھنا اور آیت والسا بقول  
 الاولون من الہاجرین والا نصا دین ہاجرین اور انصار سے خطاب کیا

کا راضی ہونا اور انکو حق سبحانہ تعالیٰ سے رضا مند رہنا اور انکے واسطے جنتوں کا  
 طیار کیا جانا اور انکا جنتوں میں ہمیشہ عیش و آرام کرنا اور ایتہ والذین آمنوا و  
 ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ والذین اووا و نصروا میں ہاجرین  
 اور انصار کا مومن باللہ ہونا اور انکے واسطے خدا تعالیٰ کا وعدہ مغفرت قطعی  
 کرنا اور ایتہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبايعونک تحت الشجرة۔  
 میں مباغین تحت شجرہ سے خدا تعالیٰ کا خوش ہونا اور انکا رسول اللہ کے ہاتھ  
 پر بیعت کرنا اور خدا تعالیٰ کا انکی صفائی قلوب کو معلوم کر لینا اور انپر اللہ کی  
 طمانیت نازل ہونا اور خدا تعالیٰ کا انسے وعدہ فتح کر لینا کما ینبغی مشرح ہے اور  
 تفسیر مجمع البیان شیعہ اور ترجمہ کشف الغمہ اور فصول اثنا عشری اور تفسیر کاشانی  
 میں جمیع امور مذکورہ بالا بخوبی مصرح ہیں پس ایسے بزرگوں کی نسبت یہ اعتقاد  
 غیث رکھنا کہ وہ بدترین امت تھے بڑی باتوں کا حکم کرتے تھے اور نیک باتوں سے باز رکھتے  
 تھے خدا پر ایمان نہ رکھتے تھے خدا کے پسندیدہ سنتے خدا کو راضی نہ ہوا لے تھے جنتوں کے  
 مستحق تھے خلود فی الجنة کے لائق تھے بیعت رسول اللہ کو توڑ دیتے تھے خدا کے  
 علم میں عمدہ تھے رحمت اور طمانیت خدا کے قابل تھی اسوجہ سے حضرت علی اوں سے  
 اپنا دین چھپاتے تھے اپنا مذہب مخفی کرتے تھے اپنا مشرب پوشیدہ رکھتے تھے ضروریات  
 دنیا میں انکے خوف سے خلاف خدا و رسول کے کھدیا کرتے تھے امور مشروعہ میں مخالف  
 رسول کے موافق خلفا کے فرما دیا کرتے تھے اپنے دین کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اپنے مذہب  
 کا رخط علی الاعلان نہیں کہہ سکتے تھے اپنے مسلک کو کھلم کھلوگوں کو تلقین نہیں کر سکتے تھے  
 یہی وجہ ہے کہ متعہ کے حرام ہونیکو لوگوں سے موافق خلیفہ ثانی کے ازراہ تقیہ کے کھدیا  
 کرتے تھے بلکہ بعض اوقات میں متعہ کے حلال کہنے والوں کو بظاہر زجر و توبیخ کرتے تھے اور  
 عیاش فرمانے لگتے تھے خلفا کے سامنے نہ خدا کا پاس کرتے تھے نہ رسول کا لحاظ رکھتے تھے

ہر وقت اونہیں سے ڈرتے رہتے تھے اور ہر ساعت اونہیں کا دباؤ مانتے تھے کتنا  
 بڑا کفر صریح اور کیسا ارتداد قبیح ہے اب آپکو ہشام ابن الحکم اور ہشام ابن سالم اور  
 ہشامی اور جو الیقینی اور صاحب الطاق خدا کے کہو کل اور جسم حقیقی بتانیوالوں کے عقیدہ  
 کی قسم ہے اور زرارہ ایہ کے لعنت کئے گئے کی ایمان کی قسم ہے اور ابو بصیر امام جعفر  
 صادق کو دنیا پرست جانیوالے کے فہم کی قسم ہے اور سر حوب کے آنکھوں کی قسم ہے  
 جس طرح ہم نے صحابہ رسول رب العالمین خصوصاً خلفائے راشدین کا بہترین امت  
 امرین بالمعروف و ناہین عن المنکر اور مؤمنین باللہ اور مرضیہ  
 اللہ اور راضیین عن اللہ اور خالدين فی الجنة اور یاعین تحت شجرہ  
 آیات کلام الہی سے صراحتہ ثابت کیا ہے اسطرح آپ ہی معاذ اللہ اذکا کافر اور  
 مرتد اور مغلط فی النار اور ناکشیں بیت اور آمر بالمنکر اور ناهی عن المعروف اور مفضوب  
 عن اللہ اور منافق باللہ ہونا صرف دو ایک آیتوں قرآن سے ثابت کیجئے ورنہ  
 برائے خدا اپنے منہ کو ان بزرگوں کی بدگوئی سے بند کیجئے اور اپنی عاقبت کو خراب نہ ہونے  
 دیجئے وما علینا الا البلاغ اب جناب مخاطب اپنے امام اعظم کے جواب میں کہ یہ تو  
 حرمت متعہ کی وارد ہوئی ہے مقام تقیہ میں غور تو کریں آیا کوئی عاقل ایسی بات منہ سے  
 نکال سکتا ہے اور جناب مرتضوی کی روایت کو کہ حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت  
 گدھوں اہلی اور نکاح متعہ کا مجبول اونکے خوٹ اور خشیت پر کر کے اوسکو جوڑا سمجھ سکتا  
 ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم اوسکو موضوع اور دروغ جانتے ہیں ملازمان والا  
 آپکو اور آپکے امام اعظم کو ایسا کہدینا بجا و سزا ہے کسی مسلمان ایماندار کو تو نماز یا ہر  
 اب ہم کلام الہی سے قطع نظر کرتے ہیں حدیث کلینی اور نص جعفری کو لکھتے ہیں۔

حدیث کلینی و نص جعفری

عليه السلام من يجاهد في سبيل الله يضاعف أجره عن علي بن ابراهيم عن ابيه عن  
 بكير ابن صالح عن انفسهم بن يزيد عن ابي عمر الزبيرى عن ابي عبد الله  
 قال قلت لابي عن الدعاء الى الله والجهاد في سبيله اهو يقوم ولا يحل  
 الا بهم ولا يقوم الا من كان منهم امر هو مباح بكل من وحد الله عز وجل  
 وامر رسول الله صلى الله عليه واله ومن كان كذا فله ان يدعو الى  
 الله عز وجل والى طاعة وان يجاهد في سبيله فقال ذلك لا يحل  
 لهم الا هم ولا يقوم بذلك الا من كان منهم قلب من اولئك قال من  
 قام بشرائط الله عز وجل في القتال والجهاد على المجاهدين فهو المأذون  
 له في الدعاء الى الله عز وجل ومن لم يكن قائما بشرائط الله في الجهاد على  
 المجاهدين فليس بماذون له في الجهاد ولا الدعاء الى الله حتى يحكم الله  
 في نفسه ما اخذ الله عليه من الشرائط الجهاد قلت فيهن بي يرحمك الله  
 قال ان الله تبارك وتعالى اخبرني كتابه الدعاء اليه وصف الدعاء اليه  
 فجعل ذلك لهم درجات لعرف بعضنا ويستدل بعضنا على بعض فاجر  
 انه تبارك وتعالى اول من دعى الى نفسه فدعى الى طاعته وتبارع امره  
 فبدأ بنفسه فقال - والله يدعو الى دار السلام ويهدى من يشاء الى صراط  
 المستقيم بقري برسوله فقال ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة  
 الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن يعنى بالقران ولم يكن داعيا الى الله  
 عز وجل من خالف امر الله ويدعو اليه بخير ما امرني كتابه والذين امر  
 لا يدعى الا به وقال في نبيه صلى الله عليه واله وانك لتهدى الى صراط  
 مستقيم لقول يدعووا ثم ثلث بالدعاء اليه بكتابه ايضا فقال ان هذا  
 القران يهدى للتي هي اقوم اى يدعو اي بشر المؤمنين ثم ذكر من اذن

في الدعاء بعده وبعد رسوله في كتابه فقال ولتكن امة يدعون الى  
 الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون  
 ثم اجر عن هذه الامة وممن بنى وافها من ذرية ابراهيم ومن ذرية  
 اسماعيل من مكان الحرم ممن لم يعبد واعز الله قط الذين وجبت  
 لهم الدعوة دعوة ابراهيم واسماعيل من اهل المسجد الذين اجر  
 عنهم في كتابه انهم اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهير الذين وصفوا  
 هم قبل هذا في صفته امة ابراهيم الذين عناهم الله تبارك وتعالى  
 في قوله ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن ابتهغي يعني اول من ابتهغي على  
 الايمان به والتصديق له وبما جاء به من عند الله عز وجل من الامة  
 التي لقنت فيها ومنها واليه قبل الحق ممن لم يشرك بالله قط ولم ينس  
 ايمانه بظلم وهو الشرك ثم ذكر اتباع نبيه صلى الله عليه وآله وسلم  
 واتباع هذه الامة التي وصفها في بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر  
 جعلها داعية اليه وان له في الدعاء اليه فقال يا ايها النبي حسبك  
 الله ومن اتبعك من المؤمنين ثم وصف اتباع نبيه من المؤمنين  
 فقال عز وجل محمد رسول الله الذين معه اشداء على الكفار  
 رحماء بينهم ترهبهم ركباً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً  
 سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم في التوراة ومثلهم  
 في الانجيل وقال يوم لا يخزي الله النبي والذين امنوا معه نورهم  
 يسعى بين ايديهم وبأيمانهم يقولون ربنا اقم لنا نورنا واغفر لنا  
 انك على كل شئ قدير يعني لوليك المؤمنين فقال قد افلم المؤمنون  
 ثم اجلاهم وصفهم كيلا يطعم في اللحاق بهم الا من كان منهم فقال

فيما حلاهم ووصفهم الذين هم في صراطهم خاشعون والذين هم  
 عن اللغو معرضون - الى قوله تعالى اولئك هم الوارثون الذين يرثون  
 الفردوس هم فيها خالدون ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطعم في  
 اللعان بهم لا من كان منهم فقال فيما حلا تهم به ووصفهم وقال  
 في وصفهم وحليتهم ايضاً الذين لا يدعون مع الله الهاً آخر ثم  
 اجرانه اشترى من هؤلاء المؤمنين ومن كان على مثل صفتهم  
 انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون  
 ويقتلون وعداً عليه حقا في التوراة والانجيل والقران ثم ذكر  
 بما هم له بعهد ومبايعته فقال ومن اوفى بعهد من الله و  
 استبشروا ببيعكم الذي بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم  
 فلما نزل هذه الآية ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم  
 بان لهم الجنة قام رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا نبي  
 الله اربك الرجل ياخذ فيقاتل حتى يقتل الا انه يقترب من هذه  
 المحارم ما شهيد هو فانزل الله عز وجل التائبون العابدون الحامدون  
 السائحون الراكعون الامرون بالمعروف والناهون عن المنكر  
 والحافظون لحدود الله وبشرا المؤمنين ففسر النبي صلى الله عليه  
 وسلم المجاهد من المؤمنين الذين هذه صفتهم وحليتهم  
 بالشهادة والحجة وقال التائبون من الذنوب العابدون الذين  
 لا يعبدون الا الله ولا يشركون به شيئاً الحامدون الذين يحمدون  
 الله على كل حال في الشدة والرخاء السائحون وهم الصائمون  
 الراكعون الساجدون الذين يوظفون على الصلوة الخمس

المحافظون لها والمحافظون عليها بركوعها وسجودها وفي الخشوع  
 فيها وفي أوقاتها الامرون بالمعروف بعد ذلك والعاملون به و  
 يباهون عن المنكر ولتتهون عنه قال فبشر من قتل وهو قاتل  
 بهذه الشروط بالشهادة والبيعة ثم اجزيتا برك وتعالى انه لم يامر  
 بالقتال الا اصحاب هذه الشروط فقال عز وجل اذن للذين يقاتلون  
 بانهم ظلموا وان الله على نصرهم بقدير الذين اخرجوا من ديارهم  
 بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله وذلك ان جميع ما بين السماء  
 والارض لله عز وجل ورسوله ولا تباعه من المؤمنين من اهل  
 هذه الصفة فيما كان من الدنيا في ايدي المشركين والكفار  
 والظلمة والعجائز من اهل الخلافت لرسول الله صلعم والمولى  
 عن طاعتها مما كان في ايديهم ظلموا فيه المؤمنين من اهل هذه  
 الصفا رت وغلبوهم عليه ما افاء الله على رسوله فهو حقهم لقاء  
 الله عليهم ردة اليهم وانما معنى الغنى كلما صار الى المشركين  
 ثم رجع مما قد كان عليه اوفيه فما رجع الى مكانه من قول او  
 فعل فقد فاء مثل قول الله عز وجل فان فاء فان الله غفور رحيم  
 اي رجعوا ثم قال وان عرض الطلاق فان الله سميع عليم وقال  
 ان طأفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت  
 احدهما على الاخرى فقاتلوا التي تبتغي حتى تفي الى امر الله اي رجع  
 فان فاء تاي رجعت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله  
 يحب المقسطين يعني بقوله نفى ترجع فذلك الدليل على ان الفتي  
 كل راجع الى مكان قد كان عليه اوفيه ويقال للشمس اذا زالت قد

فأتى الشمس حين تفي الفى عند رجوع الشمس الى نزلها وكذلك  
 ما افاء الله على المؤمنين من الكفار فانما هي حقوق المؤمنين  
 رجعت اليهم بعد ظلمهم اياهم فذلك قوله اذن الذين  
 يقاتلون بانهم ظلموا وما كان المؤمنون احق به منهم وانما اذن  
 المؤمنين الذين قاموا بشرائط الايمان التي وصفناها وذلكت انهم  
 لا يكون ما ذونا له في القتال حتى يكون مظلوما ولا يكون مظلوما  
 حتى يكون مؤمنا ولا يكون مؤمنا حتى يكون فانما بشرائط الايمان  
 التي شرط الله عز وجل على المؤمنين والمجاهدين فاذا اكملت فيه  
 شرائط الله عز وجل كان مؤمنا واذا كان مؤمنا كان مظلوما و  
 اذا كان مظلوما كان ما ذونا في الجهاد بقوله عز وجل اذن الذين  
 يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم تقدير وان لم يكن  
 مستكملا لبشرائط الايمان فهو ظالم ممن ينبغي ومحجب جهاد  
 حتى يتوب وليس مثله ما ذونا في الجهاد والدعاء الى الله عز وجل  
 لانه ليس من المؤمنين المظلومين الذين اذن لهم في القتال فلما  
 نزلت هذه الآية اذن الذين يقاتلون بانهم ظلموا في المهاجرين  
 الذين اخرجهم اهل مكة من ديارهم واموالهم احل لهم جهادهم  
 بظلمهم اياهم واذن لهم في القتال فقلت فهذه الآية نزلت في  
 المهاجرين بظلم مشركي اهل مكة لهم فاما بالهم في قتال كسرى  
 وقيصرو من دونهم من مشركي قبائل الغرب فقال لو كان ايما اذن  
 لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة فقط لم يكن لهم في قتال جموع  
 كسرى وقيصرو وغير اهل مكة من قبائل العرب سبيل لان الذين

ظلموهم غيرهم وانما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة  
 لاخراجهم ما هم من ديارهم واموالهم بغير حق ولو كانت الآية  
 انما غيب المهاجرين الذين ظلمهم اهل مكة كانت الآية مرتفعة  
 الغرض عمن بعد هم اذ المريق من الظالمين والمظلومين احد وكان  
 فرضاً مرفوعاً عن الناس بعد هم اذ المريق من الظالمين والمظلومين  
 احد وليس كما ظنت ولا كما ذكرت ولكن المهاجرين ظلموا من جيتوا  
 ظلمهم اهل مكة باخراجهم من ديارهم واموالهم فقالت لهم بان  
 الله تعالى لهم في ذلك وظلمهم كسرى وقيصر ومن كان دونهم  
 من قبائل العرب والعجم بما كان في ايديهم مما كان المؤمنون  
 احق بهم منهم فقد قاتلوه هم باذن الله عز وجل لهم في ذلك و  
 بحجة هذه الآية تقابل المؤمنين كل زمان وانما اذن الله عز وجل  
 للمؤمنين الذين قاتلوا بما وصف الله عز وجل من الشرائط التي شرها  
 الله على المؤمنين في الايمان والجهاد ومن كان قائماً بتلك الشرائط  
 فهو مؤمن وهو مظلوم وما ذون له في الجهاد بذلك المعنى ومن  
 كان على خلاف ذلك فهو ظالم لهم وليس من المظلومين وليس بما  
 دون له في القتال ولا بالنهي عن المنكر ولا امر بالمعروف لانه ليس  
 من اهل ذلك ولا ما ذون له في الدعاء الى الله عز وجل لانه ليس  
 هديماً مثله وامر بدعائه ولا يكون مجامداً من قد امر المؤمنين  
 بجهاد او خطر الجهاد عليه ومنعه منه ولا يكون واعياً الى الله  
 عز وجل من امر بدعائه مثله الى التوبة والحق والامر بالمعروف  
 والنهي عن المنكر ولا يامر بالمعروف من قد امر ان يؤمر به ولا يفي

عن المنكر من قدامه ان ينهي عنه فمن كانت قد تمت فيه شرائط  
 الله عز وجل التي وصف بها اهلها من اصحاب النبي صلى الله عليه  
 وسلم وهو مظلوم فهو مأذون في الجهاد كما اذن لهم لان حكم الله  
 عز وجل في الاولين والآخرين وفرائضه عليهم سواء الا من عليه  
 احاديث يكون والاولون والآخرين ايضا في منع الحوادث شركاء  
 والفرائض عليهم واحدة يسأل الآخرون من اداء الفرائض عما  
 يسأل عنه الاولون ويحاسبون عما به يحاسبون ومن لم يكن  
 على صفته من اذن له في الجهاد من المؤمنين وليس من اهل الجهاد  
 ليس بما اذن له فيه حتى يقي بما شرط الله عز وجل عليه فاذا  
 تكملت فيه شرائط الله عز وجل على المؤمنين والمجاهدين  
 فهو من المأذونين لهم في الجهاد فليتق الله عز وجل عبدا ولا  
 تغير الا الى التي نهى الله عز وجل عنها من هذه الاحاديث الكاذبة  
 على الله التي مكذبها القرآن ونبرأت منه ومن حملنا ورؤايتها  
 ولا تقدم على الله عز وجل لشبهة لا بقدر بها فانه ليس وراء المقترض  
 للقبول في سبيل الله منزلة يوفى الله من قبلها وهي غاية الاعمال  
 في عظم قدرها فليحكم امر النفسه ويسرها كتاب الله عز وجل  
 ويعرضها عليه فانه لا احد اعرف بالمرء من نفسه فان وجدها  
 قائمة بما شر الله عليه في الجهاد فليقدم على الجهاد وان علم  
 تقصير فليصلحها ولتقمها على ما فرض الله عليها من الجهاد ثم  
 يقدم بها وهي طاهرة ومطهرة من كل دنس بجول بينها وبين  
 جهادها بقول لن اراد الجهاد وهو على خلاف ما وصفنا من شرائط

اللہ عزوجل علی المؤمنین والمجاهدین لایجادوا ولكن بقول  
قد علمناكم ما شرط الله عزوجل علی اهل الجهاد الذين بايعهم  
واشتري منهم انفسهم واموالهم بالجنان فيصلح امراماعلم  
من نفسه من يقصر عن ذلك وليقرضها علی شرائط الله فان  
راى انه وفي بها وتكاملت فيه فانه ممن اذن الله عزوجل  
فی الجهاد وان ابى لما يكون مجاهدا من الاصرار علی المعاصي  
والمحارم ولا قد امر علی الجهاد بالنحيط والعصى والقدر  
علی الله عزوجل بالجهل والروایات الكاذبة فلقد عمرى جاء  
الاثر فی من فعل هذا الفعل ان الله عزوجل بنصر هذا الذين  
ياقوام لا خلاق لهم فليتنق الله عزوجل امر وليحذر ان يكون  
منهم فقد بين لكم ولا عذر لكم بعد البيان فی الجهل ولا قوة  
الا بالله حسبنا الله علیه توكلنا والیه المصير

## ماحصل حدیث کلینی و نص جعفری

راوی کتبا ہے کہ پوچھامین نے امام صادق علیہ السلام سے کہ دعوت کرنا طرہ خدا  
اور جہاد کرنا اللہ کی راہ میں مخصوص ہے کسی قوم کے ساتھ ہے یا صباح ہے ہر موعہ ہوتا  
کو فرمایا خاص ہے ساتھ ایک قوم کے اور قائم نہیں ہو سکتا ہے کوئی مکر وہ شخص کہ  
اونہیں سے ہو پوچھامین نے وہ کون قوم ہے فرمایا وہ لوگ کہ مستجمع شرطین کو خدا  
نے انکو مجاہدین اور داعین الی اللہ کے مرتبہ پر مقرر فرمایا ہے اور جو شخص کہ خالی  
اون شرط سے ہو گا نہ اذن دیا گیا ہے دعوت الی اللہ میں نہ جہاد کفار میں نہ  
کیا میں نے کہ بیان فرمائیے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں مرتبہ اور درجہ

فرمائے ہیں اول اپنی دعوت کو اس طرح بیان فرمایا واللہ یدعوا الی دار السلام  
 ویہدی من یشاء الی صراط مستقیم پر بیان فرمایا دعوت پیغمبر صلعم کو اس طرح  
 سے ادعوا الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم  
 بالتي هي احسن اور یہی فرمایا وانک لتہدی الی صراط مستقیم پر بتا  
 قرآن مجید کو ارشاد فرمایا کہ ان هذا القرآن یہدی للتي هي اقوم پہر اس قوم  
 کو بیان کیا کہ جو اذن دئے گئے ہیں بیچ دعوت کے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے ولتکن  
 منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف ویہفون عن المنکر یعنی  
 پائے کہ ہووے تم میں سے ایک گروہ کہ بلاوین لوگوں کو ساتھ نیکی کے اور حکم کرین  
 اچھی باتوں کا اور باز رکھین بری باتوں سے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں پہر  
 خبر دی اللہ تعالیٰ نے اس گروہ سے کہ یہ لوگ ذریت حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل  
 علیہما السلام سکنتہ حرم سے ہیں کہ غیر خدا کو نہیں پوجا و نہوں نے کبھی اور مصداق  
 آیت تطہیر کے ہو گئے ہیں اور مقصود اس آیت سے ہیں ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ  
 انکم من تبعنی کہ بلاتا ہوں میں طرف خدا کے اوپر بنیائی کے اور جو کہ پیروی کرے  
 میری یعنی اول وہ شخص کہ جس نے تابعداری ایمان کی کی اور تصدیق کی اور شرک  
 سے پرہیز کیا پہر اتباع پیغمبر اور اتباع اس گروہ موصوفہ کو نام لیکر فرمایا یا ایہا  
 الذین حسبک اللہ ومن تبعک من المؤمنین اے نبی کافی ہے تم کو خدا  
 اور جس شخص نے پیروی کی تیرے مومنین سے پر بیان کیا اتباع پیغمبر صلعم کو مومنین  
 سے پس فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم  
 ترجمہ رکھا سجدت یبتغون فضلا من اللہ ورضوا ناسیما ہم فی وجوہہم  
 من اثر السجود ذلک مثلہم فی التورۃ ومثلہم فی الانجیل یعنی محمد صلعم  
 پیغمبر ہوئے خدا کے ہیں اور جو لوگ کہ ہمراہ ہیں ان کے سخت ہیں اور یہ کافروں کے اور

مہربان ہیں آپس میں دیکھتے ہو تم اور نکور کوع اور سجدہ کرنیوالے اور طلب کرتے ہیں  
 فضل کو خدا سے اور خوشنودی کو اوس سے علامتیں اونکی اونکے چہروں پر  
 سجدہ کرنے سے ظاہر ہیں یہ جو مذکور ہوا یہ صفت اونکی توریت میں لکھی ہے اور  
 صفت اونکی انجیل میں ہے اور پھر فرمایا اللہ جل جلالہ نے یوم لا تجزی اللہ  
 البنی والذین امنوا معہ نور ہر ہر بسعی بن اید یھم و با یجا نہم یقولون  
 ربنا اتمم لنا نورنا اغفر لنا انک علی کل شیء قدیر یعنی فرمایا اللہ نے اونکی  
 صفت میں کہ قیامت کے روز نہیں شرمندہ کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے صلعم کو اور نہیں  
 رسوا کرے گا اون لوگوں کو جو رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے ہیں اور ساتھ میں رسول اللہ  
 صلعم کے نور اونکے چمکتے ہوئے آگے اونکے اور دائیں بائیں اونکے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ  
 قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوٰتھم خاشعون والذین هم عن  
 اللغو معرضون الی قولہ تعالیٰ اولئک هم الوارثون الذین یرثون  
 الفردوس هم فیہا خالدون یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کی صفت  
 میں کہ تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے یہ توصیف کی انکی تاکہ توقع انکے ساتھ ایمان  
 کی کڑے مگر وہ شخص کہ جو اونکی سی صفت رکھتا ہو کہ اپنی نماز میں ڈرنے والے ہیں  
 اور بیہودہ باتوں سے اعراض کرنیوالے ہیں یہاں تک کہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ  
 نے کہ یہ گروہ وارث ہیں اور فردوس انکی میراث میں ہے اور ہمیشہ رہیں گے اوس میں  
 یہ صفت کی اس گروہ کی الذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر یعنی نہیں بلاتے ہیں ہر  
 خدا کے معبود دوسرے کو پھر خبر دی اللہ جل جلالہ نے اسی گروہ کی نسبت ان اللہ  
 اشتہی من المؤمنین الفصح و اموالہم بان لھم الجنة یقاتلون فی  
 سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حق فی التورۃ والانجیل  
 والقراں یعنی خرید اللہ جل جلالہ نے اس گروہ کی جان اور مال کو ساتھ جنت کے

اور جہاد کرتے ہیں یہ لوگ اللہ کی راہ میں پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں  
 وعدہ ہو چکا اوسکے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں پھر فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ  
 نے ومن اوفیٰ بعہدہ من اللہ فاستبشروا بیدعکم الذی بایعکم بہ وذلک  
 هو العفر العظیم یعنی فرمایا اللہ جل جلالہ نے کون ہے زیادہ وفا کرنے والا  
 عہد اپنے کو خدا تعالیٰ سے یعنی کوئی نہیں۔ پس شاد ہو تم کہ مول لیا تم نے جنت کو اور  
 بیچ ڈالا اپنے آپ کو متابعت رسول اللہ صلعم میں اور یہ بیچ بزرگ ہے جس وقت کہ اترتی  
 ان اللہ اشتری ایک شخص اور وٹھا اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ جو شخص کہ ملواریا تہ  
 میں لے اور قتل ہو جاوے آیا شہید ہوگا یا نہیں پس حق تعالیٰ نے نازل فرمایا اس  
 آیت کو التائبون العابدون الحامدون السائحون الراجعون  
 الساجدون الامرون بالمعروف والنہون عن المنکر والکافظون  
 لحدود اللہ وبشر المؤمنین یعنی لایق شہادت اور جنت کے وہ لوگ ہیں  
 کہ گناہوں سے توبہ کر نیوالے ہیں عبادت خدا واکرنے والے ہیں تنگی اور فراخی میں  
 شکر کر نیوالے ہیں بے تعلق رہنے والے ہیں رکوع کر نیوالے ہیں سجدہ کر نیوالے ہیں  
 ایک باتوں پر حکم کر نیوالے ہیں بری باتوں سے باز رکھنے والے ہیں اللہ کی حدود  
 کی حفاظت کر نیوالے ہیں ایسے شخص بشر شہادت اور جنت ہیں پھر خبر دی خدا  
 عزوجل نے کہ حکم نہیں کیا ساتھ قتال کے مگر اون لوگوں کو جنہیں یہ شرط پائی جاتی  
 ہیں پس فرمایا اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرہم  
 لقد یر الذین اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان یقولوا ربنا اللہ  
 یعنی حکم کیا گیا اون لوگوں کو جنہیں لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ اوپر ظلم ہوا اور اللہ  
 ان کی مدد کرنے پر تیار ہے وہ وہ لوگ ہیں کہ کالے گئے ہیں گہروں اپنے سے کوئی  
 تصور نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ کو اپنا رب کہتے ہیں کس واسطے کہ جو کچھ درمیان آسمان

وزمین کے ہے واسطے خدا و رسول اور مومنین کے ہے پس مشرکین اور کفار  
 اور ظالمین اور فاجرین کہ صاحب ریاست میں ظلم کیا ہے اونہوں نے اوپر اذن  
 مومنین کے اور جو کچھ اونکے پاس ہے وہ سب حق اذن مومنین کا ہے جو ہر  
 آیت اذن کے ہیں باقی رہا یہ امر کہ فقط اونہیں مومنین نے پروانگی جہاد کی  
 پائی کہ جو موصوف بشرائط مذکورہ ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ پروانگی جہاد کی نہیں  
 ہو سکتی مگر اس شخص کو کہ مظلوم ہوا اور مظلوم نہیں ہو گا مگر مومن اور مومن نہیں  
 ہو گا مگر وہ شخص کہ قائم ہے شرائط ایمان پر وہ شرطیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرار دی  
 ہیں واسطے مجاہدین کے بعد ان شرطوں کے پائے جائیکے مومن مظلوم جہاد کا اذن  
 دیا جاتا ہے ورنہ ظالم ہے جبکہ آیت اذن بیچ مہاجرین کے اور تری حلال ہوا اور  
 جہاد کفار سے مادی کہتا ہے کہ پوچھا میں نے امام علیہ السلام سے کہ مہاجرین نے  
 پروانگی قتال اہل مکہ کے پائی تھی پس ان لوگوں نے جہاد کسے اور قیصر اور دوسرے  
 مشرکین پر کس واسطے کیا امام نے فرمایا کہ اگر فقط اہل مکہ کے لئے اذن ہوتا تو ہرگز نہ  
 اور قیصر پر جہاد نہ کرتے کیونکہ یہ لوگ مہاجرین پر ظالم تھے بلکہ ظالمین اہل مکہ تھے اور  
 اگر فقط مراد مہاجرین ہی ہوتی تو حکم اس آیت کا متاخرین سے اوٹ نہ جاتا کس واسطے  
 کہ نہ ظالم رہا نہ مظلوم ایسا نہیں ہے جیسا کہ تو نے گمان کیا کیونکہ مہاجرین مظلوم  
 ہیں دو طرف سے ایک اہل مکہ سے دوسرے کسریٰ اور قیصر سے اس واسطے کہ سلطنت  
 اونکی حق مہاجرین کا تھا پس قتل کرنا مہاجرین کا کسریٰ اور قیصر کو ساتھ اذن خدا  
 کے تھا اور اسی دلیل سے ہر وقت کے مسلمان جہاد کر سکتے ہیں لیکن اذن جہاد  
 اونہیں لوگوں کو ہے کہ مستجمع شرائط ہیں تاکہ ایمان اور مظلومی اور ماذونی حاصل  
 ہو جاوے اور جو شخص کہ ایسا نہیں ہے ظالم ہے نہ مظلوم داعی ہے نہ مجاہد بلکہ  
 مومنین کو حکم ہے کہ اوسکے ساتھ قتال کریں اور امر بالمعروف نہیں ہو سکتا ہے

تا وقتیکہ یہ نہ کہیں کہ ایسا کر اور نہی عن المنکر نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ باز نہ کریں  
 گناہ سے پس جو شخص کہ مستجمع ایسی شرائط کا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے اون کو گونگو  
 جنین یہ شرائط پائی جاتی ہیں بیان کیا ہے کہ وہ لوگ اصحاب محمد صلعم کے ہیں وہ  
 شخص مظلوم اور ماذون فی الجہاد ہے جیسا کہ اذن دیکھی تھی اللہ کی طرف سے  
 اصحاب پیغمبر صلعم کے کس واسطے کہ حکم الہی بیچ اولین اور آخرین کے برابر ہے اور  
 فرائض الہی ان کو گونین برابر جاری ہوتے ہیں اور بغیر استجماع ان شروط کے  
 ہرگز آدمی مانور جہاد نہیں ہو سکتا پس چاہئے آدمی کو اپنے نفس پر غرہ نہ کرے اور  
 شروط کو ملاحظہ کرے اگر اپنے آپ کو مستجمع شروط پاوے اقدام جہاد پر کرے اور جس شخص  
 میں یہ شروط مفقود ہیں یعنی اصرار کرتا ہے معاصی پر اگر وہ اقدام جہاد پر کرے گا  
 بس البتہ مصداق اوس خبر اور اثر کا ہوگا کہ بالیقین اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اس  
 دین کو ساتھ اون قوموں کے کہ بہرہ نہ کریں حضرات شیعہ لحاظ کریں اور مجتہدین  
 اثنا عشریہ خیال کریں کہ یہ حدیث صادقہ و نص جعفری اوس کتاب غیر مرتاب  
 کی ہے کہ جو امام عصر کی نظر سے گزر چکی ہے جو اقدم اصول اربعہ قرار پا چکی ہے  
 جسکے اعتماد و اعتبار پر متقدمین و متاخرین شیعہ کا اقرار ہے جسکا استناد و شہادت  
 مذہب تشیع میں کالشمس فی نصف النهار ہے ہم اسکی تعریف کہاں تک  
 لکھ سکتے ہیں اور کس حد تک توصیف کر سکتے ہیں صرف اس مرتبہ کے جان لینا چاہئے  
 اور اس درجہ کے سمجھ لینا چاہئے کہ اگر مذہب اثنا عشری حق ہے تو یہ کتاب کلینی  
 بھی حق ہے چنانچہ مجتہد لکھنوی نے آئینہ حق نامین بعد نقل کرنے حدیث فضیلت علم  
 و علماء دین کے لکھا ہے کہ در مذہب امامیہ بہتر و متدتر از ان کتابا  
 نیست و اگر مذہب اثنا عشری حق است آن کتاب حق است از جناب صادق  
 علیہ السلام منقول است انتہی یہ وہ حدیث ہے کہ جو امام ابو عبد اللہ جعفر صادق

علیہ السلام کی زبان سے نکلی ہے یہ وہ حدیث ہے کہ مقتدائے شیعہ نے اپنی کتاب  
 میں روایت کی ہے یہ وہ حدیث ہے کہ ہر فرقہ اور سکا مذہب شیعہ کو میثاق ہے یہ  
 حدیث ہے کہ ہر حرف اور سکا مسلک اثنا عشریہ کو منحور کرنا ہے اسی حدیث کی یہ صفت  
 ہے کہ اصول و فروع مذہب تشیع کو بیخ و بن سے کاٹتی ہے اسی حدیث کی یہ مدح  
 ہے کہ خشک و تراکا بر شیعہ کو سوخت کرتی ہے اسی حدیث کی یہ توصیف ہے کہ صفی  
 اکبر اور مجاہدین کسری اور قیصر کے جنتی ہونے کی خبر دیتی ہے اسی حدیث کی یہ تائید  
 ہے کہ خلفائے کرام کے استحقاق خلافت کو ظاہر کرتی ہے ہم متحیر ہیں کہ کیونکر اس کے  
 تمام فوائد اس رسالہ مختصرہ میں لکھ سکتے ہیں ہم مختصر ہیں کہ کس طرح جمیع شواہد  
 اس تحریر میں لاسکتے ہیں بہر حال بمقتضائے مکالیدہ کلہ لایذک کلہ  
 چند فائدہ واسطے تنبیہ اہل تشیع کے لکھتے ہیں اور چند قاعدہ واسطے تائید اہل  
 تسنن کے ذکر کرتے ہیں فائدہ اول یہ کہ اس نص امام جعفر صادق  
 اور اس حدیث امام بحق ناطق علیہ السلام و علی ابائہ الکرام سے آیت معیت مہاجر  
 اور خلفائے راشدین کے حقیقت اور مجاہدین کسری اور قیصر تبعین و مسلمین خلافت  
 فاروق و صدیق اکبر پر بالکل وجوہ منطبق اور باحسن وجوہ مطابق ہو گئی یعنی  
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت معیت محمد رسول اللہ والذین  
 معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ترہم رکعاً سجداً یبتغون  
 فضلاً من اللہ ورضواناً سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذلک  
 مثلہم فی التورۃ و مثلہم فی الانجیل کذراعاً خرج شطئہ  
 فانیرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یجیب الزراع لیبغیظ بہم الکفار  
 و یورع اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات منهم مغفرۃ و اجر عظیم  
 یعنی محمد صلعم سبج ہوئے خدا کے بین اور جو لوگ کہ ہمراہ ان کے ہیں سخت زیادہ کا نیکو

اور مہربان ہیں آپس میں ایک دوسرے پر دیکھتے ہو تم اور نکور کوع اور سجدہ کرنے والے  
 اور طلب کرتے ہیں فضل اور خوشنودی کو خدا سے علامتیں اونکی اونکے چہروں سے  
 ظاہر ہیں سجدہ کرنے سے یہ جو مذکور ہوا یہ صفت اونکی توریث میں لکھی ہے اور  
 علامت و تمیز اونکی پیچ انجیل کے یہ ہے جیسا کہ بتی نے اوکھایا اپنا پتا اور پہرا اونکی گھر  
 مضبوط کی پہر مٹا ہوا پہر کھڑا ہوا اپنے نال پر خوش لگتا ہے کہیتی والوں کو تاکہ  
 جلا دین اور جسے جی کافر و نکاح و حدہ کیا اللہ نے اونین سے جو یقین لائے ہیں اور  
 کئے ہیں بے کام معافی کی اور اجر عظیم کی مہاجرین نامور اور مجاہدین کسری  
 وقصر کی شان میں نازل ہوئی ہے کیسی آیت کہ جسمین مہاجرین اور مجاہدین  
 کی رسول اللہ کے ساتھ میں معیت مذکور ہے کیسی آیت کہ جسمین مہاجرین اکبر  
 و مجاہدین کسری وقصر کی کفار پر شدت و معیت مسطور ہے کیسی آیت کہ جسمین  
 مہاجرین کے تقویٰ اور عبادت کا بیان ہے کیسی آیت کہ جسمین مجاہدین کے تہا  
 رحمت خدا کا نشان ہے کیسی آیت کہ جو مہاجرین اور مجاہدین کسری وقصر کی  
 مقبولیت عبادت کو انجیل میں بیان کر رہی ہے کیسی آیت کہ جو مہاجرین اور  
 مجاہدین کسری اور قصر کی علامتوں مندرجہ توریث کو بتا رہی ہے پس مہاجرین  
 و خلفائے راشدین اطہرا وراونکے تابعین مسلمین مجاہدین کسری وقصر جنکی  
 نسبت حق تعالیٰ آیت معیت میں موافق فرمان امام صادق کے خبر دیتا ہے کہ  
 یہ لوگ محمد صلعم کی معیت رکھتے ہیں یہ لوگ کفار پر تشدد و نام کرتے ہیں یہ لوگ  
 آپس میں ساتھ رافت و شفقت کے رہتے ہیں یہ لوگ عبادت خدا ساتھ خشوع کے  
 ادا کرتے ہیں یہ لوگ خدا کی رضا مندی ساتھ خضوع کے ڈھونڈتے ہیں ان  
 لوگوں کی مقبولیت عبادت کا ذکر انجیل میں موجود ہے ان بزرگوں کی علامتیں توریث  
 میں مرقوم ہیں اگر العیاذ باللہ صدیق آتش میں مقید کئے جاویں اور عذاب

جہنم میں معذب کئے جاویں جیسا کہ تابعین زرارہ اور مطہرین ابو نعیم اور قتیبہ  
 موسیٰ الطاق اور مقلدین اعمیٰ سرعوب گمان کرتے ہیں بلکہ یقیناً جانتے ہیں لازم  
 آتا ہے کہ امام صادق صادق زہدین بلکہ کاذب ہو جائیں نہ اخلف دیکھئے کہ جناب  
 صادق علیہ السلام اون لوگوں کی شان میں کہ جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ  
 معیت کو اختیار کیا جنہوں نے خلافت خلفائے راشدین کو تسلیم کیا جنہوں نے شیخین  
 کے حکم سے کسری و قیس وغیرہ پر جوا کیا جنہوں نے حضرت فاروق و صدیق کے  
 ارشاد سے بلاد و امصار کو فتح کیا جنہوں نے فاروق اعظم کے فرمانوں کو اطاعت  
 و اکتان میں جاری کیا آیت محمد رسول اللہ و الذین معہ کو تبارک و تعالیٰ  
 اون کو داعی الی اللہ کے لقب سے ملقب کریں اون کو مآذون من اللہ فرماویں اونہیں  
 بزرگوں سے جناب رضوی تقیہ کریں اونہیں کے غوث سے متعہ کی حرمت کا اعلان  
 جاری کریں اونہیں کے در سے حرمت متعہ کی رسول اللہ پر تمت کریں جو آپ اور  
 آپ کے امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت علی غوث کے بارے اس جہوٹی روایت  
 حرر رسول اللہ صلعم بحوالہ المحرر الاہلیہ و نکاح الملتعہ کو نقل کرے  
 ہیں فایده ثانیہ دوسرے یہ کہ اس حدیث کلینی اور اس روایت کافی سے  
 آیت معیت یوم لا ینخری اللہ البنی والذین امنوا معہ اون بزرگوں کے  
 حق میں کہ جنہوں نے نبی اللہ کی معیت میں اپنے وطنوں کو ترک کیا جنہوں نے رسول  
 کی رفاقت میں غربت کو اختیار کیا جنہوں نے حبیب اللہ کی اعانت میں مال اور  
 اولاد کو چھوڑ دیا اور اون اکابر و حکمی شائنین کہ جنہوں نے خلافت خلفائے  
 راشدین کا اقرار کیا جنہوں نے حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم کی بیعت کو اختیار  
 کیا جنہوں نے نابین رسول اللہ حکم سے کسری و قیس کے شہر وین میں اللہ کے حکم کو  
 باندھ کیا جنہوں نے احکام شرعیہ کو موافق بیان شیخین کے جاری کیا جنہوں نے

دینہ کو مطابق فرمان فاروق کے تعلیم کیا باکمال تمام و تکمیل والا کلام مستقر ہوئی  
 یعنی گنجینہ اسرار مطلع الانوار جناب امام صادق علیہ التحیۃ و الثناء فرماتے ہیں اور یوں ارشاد  
 کرتے ہیں کہ آیت یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ نور ہر ہر لیسعی  
 بین اید یھم و با یمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و اغفر لنا انک  
 علی کل شئ قذیر یعنی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہمیں شرمندہ کر گیا اپنے پیغمبر کو  
 اور ہمیں رسوا کر گیا رسول اللہ کے یار و نیکو جو اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور  
 ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے چمکتے ہوئے کتے ہیں وہ لوگ کہ اے رب ہمارے  
 تمام کر ہمارے نور و نیکو اور بخش تو ہم کو تحقیق تو اوپر ہر شئی کے قادر ہے مجاہدین و  
 ستحقین خلافت راشدہ اور مجاہدین کسری و قیصر وغیرہ کی صفت اور مدح میں نازل  
 کی گئی ہے سبحان اللہ کیسی آیت کہ حسین حق سبحانہ تعالیٰ صاف و صریح فرماتا ہے  
 کہ روز قیامت کے میں اپنے نبی کو شرمندہ نہیں کروں گا کہو لکرا شاد کرتا ہے کہ روز  
 جزا کے میں ان کے ساتھیوں کو رسوا نہیں کروں گا رسول خدا کی معیت میں یوم الحشر کو  
 انہیں کے نور سے ان کے آگے پیچھے روشنی کروں گا بنی الوریٰ کے ساتھ میں یوم النفر  
 کو انہیں کے نور کو ان کے دائیں بائیں چمکا دوں گا اللہ اکبر کیا شان اعلیٰ ہے مجاہدین  
 و خلفاء راشدین کی اور کیا کیفیت اقصیٰ ہے کسری و قیصر کے مجاہدین کی کہ معیت  
 دنیویہ اوں کو موافق آیت محمد رسول اللہ کے اسی دنیا میں حاصل تھی کہ کفار  
 ان کی معیت کو دیکھ کر غیظ میں آتے تھے اور غصہ میں جلتے تھے اور معیت اخرویہ مطہر  
 آیت یوم لا یخزی اللہ النبی اس طرح ظاہر ہوگی کہ یوم البعث کو رسول اللہ  
 کے ہمراہی میں ہوتے ہوئے انوار ان کے حوالی میں چمکتے ہوئے کفار و سوقت نہایت  
 اڑھائی کے سر بکریاں ہونگے ہر کافر ہی تمنا کرے یا لیتنی کنت ترابا اللہم احشونا  
 تحت تراب اقدام ارجاءک و ارزقنا شفاعتہ نبیک و حبیبک

پس اگر مہاجرین مدد و حین اور مجاہدین موصوفین خلافت جناب مرتضوی کو غضب کرتے یا جناب سیدہ پر ظلم کرتے یا اہلبیت سے انحراف کرتے یا انکی امانت سے دست بردار ہوتے یہاں تک کہ جناب امیر انکی جبر سے دین خدا کو چھپاتے انکے ظلم سے محرمات کو حلال اور محملات کو حرام فرماتے آپکے انکے عیسے جو ٹی روایتیں مثل حرمت متغیرہ کے نقل کرتے تو ضرور یہ بزرگ مذهب بعد اب جنم کئے جاتے اور رسول اللہ کے دونوں معیتوں سے محروم رکھے جاتے وہو خلاف النص اب جناب مخاطب فرما دیں کہان ہے خلافت جناب مرتضوی میں قصہ غدیریہ اور کدہر سے حرمت متغیرہ میں جناب مرتضوی کا تقیہ برائے زرارہ اب بھی جو ٹی قصوں سے باز آئیے اور لغو تہمتوں سے ہاتھ اوٹھائیے فایرہ ثالثہ تیسرے یہ کہ امام مقرر فی الطاعت مجمع علیہ الامت فرمان واجب الایقان سے معلوم ہوا کہ جن اوصاف پر آیات شروع سورہ مومنوں مازل کی گئی تھیں وہ صفات مہاجرین اور مجاہدین میں کما یبغی راسخ اور متکلم تھیں یعنی برہان حب نبوی حکمران گوشہ جناب مرتضوی عارف عاشق امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صفات مقبولہ بارگاہ خداوندی خیر آیت کریمہ قد افلم المؤمنون الذینہم فی صلوٰتہم خاشعون والذینہم عن اللغو معرضون والذینہم للزکوٰۃ فاعلون والذینہم لفر وجہہم حافظون الاصلیٰ انہم واجہہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون والذینہم لامانۃہم وعہدہم راعون والذینہم علی صلوٰتہم محافظون اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفرہوس ہم فیہا خالدون تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع کرنیوالے ہیں اور جو بری باتوں سے اعراض کرنیوالے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے

امانتوں کے مال پر پس تحقیق اون پر نہیں ہے ملامت پہر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سواے  
 بس وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد سے خبردار ہیں اور  
 جو اپنی مازوں پر حفاظت کرتے ہیں وہ لوگ میراث لینے والے ہیں اور جنت کے وارث  
 ہونے والے ہیں اور وہی لوگ ہمیشہ اوس میں رہنے والے ہیں شامل ہے نفوس قسیہ  
 مہاجرین اور کسری و قیصر کے مجاہدین میں تحقیق اور واقع تھیں سجان اللہ کیلئے  
 ہے جو اپنے اول میں مہاجرین و مجاہدین کی فلاح نامہ کو بیان کر رہی ہے اور اپنے آخر  
 میں جنت کو اونکی میراث میں بتلا رہی ہے اپنے وسط میں انکے صفات کو فر دافرد  
 ظاہر کر رہی ہے کہ ماز و مین یہ لوگ خشوع کرتے ہیں بری باتوں سے پرہیز کرتے ہیں  
 زکاۃ کو ادا کرتے ہیں اپنی زوجہ یا مملوکہ سے مقاربت کرتے ہیں ان دونوں کے سوا  
 سب کو حرام جانتے ہیں امانتوں میں دیانت رکھتے ہیں اپنے عہد کو کبھی نہیں توڑتے ہیں  
 اپنی مازوں پر ہمیشہ محافظت کرتے ہیں بس ان اوصاف کے موصوفین جنت کے وارث  
 ہیں فردوس کے مورث ہیں بہشت انکے ارث میں ہے خلد انکی میراث میں ہے پس اگر  
 بعد وفات سید کائنات مہاجرین و مجاہدین کسری و قیصر کے جو مطابق ارشاد فیض  
 بنیاد امام جعفر علیہ السلام کے مومنین کامل تھے مآذ و نین من اللہ تھے عجاہل  
 فی سبیل اللہ تھے متصف بصفات مندرجہ آیات سورہ مومنون تھی جنت کو  
 ارث میں پائی ہوئی تھی جناب سیدہ پر معاذ اللہ من ذلک تمت زنا کر کے  
 اور العیاذ باللہ جناب بضعتہ رسول کو زکوٰۃ کرتے اور نعوذ باللہ حضرت  
 سیدۃ النساء کے حمل کو ساقط کر دیتے اور پیغمبر کے گھر کو جلا دیتے یا ان امور کو حق سمجھتے  
 جیسا کہ مجلسی نے تذکرۃ الایمہ میں لکھا ہے کہ ہم حق چنیں حق دانستہ انچہ شجیر نسبت  
 بابل بیت رسالت واقع ساختند و نسبت زنا استغفر اللہ بحضرت فاطمہ و ادن  
 و دشنام دادن و غضب فیک و خلافت نمودن و کشتن و زدن آن مظلومان و

سقط شدن محسن شامہ و آتش سبانه پیغمبر افاضت الی آخر الذی یات تو کبھی  
 امام علیہ السلام او کو موسیٰ کامل بناتے او کو ماذون من اللہ نفراتے او کو  
 جہاد فی سبیل اللہ سے نہ ملقب کرتے او نہیں صفات مندرجہ آیات مذکورہ  
 کو محمول نفراتے و ہو باطل قطعاً کما عرفت القاجان صاحب مخاطب سوچیں اور  
 سمجھیں کہ جب اللہ جل جلالہ ان بزرگوں کی فلاح کی خبر دیوے اور جنت کو ان کے ارث  
 میں بتلاوے لغویاتوں سے ان کے اعراض کو بیان کرے ان کے استحکام اور دیانت  
 کو عمد و امانت میں ظاہر کرے صلوٰۃ و زکوٰۃ پر ان کی حفاظت تاملہ اور اداسے کاملہ  
 کو ارشاد فرماوے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث سے تصدیق و  
 تائید کامل ہووے تو کیا تیاس میں آسکتا ہے اور گمان و وہم پہنچ سکتا ہے کہ  
 یہ بزرگ منہیات شرعیہ کو جاری کرتے تھے اور خدا کے حکم کو رد فرماتے تھے اور جناب  
 مرتضوی اونسے تقیہ کرتے تھے جو آپ اور آپ کے امام اعظم نہایت طمطراق سے فرماتے  
 ہیں کہ جناب مرتضوی رسول اللہ صلعم سے جو ٹی روایت حرمت متعہ کو تقیہ نقل  
 کرتے ہیں قایدہ را بعدہ چوتھے یہ کہ نص جعفری اور حدیث کلینی سے واضح اور شایع  
 ہوا کہ یہ جماعت موصوفہ مورد آیہ کریمہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم  
 الطریقہ برہان الحقیقت امام جعفر صادق علیہ الثناء والتحیتہ ارشاد فرماتے ہیں اور  
 یون اللہ ما کرتے ہیں کہ آیہ بشارت ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم  
 و اموالہم بان لہم الجنة یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون  
 وعدا علیہ حقاً فی التورۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعهده من اللہ  
 فاستبشر و ابیعکم الذی بایعکم بہ وذلك هو الفوز العظیم یہ  
 اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے اوں کی جان اور مال اس قیمت پر کہ اوں کو بہشت ہے  
 لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پہرہ کرتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اوں کے ذمہ پر

پچا تو ریت دا بچل و قرآن مین اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو  
 اس اپنے بیج پر جو تم نے کی ہے اللہ سے اور یہی ہے بڑی ہلا دینے والی۔ اون بزرگوں  
 کی شانیں کہ جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ مین ہجرت کی اور کسری و قیصر اور دوسرے  
 کفار و کئے خون مین تلوار ڈوبوئی نازل ہوئی ہے سبحان اللہ کیسی آیت کہ حسین حق  
 جل و علا اور سبحانہ تعالیٰ صاف و صریح فرماتا ہے اور اس طرح تشریح کرتا ہے کہ مول  
 لے لیا اللہ نے مہاجرین اور کسری و قیصر کے مجاہدین کی جان و مال کو اور دیدیا  
 اسکے عوض مین روضہ رضوان کو پس خوش ہو تم اے مہاجرین مجاہدین اس بیج  
 رحمان پر اور محفوظ اور مسرور ہو اس فوز عظیم الاحسان پر اللہ اللہ کیا رحم ہے مہاجر  
 پر اور کیا کرم ہے مجاہدین پر کہ خدا تعالیٰ نے جان و مال کو اونکی مول لے لیا اور اسکے  
 عوض مین جنت مین داخل کر نیکا وعدہ کر لیا اور پھر اس عہد کو قرآن و توریت و انجیل  
 سے مستحکم کر دیا اور پھر اس بیج پر بشارت اور خوشخبری کو سنا دیا اور پھر اس معاملہ کو  
 فوز عظیم فرما دیا سبحان اللہ بکرہ و ہر جہد پس جبکہ مہاجرین مجاہدین کسری اور قیصر نے  
 اپنی جان و مال کو بیچ ڈالا اور خدا تعالیٰ نے اوسکو قبول کر کے اونکے جنت مین داخل  
 کر نیکا وعدہ صریح کر لیا اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس امر کو بہند اے بلند  
 فرما دیا کہ بوشہ مہاجرین مجاہدین کسری و قیصر نے اپنے نفوس کو بیچا اور اسکے عوض  
 مین جنت کو پایا پس اگر یہ حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین روز قیامت  
 کو معاذ اللہ بعض جنت کے جہنم مین داخل کئے جائیں اور بدلے ثواب کے عذاب مین  
 مبتلا کئے جائیں جیسا کہ طائفہ ہوائیہ کا اعتقاد ہے تو خدا تعالیٰ کے وعدہ مین تخلف  
 صریح لازم آوے گا اور اوسکی شان مین ظلم تبیح پایا جاوے گا و ہو محال فایده  
 خامسہ یا پچوین یہ کہ حضرت امام صادق بحق ناطق علیہ السلام کی تصریح کرنے اور  
 تشریح فرمانے سے روشن اور واضح ہوا کہ جو صفات اور اوصاف آیت کریمہ نص علیہ

التائبون العابدون مین مذکور اور مسطور ہیں اور بزرگوں کی ذات میں  
 کہ جنہوں نے ہجرت کو اختیار کیا اور کسری اور قیصر اور دوسرے قبائل کفار و مشرکین  
 پر جہاد کیا شکن اور مستقر تھے یعنی مہینہ ہجرت کیلئے اہل تہانت حضرت امام ابوہریرہ  
 علیہ السلام و اتبعہ یون فرماتے ہیں اور اس طرح ارشاد کرتے ہیں کہ آیتہ کریمہ التائبون  
 العابدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالعرف  
 الناهون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ و بشر المؤمنین  
 توبہ کر نیوالے گناہوں سے عبادت کر نیوالے خدا کی اور شکر کر نیوالے نیک اور فراخی  
 میں اور روزہ رکھنے والے اور رکوع کر نیوالے اور سجدہ کر نیوالے اور حکم کر نیوالے  
 نیک باتوں کا اور باز رکھنے والے بری باتوں سے اور حفاظت کر نیوالے اللہ کے  
 حدود پر اور خوشخبری دو تم مؤمنین کو۔ میں جن صفات کو اللہ تعالیٰ نے بیان  
 فرمایا ہے اور جن اوصاف کو کہ ظاہر فرمایا ہے مہاجرین مجاہدین کسری و قیصر اور  
 جمیع صفات کے جامع تھے اور ان کل اوصاف کے مستجمع تھے سچان اللہ کیسے مجاہدین  
 کہ جو ہر وقت خدا کے سامنے توبہ کرتے رہتے تھے کیسے مہاجرین کہ ہر ساعت خدا کی راہ  
 مصروف رہتے تھے کیسے مجاہدین کہ ہر لحظہ خدا کے شکر میں مشغول رہتے تھے کیسے مہاجرین  
 کہ ہمیشہ صائم رہتے کیسے مجاہدین کہ علی الدوام رکوع میں جھکے رہتے کیسے مہاجرین کہ  
 آٹھ ہر سجدہ میں پڑے رہتے کیسے مجاہدین کہ جو نیک باتوں کا حکم کرتے کیسے مہاجرین  
 کہ جو بری باتوں سے باز رکھتے کیسے مہاجرین مجاہدین کہ جو اللہ کی حدود سے کسی  
 حالت میں تجاوز نہ کرتے کیسے مجاہدین و مہاجرین کہ جو ان امور کی مقبولیت پر خدا کے  
 کی جانب سے بکراۃ و مرآۃ بشارت و خوشخبری سے مشرف ہوتے پس اگر یہ بزرگ العباد  
 باللہ متصف صفات زمیمہ قرار دے جاوین اور موصوف باہور غیر مشر و مدثر  
 جاوین جیسا کہ پیروان شیخ حلی اور متبعین شیخ طوسی کہتے ہیں تو لازم آتا ہے جو

ہونا امام صادق علیہ السلام کا وہو بد بھی البطلان فایده سادہ  
 چیتے یہ کہ فریقین اس امر کو جانتے ہیں اور طرفین اس بات کو مانتے ہیں کہ کسریٰ قیصر  
 اور دوسرے قبائل کفار پر جہاد بعد وفات رسول خدا صلعم کے زمانہ خلافت راشدہ  
 مخصوصا محمد بن حنفیہ میں واقع ہوا اور انہیں کے حکم سے یہ کل ملک مفتوح ہوا خاصہ  
 جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک فارس کو فتح کیا اور آپ ہی کے لشکر نے  
 جابجا ان بلاد و امصار میں نیزہ اسلام کو نصب کیا اور خدا کے دین کو بشوکت و حشمت  
 جاری کیا پس اسے اہل ایمان اور اسے اہل ایقان خیال کرو کہ یہ متبوعین یعنی  
 خلفائے راشدین اور انکے تابعین یعنی مہاجرین مجاہدین وہ لوگ تھے کہ بنی نبی  
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انکو معیت رسول اللہ کی دارین میں حاصل  
 انکی شدت کفار پر کونہیں میں روشن تھی انکی عبادت کی قبولیت کتب مقدسہ  
 صحت معظمہ سے ظاہر تھی انکے اعمال کی مقبولیت قیامت میں ظاہر ہوگی انکی روشنی  
 صحابیت مشترکہ روز چمکے گی یہ لوگ خدا کی طرف سے فلاح پا چکے ہیں یہ لوگ حق  
 سجاد کی جانب سے مشرقت ہو چکے ہیں ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے ہاتھ اپنی جان  
 و مال کو بیچ ڈالا ان لوگوں کو حق تعالیٰ نے بعض جان و مال کے جنت کو دے ڈالا  
 یہ لوگ خدا تعالیٰ کی عبادت ساتھ خشوع کے ادا کرتے تھے یہ لوگ رضامندی خدا  
 تعالیٰ کے ساتھ خضوع کے ڈھونڈ پتے تھے ان لوگوں نے جنت کو ارش میں لے لیا  
 ان لوگوں نے اپنے عہد و پیمان کو مستحکم کر لیا تھا یہ لوگ تائب تھے یہ لوگ غاہر  
 تھے یہ لوگ راکع تھے یہ لوگ ساجد تھے یہ لوگ آمر بالمعروف تھے یہ لوگ  
 ناہی عن المنکر تھے یہ لوگ حافظ الحدود اللہ تھے یہ لوگ مجاہد فی سبیل  
 اللہ تھے ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دعوت الی اللہ کا اذن دیا گیا تھا ان لوگوں کو  
 ان نالے کی جانب سے جہاد فی سبیل اللہ کا حکم کیا گیا تھا ان لوگوں کو ایمان ساتھ

کمال کے حاصل تھا ان لوگوں میں اسلام ساتھ تکمیل کے موجود تھا یہ لوگ جامع صفات  
ایمان تھے یہ لوگ مستجمع شروط اذن دعوت و جہاد تھے پس ہم اب حضرات شیعہ سے  
استفسار کرتے ہیں اور کبرے اثناعشریہ سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں کو حدیث کلینی  
جنتی بتا رہی ہے جن بزرگوں کو نص جعفری ہشتی بیان کر رہی ہے جن لوگوں کو امام  
ابو عبد اللہ ماذون من اللہ کہہ رہے ہیں جن بزرگوں کو جگر گوشہ رسول اللہ داعی  
الی اللہ قرار ہے میں جن لوگوں کی شان میں امام جعفر صادق اور آیات کو کہ جن سے  
ازکا مقبول خدا اور محبوب کبریا ہونا ثابت ہے محمول فرماتے ہیں جن بزرگوں کی ذات  
کو امام حق ناطق اور صفات کے ساتھ کہ جنہیں اعلیٰ و افضل اور عمدہ کوئی صفت امت  
رسول اللہ میں نہیں ہے موصوف بتلاتے ہیں آیا انکو غاصب یا ظالم یا جابر یا مہتر  
یا منافق یا منحرف عن دین اللہ باراد حکم اللہ کہنا درست اور جائز ہے جیسا کہ طایفہ  
ہو اتیہ اور فرقہ واسیہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام نے خلافت کو غصب کیا اہلبیت پر ظلم کیا  
جناب مرتضوی پر جبر کیا جناب سیدہ کے گھر کو جلا دیا اور انکی اعانت اور دوسے ہاتھ  
کو کینچ لیا سوائے دو چار صحابہ کے کل نے ارتداد کو اختیار کیا خدا کے حکم کو رد کیا مومن  
شرعیہ کو حلال کیا محملات شرعیہ کو حرام کیا الی آخر اللہ یانات والخرافات خلاصہ  
یہ کہ زمانہ خلافت راشدہ خلفاء راشدین میں بحکم خلفاء راشدین کے کسری و قیصر  
پر مہاجرین جہاد کرتے تھے اور جو حضرات کہ ایسے تھے وہ لایق دعوت جہاد کے تھے پس  
خلفائے کرام نبص امام لایق دعوت و قابل جہاد کے ہوئے اور لایق دعوت و جہاد بنظر  
حدیث کلینی وہ شخص ہے کہ مستجمع شروط مذکورہ اور صفات مسطورہ کا ہو پس خلفاء  
عظام مستجمع شروط اور جامع صفات تھے وہو المطلوب الحمد للہ کہ اس حدیث کلینی  
اور اس نص جعفری سے صحابہ رسول اکبر خصوصاً مہاجرین مجاہدین کسری و قیصر  
اعلیٰ و افضل امت ہونا بدرجہ اتم ثابت ہوا اور خلفائے راشدین کی خلافت کا

ہونا بالکل مراتب متحقق ہوا اب جناب مخاطب فرما دین اور حضرت مجیب ارشاد  
 کریں کہ جناب مرتضوی کو کیا ضرورت تھی ان بزرگوں سے تقیہ کر نیکی اور کیا حاجت  
 تھی ان اکابر سے مذہب کے پوشیدہ رکھنے کی جو آپ اور آپ کے رئیس اعظم فرماتے ہیں کہ  
 حضرت علی اس حدیث حرمت متعہ کو تقیہ روایت کرتے ہیں تکمیل جسوقت علماء  
 اہل سنت حضرات اہل تشیع پر جمیع طرق فرار کو مسدود کر دیتے ہیں اور کل توجہات  
 ایک شیعہ کو مروود فرمادیتے ہیں اسوقت حضرات موافق مضمون الخریق  
 متعلق بکل حشیش یوس محض ہو کر مطابق مفہوم کل شئی یرجع الی اصلہ  
 وامن تقیہ پر مارتے ہیں عجب نہیں کہ ہمارے مخاطب لاثانی اور ان کے برادران  
 ایمانی اس حدیث جعفری میں بھی وہی طریقہ اختیار فرما دین اور اسی وتیرہ پر  
 قدم نازا وٹھا دین لیکن بحمد اللہ کہ اس نص صادقی میں وہ طریقہ کلیتہ مدفوع ہے  
 اور اس حدیث جعفری میں وہ وتیرہ بالکلیہ مدفوع ہے کیونکہ کلینی سے ثابت ہے کہ  
 کہ ایہ علیہم السلام کی واسطے جو صحیفہ خدا تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئے تھے ہر امام  
 موافق اپنے صحیفہ کے عمل فرماتے تھے امام جعفر کے صحیفہ میں یہ حکم تھا کہ تو علی الاعلان  
 اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور علی روس الاشہاد اپنے آبا و اجداد کے علوم کو ظاہر کرنا  
 خبردار کسی سے خوف مت کرنا اور ہرگز تقیہ کوئی بات مت کہنا اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا  
 اور اسی پر ہر وقت توکل کرنا کوئی جھکوز نہ پہنچا سکے گا تو ہمیشہ خدا کی امان میں رہیگا  
 عبارت اسکی یہ ہے حدث الناس وافسہم ولا تخافن احدا الا الله واذشر  
 علوم اہل بیتك وصدق ابائك الصالحین فانك فی حوزہ امان  
 اللہ علیہ کہ یہ حدیث تقیہ سے بھی محفوظ رہی اور تمام خس و خاشاک سے پاک ہوئی  
 دست درازی حضرات کی اس سے منقطع ہوئی اور زبان تاویلات علیہ سے بند  
 ہوئی صحابہ کرام خصوصاً خلفائے عظام کی افضلیت من جمیع الوجوہ علی جمیع

الامتہ متحقق ہوئی۔ پس کلام اول سے فراغت حاصل ہوئی یعنی جس حالت میں کرام  
 کرام کا اعلیٰ و افضل ہونا آیات کلام الہی اور حدیث کلینی سے ثابت ہوا پس فاضل  
 وجاہر ہونا صحابہ رسول اللہ کا بالکل باطل ہوا اور یہی بنائے تقیہ کا امر اول تھا  
 جس پر اہل تشیع کو بڑا شور و شغب تھا اب ہم امر ثانی کو دیکھتے ہیں یعنی مغلوبیت جناب  
 مرتضوی کی نسبت احادیث اہل تشیع میں جہاں تک نگاہ کرتے ہیں کی طرح سے اور سکا  
 نہیں پاتے گو بعض مواقع پر بعض اہل تشیع اہلسنت سے مجبور ہو کر جناب مرتضوی کی کجی  
 کو بھراپنا جواب بنائیکے واسطے ظاہر کرتے ہیں مگر عموماً محققین شیعہ جناب امیر کے غلبہ عام  
 کو خلفائے عظام کے عہد میں یہ براہین ساطعہ اور حج قاطعہ ثابت کرتے ہیں پس ہم  
 اسکی نسبت یہ کہتے ہیں کہ بالفرض اگر صحابہ کرام اور خلفائے عظام کی افضلیت کو نہ  
 تسلیم کیا جاوے اور آیات کلام الہی کو انکے عہدہ ہونیکے باب میں نہ سنا جاوے اور  
 حدیث جعفری اور نص صادق کو انکے مقبول خدا اور محبوب کبریا ہونے میں نہ مانا  
 جاوے بلکہ العیاذ باللہ موافق اصول اہل تشیع کے انکو فاضل اور انکو مترا و نکو ظالم  
 انکو جاہر قرار دیا جاوے تب بھی جناب مرتضوی اسد اللہ الغالب علی کل غالب الہی  
 حالت میں نہتے کہ خلفائے ڈر کر صحابہ سے دب کر ضروریات دنیا اور مسائل فروعیہ میں  
 تقیہ کیا کرتے اور معاذ اللہ اپنے زمانہ میں قرآن مجید کو جو رکین اعظم دین ہے بلکہ خلافت  
 جلوادیتے اور چپکے بیٹھے رہتے خدا کے حکم کو رد کرنے دیتے اور دم نمارتی جناب سیدہ  
 رسول اللہ پر تازیانہ لگنے دیتے اور خود نذرانہ جنبش نفرتاتے بلکہ برعم اہل تشیع زندقہ و فتن  
 جہان بہر کا انکے اقتدار میں تھا اسم اعظم انکے اختیار میں تھا مگر کلین پر وہ حاکم تھے  
 ملائکہ کے وہ ناظم تھے قوم یاجوج انکے مطیع تھے قوم یاجوج انکی متبع ابراہیم کے تابع تھا  
 ہوا انکی محکوم تھی خلقت کو وہ قاف جو اس مخلوقات ظاہری سے صد با حصہ زاید تھی  
 انکی منقاد نبیا علیہم السلام کو وہ زندہ فرماتے تھے درخت انکے کلام کرتے تھے زمین کی

سیر کرتے تھے آسمان پر وہ عروج فرماتے تھے ذوالفقار میں اونکے وہ قدرت تھی کہ ایک لمحہ میں قوم عادی کو کہ جو نہایت قوی ہیکل تھی قتل کر ڈالا اور ایک ساعت میں تہ تیغ فرما دیا ہم اس مقام پر حدیث بساط کو نقل کرتے ہیں جسکو صاحب منہج تحقیق اور مولف معجزات مرقضوی عز و اللہ محمد بن ابی مالویہ صدوق قمی بطرق معتدہ حضرت سلمان فارسی اور مقداد اسود کندی وغیرہا سے روایت کرتے ہیں اور افضلیت امیر المومنین جناب مرقضوی کو جمیع انبیاء مرسلین پر اسی حدیث سے ثابت کرتے ہیں اور عالم محقق فاضل اور مدقق اردستانی بھی اسکے معتد اور مستند ہونیکا اقرار فرماتے ہیں ہم کتاب امامت اردستانی سے اسکو اس طرح پر نقل کرتے ہیں +

## حدیث بساط

روایت میکند امیر المومنین علی بن ابی طالب کہ گفت نشسته بودم نزد سید و مولائی خود امیر المومنین در آن وقت کہ مردمان بیعت بعمر بن الخطاب کرده بودند و در خدمت آنحضرت حسنین و محمد بن حنیفہ و محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و مقداد بن اسود نیز بودند و از ہر در سخنان میگذاشت امام حسن متوجہ پدر بزرگوار شد و گفت یا امیر المومنین حضرت ملک و دود سلیمان بن داؤد را عجب سلطنت دادہ بود آیا از آن سلطنت عطیہ بوصی او رسیدہ باشد شاہ سیریہ ولایت تبسم فرمود و گفت آن معبودیکہ دانہ خشک را در زمین سبز میکرد و آن قادریکہ آدم را از خاک پترہ آفریدہ قسم کہ انچہ پدر ترا دادہ هیچک از اولیا و اوصیای ماضیہ ندادہ و بعد از من هیچکس باین کرامت فائز نخواہد شد پس امام حسن و حضار التماس نمودند کہ یا امیر المومنین مینوایم کہ شما از انچہ واجب عطیات بشما موہبت نمودہ بیشادہ کنیم و معاقتہ کنیم تا موجب از دیا و ایمان و باعث تقویت علم و ایقان گردد سید اوصیا علیہ السلام

فرمود که دنیا و کرامت یعنی چنان کفر که شایسته امید و چیز از چیزها که حضرت عیسی  
 کرامت نموده بر شما ظاهر میازم پس برخاسته دو رکعت نماز کرد و کلمه چند بر زبان  
 معجز بیان گذرانید که هیچکس از حضار فهم آن نتوانست کرد از اینجا بمیان خانه آمد  
 دست مبارک بجانب مغرب دراز کرد بعد از لحظه دست را بر زیر آورد و برگرفت  
 مبارکش پارچه ابروی دیدیم آنرا گذاشته بار دیگر دست دراز کرد و پارچه دیگر بر  
 دستش دیدیم سلمان گوید لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وانك وصي  
 نبی که یحیی من شك فيك هلك ومن تصك بك سلك سبيل البقا  
 یعنی گواهی میدهم که خدایک است و محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم برگزیده  
 است و تو وصی و خلیفه برگزیده که هر که شک آورد در وصایت و خلافت تو هلاک  
 شود و هر که بعروة الوثقائے محبت تو چنگ زند نجات یابد پس دیدیم که آن دو آب  
 چون دو قایم پهن شدند و در پهلوی یکدیگر قرار گرفتند چنانچه گویی یک جوزه  
 اندازان هر یک بوی مشک از فرید باغ اهل ایمان میرسد پس فرمود که برخیزند  
 و برین بساط بنشینند همه برخاسته بر یک ابر نشستم و آنحضرت تنها بر یک ابر دیگر  
 پس کلمه چند تحکم فرمود که هیچکس فهمید پس اشاره به ابر کرد که بجانب مغرب روانه شود  
 در زیر آن دو ابر درآمد و ابر را با بستگی تمام برداشته بر هوا برد و مادرین وقت  
 چون بانحضرت نگاه کردیم دیدیم که جامه زرد پوشیده و تاج از یاقوت سرخ بر سر  
 دارد و فعلین که بند آن از یاقوت آبدار بود دریا کرده و انگشتی از مروارید  
 سفید براق که روشنی آن چشم را خیره میساخت در انگشت دارد و بر کرسی از نور  
 نشسته امام حسن علیه السلام بانحضرت گفتند که اے پدر بزرگوار همه مخلوقات سلیمان  
 رجبت انگشتی اطاعت می نمودند و شمارا بجهت منقاد اند فرمود که یا ولدی  
 نارجه الله وانا عین الله وانا لسان الله وانا فیه الله وانا فی الله

الذی لا یطفی وانا باب الله یوتی وانا حجة الله علی عباده وانا کثر  
الله فی ارضه وانا قسیم الجنة والنار وانا سد ذی القرنین وانا جعلناه

یعنی اے نور دیدہ من وجہ اللہ و عین اللہ و لسان اللہ و ولی اللہ منم و آن  
نوریکہ فروغ نشیند منم و آن دریکہ از ان در سجدا تو ان رسید منم و حجت خدا بر خلق  
منم و گنج خدا در زمین منم و قسمت کنندہ بہشت و دوزخ منم و سد یکہ ذوالقرنین  
بستہ منم و ذوق قرن را بر اے اسکندر قرار داده بودم کہ بآن مشہور شدہ بود میخوا  
کہ خاتم سلیمان بتو نمایم دست در بغل کردہ انگشتری بر آورد از طلای احمر و کنش  
بود از یا قوت سرخ فرمود اے فرزند من این خاتم سلیمان است نامہاے باست  
کہ در و نقش کردہ اند سلمان گوید کہ تعجب حضار زیادہ شد سجدیکہ گویا اورانمی شنید  
پس فرمود اینہا از مثل من عجب نیست بخدا سو گند کہ بنمایم امروز بشما آنچه پیش ازین  
شما ندیدہ باشید پس امام حسن گفت آرزوی ما آنست کہ سد ذوالقرنین را بسا  
نالی پس آنحضرت با درام فرمود کہ مارا آنطرف کہ حسن میخواہد بہر و مقارن آن از  
باد آوازے چون آواز عبد ہار سیدہ و مارا برداشتہ ہوا برد و امیر المومنین علیہ السلام  
بران کرسی نشستہ از پیہ می آمد تا باد مارا بکوبہ بلند می رسانید درخت عظیم بران  
کوبہ بود خشک شدہ و برگہایش ریختہ یکے از ما گفت یا امیر المومنین این درخت را  
چہ رسیدہ کہ اورا قش ریختہ آنحضرت فرمود کہ از وہ پرسید تا حال خود بگوید امام  
حسن پیشہ نمود و از درخت سوال کرد کہ مالک ایہما الشجرۃ یعنی چہ شدہ است  
ترا اے درخت کہ سبزی از تو رفتہ و برگت ریختہ جواب نہاد امیر المومنین فرمود  
اجہم باذن اللہ ایہما الشجرۃ و اجہم ہم بخیر اے درخت بفرمان الہی جواب بیان  
گو سلمان گوید بخدا قسم کہ درخت متکلم شد و گفت لبیک لبیک یا وصی رسول  
اللہ و خلیفۃ من بعدہ حقاً و خطاب با امام حسن کرد کہ ہر شب وقت سحر

پدیت بنزد من می آمد و دو رکعت نماز گزارده پس تسبیح و تقدیس حق تعالی مشغول شد  
 و میرفت و آمد و نورفتش بر کرسی نور میان ابر سفید می بود که از آن بوی مشک اذفر  
 بشام میرسد و من از استنشام روح و روح افزای آن حضرت و آن نور سرسبز و طراوت  
 می بودم و اکنون چهار شب شده که تشریف از رانی نفروده از مفارقت پدرت که  
 که عالم بدین مرتبه رسیده اگر از ایشان استعداکنی که لطف خود ازین مجبور و در  
 آمدن او مرا بحال خود باز می آورد پس شاه ولایت بنزد آن درخت رفته و دو رکعت  
 نماز گزارده دست مبارک بر آن درخت مالید سلمان گوید که بخدا قسم که از آن درخت  
 که شتاق نه بر خاست فی الغور سبز شده و برگ آورده میوه بیرون کرد پس آن حضرت  
 بر کرسی خود قرار گرفت و بار بار داشته بلند شد بعدی که دنیا تمامی در نظر ما سبزی  
 مینمود و در هوا فرشته دیدیم سرا و در زیر قرص آفتاب و پاهای در قعر محیط و یکست  
 در مشرق و یک در مغرب از علی علیه السلام پرسیدیم که این کیست فرمود حکم خدا من  
 او را درین موضع نصب کرده ام و تباریکی شب و روشنایی روز موکل ساخته و  
 چنین خواهد بود تا روز قیامت پس با و ما را بنزد یا جوج برد و آن حضرت علیه السلام  
 ابر خطاب نمود که اهبطی تحت هذا الجبل یعنی اے ابر در زیر کوه فرود آ  
 و آن کوه بلند ظلماتی گویا شب بود سیاه بوسه و در آنجا بشام میرسد یا جوج را دیدیم  
 و از کثرت ایشان تعجب نمودیم و ایشان را سه صنف دیدیم که یک طول ایشان سب  
 گز و عرض ده گز و صنفی طول صد گز و عرض هفتاد گز و صنفی یک گوش را الحاف  
 و دیگر را و واج میکردند یکی از حال آنها پرسید حضرت علیه السلام فرمود حاکم این  
 جمع ناممصور نم و همه در حکم من اند پس به باد حریفی گفت با و ما را برداشت بکوه قاف  
 رسانید کوه دیدیم چون یا قوت سرخ که محیط همه دنیا بود فرشته بشکل آدم بر روی  
 موکل چون آن فرشته را چشمم بر آفتاب و گفت السلام علیک یا امیر المؤمنین

پس رخصت طلب کرد که مطلب خود را عرض کند آنحضرت فرمود که رخصت زیارت  
 برادرت و مصاحبت میخوایی برو رخصت دادم پس فرشته بسبح الله الرحمن  
 الرحیم گفته را بی شد بعد از آن درختی دیدیم چون درخت اول بهمان طریق بوال  
 و جواب واقع شده درخت گفت ثلث اول شب علی علیه السلام نزد من می آمد و پس  
 از نماز و تسبیح و تقدیس بر آنچه سوار شده می رفت و من سبز و خورم بودم چهل روز  
 است که فیض قدم از من گرفته و تنم گداخته و اول اقامت فرورخته از مفارقت دوست  
 و امام حسن التماس نمود حضرت دست مبارک بر و کشید درخت گفت اشهد ان لا  
 اله الا الله وان محمدا رسول الله و انك امير المؤمنين في الامة  
 المباركة الطيبة وصي رسول رب العالمين من تصاك بك بنجي  
 ومن تخلف عنك هوى پس آن سبز و خورم شد و طراوت یافت و ما در زیر آن  
 ساعتی آرام گرفته پرسیدیم که یا امیر المؤمنین آن فرشته کجارت فرمود که در روز  
 برخیز ظلمت که عبور نمودیم فرشته که بران موکل است رخصت زیارت این فرشته  
 طلبیده بود امروزی این رفت که تدارک آن نماید یکی از یاران گفت که نگردد ملائکه همه  
 باذن شما از محل مکان خود حرکت میکنند فرمود بخدا که آسمان بار بے ستون  
 آفریده که هیچ یک قدرت ندارد که بے رخصت من از جای خود حرکت نماید و اگر  
 بے اذن من بقدر نفسی حرکت نماید حضرت رب العزت بفرق غضب خود آنرا بسوزد  
 و بعد از من فرزندان حسن و بعد از حسین و بعد از و نه کس از اولاد او که نعم ایشان  
 قائم آل محمد است صلی الله علیه و علیهم این حال دارند و هیچ یکی از ملائکه مقربین  
 را حد نه باشد که یک نفس بے اراده ایشان برآرد یکی نام فرشته که موکل قاف است  
 پرسید فرمود برخیز پس گفتیم یا امیر المؤمنین نه ما ویروز در خدمت شما بسر بردیم  
 کدام وقت نزول اجلال در آن کوه شده بود فرمود چشم خود را پوشانید پوشانیدیم

امر بشودن کرد کشودیم خود را در مملکت دیگر یافتیم گفتیم ان هذا الشی عجاب نزل  
 ملک الموت در قبضه اقتدار من است که شمار طاقت اطلاع بران نیست و معند من  
 بنده مخلوقم چون مخلوقات دیگر و در اکل و شرب و خواب و کساح مانند دیگران اگر اندک  
 از آنچه من میدانم بدانید و لما فی شما تاب شنیدن آن ندارد و بدانید که اعظم  
 حق تعالی هفتاد و سه حرفست نزد آصف برخیا که تحت بلقیس را بیک چشم زد و  
 آورد و در سیما یک حرف بود و نزد من هفتاد و دو حرف و یک حرف علم غیب است  
 که مخصوص ذات اوست و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم شناخت  
 هر که مرا شناخت و منکر شد هر که مرا منکر شد پس آن ابر را فرمود که مارا با نخی رساند  
 که در سبزی و خوشی بار و صبه بهشت برابر می نماید در اینجا جوانی را در میان دو قبر  
 مشغول دیدیم گفتیم یا امیر المومنین این جوان کیست فرمود برادر من صالح نبی است  
 و این دو قبر از پدر و مادر اوست و چون جستم صالح بر صالح المومنین افتاد پیتا با نثر  
 آمد و سینه بکینه آنحضرت را بوسید و گریه کنان بشکوه درآمد آنحضرت او را تسلی  
 میداد و پرسیدیم که صالح چرا میگرید فرمود که از و پرسید امام حسن فرمود ایها السعید  
 الصالح چه چیز ترا میگریاند فرمود که پدرت هر روز وقت طلوع صبح نزد من می آمد  
 و با هم نماز میکردیم و باعث نشاط و رغبت من بود در عبادت و امروز ده روز است  
 که تشریف نیاورده چون او را دیدم طاقتم نماند گفتم یا امیر المومنین این عجب ترا  
 ما بر روز صبح در خدمت شما بر می می چون بے اطلاع ما اینجا آمده با حضرت صالح  
 نماز میکنی فرمود که اگر خواهم سیلیمان را زیارت کنید گفتم یا امیر المومنین ما را آرزو  
 اینست شاه ولایت برخاسته روانه شد در خدمتش به بستانی رسیدیم که کسے مانند  
 آن نشینده و ندیده آبهائے جاری و مرغان خوش الحال و فواکیر بسیار چون آن مرغان  
 چشم بر آنحضرت افتاد و دور او را فر و گریه کردند و پر میزدند و طواف میکردند و در میان

پشت تخت از فیروزه دیدیم جوانی برو خوابیده و دستهای خود بر سینه نهاده و دو مار بالا سر  
 و پائین پای او قرار گرفته چون ماران آنحضرت را دیدند در قدم و غلطیدند گفتیم یا امیرالمؤمنین  
 این جوان کیست فرمود سلیمان انگشتری را از انگشت خود بر آورده در انگشت او کرد و گفت  
 قمر باذن الله الذی یحیی العظام و هی مریم فی الحال سلیمان علیه السلام  
 برخاست و گفت اشهد ان لا اله الا الله و احد لا شریک له و ان محمدا  
 عبده و رسولہ امر سلیمان بالهدی فی دین الحق لیظهره علی الدین کلہ  
 ولو کراه المشرکون و اشهد انک وصی رسول الله الهادی المهدی  
 الذی سالت الله بحجة و محبة اهل بیتہ ما اتانی الملائک یعنی گواهی  
 میدهم که خدا من را می پرستش بکلیت و او را شریکی نیست و بدرستی که محمد بنده اوست و فرستاده  
 او و او را فرستاده بر بنمای و اظهار کردن دین حق و هر دینی غیر دین او باطل باشد و  
 دین او ناسخ دین ما باشد اگر چه مشرکان زمین معنی کراهیت داشته باشند و گواهی میدهم  
 که تو وصی و جانشین رسول الله و توفی راه نماینده و راه یافته که بوسیله تو سوال کردم  
 من از حق تعالی محبت تو و محبت اهل بیت تو و بمن حق تعالی آنچه داده از ملک و بادشاهی  
 مثل آن هیچ یک از اولاد آدم نداده بود اگر محبت تو شفیع نمی ساختم آن سلطنت و بزرگوئی من  
 عطا نمی فرمود پس زمانه آن سرور و زو سلیمان علیه السلام نشست سپا بوس آن پیغمبر شریف شکی  
 پس سلیمان را وداع نموده برخاست و سلیمان بجال خود برگشت و ما پرسیدیم که یا امیرالمؤمنین  
 شمار اعلیٰ بانچه در پس کوه قاف است هست فرمود که خلاق عالم و موجد بنی آدم چهل عالم در  
 عقب کوه قاف آفرید که هر عالمی چهل برابر دنیا باشد و علم من بما و رای کوه همچو علم من است  
 بحال این دنیا و آنچه درین دنیا است بعد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم نگردد از دهن آن  
 عالم است و همچنین بعد از من اولاد من حافظ شریعت نبوی و وارث علم مصطفوی خواهند  
 بود تا روز قیامت و من داناتریم بر اینها که در آسمان هست و راه ما که در زمین است

و ما یم اسم کمفون و اسم مخزون الهی و ما یم اسم حسنی که چون خدا را بآن اسمها بخوانند و یک  
 صاحب آن نامها که بر عرش فکر سی نشسته است و ما یم قسمت کننده بهشت و دوزخ و ازنا  
 تعلیم گرفته اند ملائکه آسمانها تسبیح و تقدیس و تمجید و تکبیر و توحید الهی و ما یم آن کلماتیکه چون  
 آدم علیه السلام را تلقین نمود و توبه اش قبول شد و من میدانم این امور عجیب و اسرار عجیب  
 را بکرت اسم اعظم که اگر بزرگ زیتون بآن حرفی بنویسند و کور آتش اندازند نسوزد  
 و طراوتش میل پشمر دگی نکند و هر کجا است روشنی روز از نامهای نامی ماست و اسما  
 مار چون بر آسمان نقش کردند بے ستون استقامت یافت و زمین بآن منقش گشته سطح  
 شد و چون بر باد خواندند در حرکت آمد و بر برق نوشتند لمعان شد و بر رعد رقم نمودند خنک  
 شد و بر جهار اسرافیل نقش کردند مشکلم بکلام سبوح قدوس رب الملائکة والروح گردید و چون  
 کلام معجز نظامش باین مقام رسید فرمود چشمهای خود را بپوشید پوشیدیم باز گفت  
 بکشاید بکشایدیم و خود را در شهره دیدیم مثل بر بازار های معمور و قصر های رفیع مرد  
 در نهایت بلندی قامت و کمال استقامت هر یک چون نخله پس فرمود که این گروه  
 از بقیه قوم ما دانند که هنوز در کفر و ضلالت و ظلم و جهالت گرفتار اند و ایان برب ارباب  
 و رزح باب ندارند و شهر ایشان از شهر های مشرق بود من بامر خالق بی چون قلع و  
 قمع اینها نموده باین مکان شان نقل نمودم تا شمارا در اینجا به بیغده و شما بران مطلع  
 گشتید و من داعیه دارم که باین گروه مقابله نمایم پس آن قوم را بوحدا نیت خدا و  
 رسالت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم و ولایت خود دعوت نمود ایشان ابا نمودند  
 و بسیار را بکشت و چون خون ما را مشاهده نمودند زود آمده دست مبارک را بر سینه  
 مالید خون از مازایل شد بار دیگر تا باز بلند ایشان را با سلام خواند ایمان نیاوردند  
 برق و صاعقه ظاهر شد و چیزهای چند میخواند که باز نمیدیم و ما را چنان مشاهده می شد  
 که این برقی رعد و صاعقه از دهن آنحضرت بر می آمد و چندان صدا های هولناک

پیدا آمد کہ ما گفتم البتہ آسمان بر زمین آمدہ کو ہیہامی از ہم فرو می یزد تا آنکہ یک متفسر  
 از ایشان نامد و چون از مجادلہ آن قوم فارغ شد و آن رعد و برق بر طرف شد استرجاع  
 نمودیم کہ یا امیر المومنین ما را بوطن باز رسان کہ زیادہ برین طاقت مشاہدہ این امور  
 نداریم آن ابراہیم را طلبید بران سوار شدیم و آنحضرت مشکلم بکلامی شد باد ما را بہو ابرودہ بجا  
 رسانید کہ دنیا بقدر در سہمی معائنہ میکردیم و بعد از لمحہ خود را در خانہ امیر المومنین دیدیم  
 از ہمان مکان کہ مسافر شدہ بودیم و چون فرو آمدہ نشستیم بانگ موزن شنیدیم کہ  
 اذان ظہری میگفت یا اول صبح بود از طلوع آفتاب را ہی شدہ بودیم کہ در پنج ساعت  
 پنجاہ سالہ را طعی نمودیم و چون ما را تعجب دید فرمود بخدا یکہ نفس من بہ ید قدرت او  
 کہ اگر خواہم شمارا در طرفتہ العین در سہ آسمان ہا و زمین ہا بگردانیم و بران قادرم و این  
 قدرت عظیمہ باذن خالق البریہ و از برکت خیر الخلقیہ یافتہ ام و منم و لے و وحی آنحضرت  
 صلعم در مین حیات و در زمان رحلت و لیکن اکثر مردمان نمیدانند سلمان گفت لعنہ  
 من غضب حقک و خمدک و اعرض عنک ضاعف العذاب لک الیم  
 انتھی بلفظہ -

## خلاصہ حدیث بساط

خلاصہ یہ کہ ابن مالویہ قمی اپنی سند سے حضرت سلمان فارسی سے یوں روایت کرتے ہیں  
 کہ سلمان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے مولا اور سردار امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ  
 کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت عمر ابن خطاب کے ہاتھ پر لوگوں کی بیعت کا باز اگر  
 تھا میرے علاوہ خدمت مبارک امیر المومنین میں دونوں صاحبزادے یعنی حسن علیہ السلام  
 حاضر تھے اور محمد ابن حنیفہ اور محمد ابن ابی بکر عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود بھی موجود  
 تھے باقی آپس میں ہورہی تھیں تذکرہ باہم دگر ہر قسم کے کئے جاتے تھے اتنے میں حضرت  
 امام حسن علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ ای امیر المومنین اور

اے امام المسلمین اللہ تعالیٰ نے سلیمان ابن داؤد کو عجیب سلطنت بخشی کچھ اوسمین سے  
خدا تعالیٰ نے اپنے وصی یعنی آپ کو بھی عنایت کی حضرت شاہ سریر ولایت مسکراے اور  
فرمایا قسم کہ تا ہوں میں اوس معبود کی کہ جو دانہ خشک کو زمین سے اگاتا ہے اور  
حلف کرتا ہوں اوس تا د و طلق کا کہ جس نے آدم کو خاک سے پیدا کیا ہے کہ جو سلطنت  
تیرے باپ کو دی ہے سلف میں نہ کسی وصی کو دی اور نہ کسی ولی کو عطا فرمائی اور  
نہ اب آئندہ کسی کو دیگا پس امام حسن اور انکے ساتھ حضار مجلس نے عرض کیا کہ یا حضرت  
ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اوسمین سے کچھ سبکو بھی دے گا  
نا کہ ایمان ہمارا زاید ہو اور علم و ایقان ہمارا قوی سید اوصیائے فرمایا کہ اچھا تمہیں  
کسی قدر دکھلاتے ہیں اور یہ کہ رکعت نماز فوراً ادا فرمائی اور بعد نماز کے کچھ کلمہ  
ایسے فرمائے کہ حضار مجلس کی سمجھ میں نہ آئے اور ہاتھ کو طرف مغرب کے بڑھایا ایک کلمہ  
کے بعد جو ہاتھ کو کہیں چاہو حاضرین نے آپ کے ہاتھ پر ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اوسکو وہیں کو کر  
پہر اپنے ہاتھ کو طرف پچم کے بڑھا دیا کہ معاد و سر ٹکڑا اشتقاقین کو دکھا دیا حضرت سلمان  
اور سوقت پکار کر کہنے لگے کہ بیشک اللہ ایک ہے اور اوس کا رسول حق ہے اور بے شبہ  
تم اوسکے وصی ہو جو کوئی شک کر گیا تمہاری وصایت و خلافت میں ہلاک ہوگا اور جو تمہاری  
پیروی کر گیا نجات پاوے گا پھر وہ دونوں ابر پھیل گئے آپ نے سب حاضرین سے فرمایا کہ  
اٹھو اور بیٹھ جاؤ اس بساط یعنی فرش پر سب لوگ ایک ابر پر بیٹھ گئے اور حضرت  
دوسرے ابر پر سوار ہو گئے آپ نے پھر کچھ کلمہ فرمائے کہ کسی نے اونکو نہ سمجھا اور اشارہ ابر کو  
طرف مغرب کے کیا اوسوقت ہوا ابر کے نیچے آگئی اور تابستگلی تمام ابر کو اٹھا کر پھان کھینچ  
لیچلے اوسوقت جو ہم نے حضرت کو دیکھا تو آپ زرد جامہ پہنے ہوئے تھے اور ایک تاج  
یا قوت کا سر پر رکھے ہوئے تھے اور نعلین مبارک کے بند بھی یا قوت کے بنے ہوئے تھے  
اور ایک انگوٹھی مرفارید کی بھی زیب دست مبارک کئے ہوئے تھے اور ایک کرسی نوپہ

تشریف فرماتے امام حسن علیہ السلام نے حضرت امیر المومنین سے عرض کیا کہ تمام مخلوقات بوجہ  
انگڑی کے سلیمان علیہ السلام کے مسخر تھی اور آج کی کسوجہ سے مطیع ہوئے اپنے فرمایا کہ آج  
یہ میرے مین اللہ کا مونہ ہوں مین اللہ کی آنکھ ہوں مین اللہ کی زبان ہوں  
مین اللہ کا دلی ہوں مین اللہ کا نور ہوں کہ نہیں بھاسکیگا کوئی بھکو مین اللہ کی  
جیہ ہوں اوسکے بند و نہیں مین اللہ کا خزانہ ہوں اوسکی زمین مین مین بانٹنے والا  
جنت اور درخ کا ہوں مین ذوالقرنین کی دیوار ہوں تلوہم سلیمان کی بھی انگڑی  
دکھائی دیتی ہیں فوراً اپنے ہاتھ بٹل مین کیا انگڑی سلیمان کو معاً دکھا دیا طلاے  
سرخ کی تھی اور نگینہ یا قوت سرخ کا فرمایا اے بیٹے یہ انگڑی تھی سلیمان کی ہمارے  
ہی نام اسپر بھی منقوش ہیں سلمان فارسی کہتے ہیں کہ حاضرین اور زیادہ متعجب  
ہوئے آپ نے فرمایا ابھی سے تم کیا تعجب کرتے ہو ہم آج تلوہ عجائبات دکھا دیں گے  
کہ تم نے کبھی ندیکے ہو گئے حضرت امام حسن نے فرمایا بھکو دیوار ذوالقرنین کی دکھائی  
آپنے ہو اگو حکم کیا کہ اوسیطر کو چل معاً ہوا مین سے ایک آواز مشابہ رعد کے نکلی اور  
ہوا اوسیطر کو پچلی یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہونچا یا اوسپر ایک درخت عظیم کھڑا ہوا  
دیکھا گر خشک ہو گیا تھا حضرت امام حسن نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس درخت  
کو کیا ہو گیا اپنے فرمایا کہ اوس سے نہ پوچھ لو اپنے اوس درخت سے پوچھا کیا ہوا  
تھکواے درخت جو خشک ہو گیا اوس نے کچھ جواب نہ دیا تب امیر المومنین نے فرمایا جو آ  
کیون نہیں دیتا جواب دے حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اوس وقت درخت  
بولنے لگا اور کہنے لگا حضرت امام حسن سے کہ تمہارے باپ ہر شب وقت سحر کے کرسی  
نور پر بیٹھ کر ابر پر سوار ہو کر میرے پاس آیا کرتے ہیں اور دو رکعت نماز پڑھا کرتے  
ہیں حضرت کی مصاحبت اور ابر کی خوشبو سے مین تروتازہ رہتا تھا چار شب سے  
حضرت تشریف نہیں لائے اوس جدائی سے میرا یہ حال ہوا اور اس مفارقت سے مین

خشک ہو گیا میری سفارش حضرت سے کر دو کہ مجھ کو مجبور کر لیں امیر المومنین نے دو رکعت  
 نماز اوس درخت کے نیچے پڑھی اور ہاتھ اپنا اوس پر پھیر دیا وہ اوس وقت سرسبز ہو گیا  
 ہو گیا پہر کرسی نور پر بیٹھے اور وہاں سے چلے سلمان فارسی کہتے ہیں کہ ہوا میں ایک فرشتہ  
 دیکھا سراسر اس کا آفتاب کے قرص کے نیچے تھا اور پاؤں قعر محیط میں ایک ہاتھ اوس کا  
 مشرق میں اور ایک مغرب میں امیر المومنین سے ہم نے پوچھا یہ کون ہے فرمایا کہ میں نے  
 اوس کو خدا کے حکم سے اسی مقام پر مقرر کیا ہے اور رات و دن کی تاریکی اور روشنی پر  
 موکل ٹھہرایا ہے قیامت تک یہ ایسا ہی رہیگا پس حکو یا جوج یا جوج کے پاس لیگی  
 حضرت امیر نے ابر سے فرمایا کہ ہکو اس پہاڑ کے نیچے اوتار وہ پہاڑ بہت تاریک تھا  
 قوم یا جوج کی تین تین تین بعضے تو بیس گز کے لانبے اور دس گز کے جوڑے تھے  
 اور بعضے سو گز کے لانبے اور ستر گز کے جوڑے اور بعضے ایسے تھے کہ ایک کان اپنا اول  
 تھے بجائے لحاف کے اور ایک بچھاتے تھے بجائے تو خشک کے حاضرین میں سے کسی نے  
 پوچھا کہ حضرت انکا حاکم کون ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اس قوم بیشمار کا میں حاکم ہوں  
 اور یہ سب میرے محکوم ہیں پہر اپنے کچھ کلمے ہوا سے فرما دیے ہوا ہکو کوہ قاف کو لیگی وہ  
 پہاڑ یا قوت سرخ کا تھا اور تمام زمین کو گھیرے ہوئے تھا ایک فرشتہ بشکل آدمی کے  
 اوس پر موکل تھا جو وقت اوس نے ہکو دیکھا حضرت کو سلام کیا اور رخصت چاہی اپنے  
 اوس کو رخصت دی چلے یا پہر ایک درخت مثل درخت اول کے دیکھا اوس سے بھی  
 وہی سوال و جواب واقع ہوئے درخت نے کہا کہ حضرت امیر ہر شب اول رات میں میرے  
 پاس آکر نماز پڑھتے ہیں چالیس روز سے نہیں آئے اس واسطے سو کہہ گیا ہوں حضرت  
 امام حسن نے حضرت امیر سے سفارش کی اپنے ہاتھ اپنا اوس پر پھیر دیا وہ درخت گواہی  
 دینے لگا خدا اور رسول و اوس کے وصی کی اور سرسبز ہو گیا حاضرین میں سے کسی نے  
 پوچھا کہ یا حضرت سب ملائکہ آپ کے حکم میں ہیں اپنے قسم کہا کہ فرمایا کہ بے اذن میرے

کوئی فرشتہ اپنی جگہ حرکت نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو خدا تعالیٰ اپنے آتش غضب  
 سے اسے جلا دے اور بعد میرے حسن کو اور اونکے بعد حسین کو اور اونکے بعد زو  
 آدمیو کو میری اولاد سے کہ نوین اونکے قائم آل محمد ہونگے یہی حکومت حاصل ہوگی  
 لاکھ مقررین سے کوئی دم نہ مار سکیگا بے اونکے اذن کے کسی نے پوچھا کہ حضرت کوہ  
 قاف کے موکل کا کیا نام ہے فرمایا کہ برخائیل پہر اپنے حاضرین سے فرمایا کہ آئیں  
 بند کرو سب بند کر لیں فرمایا کہ ولد و سب نے کہ ولدین تمام حاضرین نے اپنے آپکو  
 ایک دوسرے ملک میں پایا اسوجہ سے اور زیادہ تعجب آیا اپنے فرمایا کہ ملک الموت  
 میرے اختیار میں ہے باوصف اسکے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور جو کچھ میں جانتا  
 ہوں توڑا سا بھی تمکو سناؤں تو تمہارے دل سننے کی تاب نہ لاسکیں گے پہر فرمایا  
 اپنے کہ اسم اعظم کے تتر تتر ہین وزیر سلیمان علیہ السلام آصف بر خیا کو ایک حرف معلوم  
 تھا جسکی وجہ سے وہ تخت بلقیس کو اوڑالایا تھا اور مجھکو شتر آورد و بہتر حرف معلوم  
 ہین البتہ ایک حرف علم غیب ہے کہ وہ مخصوص خدا کے ساتھ ہے پچانا مجھکو جسے پچانا  
 اور منکر ہوا جو منکر ہوا وہاں سے پہر ابر نے ایک باغ میں پہونچا یا کہ وہ مثل بہشت کے  
 تھا او سین ایک جوان کو ہم نے دیکھا کہ دو قبروں کے درمیان میں بیٹھا تھا ہم نے  
 عرض کیا کہ حضرت یہ کون شخص ہے اپنے فرمایا کہ یہ ہمارے بھائی صالح نبی ہین اور  
 یہ دونوں قبرین انکے مان باپ کی ہین حضرت صالح دیکھتے ہی حضرت علی کو بتایا  
 دوڑے اور حضرت کے سینہ کے بوسہ لینے لگے اور ڈیک مار کر رونے لگے اور شکوہ  
 و شکایت کرنے لگے آپ نے اونکی تسکین کر دی ہم نے پوچھا کہ یا حضرت صالح کیون  
 روئے اپنے فرمایا او نہیں سے پوچھو حضرت امام حسن نے پوچھا کہ تم کیون رو دے  
 اونہوں نے کہا کہ تمہارے باپ ہر روز وقت صبح کے میرے پاس آکر میرے ساتھ  
 نماز پڑھتے ہین اسوجہ سے میں محفوظ اور سرور رہتا تھا آج دنس روز ہوئے کہ

آئے نہیں تھے ہم نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم روز وقت صبح کے آپکی خدمت میں  
 ہوتے ہیں آپ کیونکر بیان اگر حضرت صالح کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اپنے فرمایا کہ سلیمان  
 کو دیکھو گے ہم نے کہا ہماری بھی یہی آرزو تھی حضرت وہاں سے روانہ ہوئے ایک  
 باغ میں پہنچے کہ کسی نے اس کے مثل ندیکھا ہوگا نام جانور اس کے حضرت کا طوان  
 کرنے لگے درمیان بہشت کے ایک تخت فیروزہ پر ایک جوان سوار ہوا تھا اور دو سانپ  
 اس کے سر اور پیر کے پاس بیٹھے تھے دونوں سانپ حضرت کے قدموں پر لوٹنے لگے ہم  
 پوچھا کہ حضرت یہ کون شخص ہے کہ جس کے سر ہانے اور پائیں دو سانپ ہیں آپ نے  
 فرمایا یہی سلیمان ہیں اپنے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اوتار کر ان کے ہاتھ میں پھنادی  
 اور فرمایا کہ اوٹھ تو اس کے حکم سے جو بوسیدہ پٹیوں کو جلاتا ہے فوراً سلیمان علیہ السلام  
 اوٹھ بیٹھے اور گواہی خدا اور رسول و اس کے وصی کی دینے لگے اور کہنے لگے میں نے  
 آپ کے واسطے سے سلطنت پائی تھی اگر آپ کا تو سل نہوتا تو یہ سلطنت مجھ کو کبھی نہ ملتی پھر  
 حضرت سلیمان سے رخصت ہوئے اور وہ بدستور مردہ ہو گئے حاضرین نے عرض  
 کیا کہ یا حضرت امیر کوہ قاف کے بعد کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ چالیس عالم ہیں ہر عالم  
 مثل اس جہان کے ہے مجھے سب کا علم ہے اور بعد رسول خدا کے میں عوالم کا حاکم ہوں  
 اور بعد میرے میری اولاد حافظ شریعت نبوی اور وارث علم صوفی ہوگی اور ہم آسمان  
 کی بھی راہیں جانتے ہیں اور زمین کے راستے بھی پہچانتے ہیں اور ہم خدا کے اسماء  
 حسنی ہیں اور ہم دوزخ و جنت کی تقسیم کرنے والے ہیں اور فرشتوں نے ہم ہی سے  
 تبیج و تہلیل سیکھی ہے آدم کے کلمات ہم ہی ہیں کہ جسے آدم کی توبہ مقبول ہوئی  
 ہمارے ہی نام عرش پر لکھے ہیں ہمارے ہی ناموں کے سبب سے آسمان بے ستون  
 کے قائم ہے زمین پر ہمارے نام منقوش ہیں ہم اسم اعظم کو جانتے ہیں ہمارے ہی  
 نام عرش پر لکھے ہیں ہمارے نام جب ہوا پر لکھے گئے چلنے لگے اور برق پر پڑ ہی گئی

نودہ چکنے لگی رعد پر منقوش ہوئی تو وہ عاجزی کرنے لگے یہ حضرت نے فرمایا کہ آنکھیں بند  
 کر بند کر لین یہ کہا کہ لو کہ و کولہ یں جنے دیکھا کہ ایک شہر عظیم الشان میں پہونچا پ  
 نے فرمایا کہ قوم عاد کے باقی ماندہ لوگ اسی میں آباد ہیں ابھی تک کفر میں گرفتار ہیں میں  
 سب کا قلع و قمع کر دیا تھا البتہ یہ شہر رہ گیا ہے میں دعویٰ رکھتا ہوں کہ اس گروہ  
 سے اکیلا مقابلہ کرو گا یہ کہا کہ آپ نے اوں لوگوں پر خدا کی وحدانیت اور رسول کی  
 رسالت اور اپنی ولایت کو پیش کیا اوںہوں نے انکار محض کیا آپ نے ذوالفقار سے  
 اکثر قتل کر دیا پہر آپ نے جب ہلوگوں کو خائف دیکھا ہمارے پاس چلے آئے اور سینوں  
 پر ہاتھ پیرودہ خوف زایل ہو گیا پہر آپ نے قوم عاد کے لوگوں پر تازیانہ بلند اسلام کو پیش کیا  
 اوںہوں نے پہر انکار محض کیا اوسوقت آپ کے منہ سے صاعقہ و برق ورعد نکلنے لگے  
 اور سخت آواز میں ظاہر ہونے لگے وہ لوگ اس صاعقہ سے سب مر گئے جب آپ اوں  
 لوگوں سے فارغ ہوئے تب ہم نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہکو ہمارے وطن پہونچا کیجئے  
 اب ہم لوگوں میں طاقت کسی امر کے مشاہدہ کی نہیں ہے حضرت نے ابر کو بلوایا اور کچھ کلمہ  
 فرمائے کہ ہم نہ سمجھے ہوا ہکو اوس مقام تک لیگی کہ دنیا و بان سے ایک درہم کی مانند  
 معلوم ہوتی تھی بعد ایک لمحہ کے ہم وطن پہونچ گئے اوسوقت موزون نے ظہر کی اذان دی  
 تھی وقت طلوع آفتاب سے ہم نے سفر کیا تا ظہر کے وقت آگئے اتنی دیر میں پچاس برس  
 کی راہ طو کی حضرت نے جب ہکو متعجب دیکھا فرمایا میں ہکو پلاک مارنے میں تمام زمین و  
 آسمان کو دکھا سکتا ہوں یہ قدرت خدا نے مجھ کو بخشی ہے میں ولی و وصی ہوں  
 رسول کا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں سلمان نے کہا کہ اللہ لعنت کرے اوس شخص پر  
 جس نے تمہارے حق کو غصب کیا نقطہ

اے گروہ شیعہ اور اے فرقہ امامیہ دیکھو اس حدیث بباط کو اور خیال کرو جناب مرتضوی  
 کے اقتدار اور اختیار کو کہ ہر شے آپ کی محاکمہ ہر چیز آپ کو معلوم تمام مخلوقات کے آپ حافظ جمیع

بندگان خدا کے آپ واعظ ملائکہ آپکے قبضہ قدرت میں موکلین آپکی ملکیت میں بشت  
 کے جانور آپکا طواف کریں حضرت سلیمان کے سانپ آپکے قدموں پر لوٹیں زمین و آسمان  
 کی ایک ساعت میں آپ سیر کریں ابرو ہوا بغیر آپکے حکم کے حرکت نہ کریں فرشتہ آپکے بلا  
 جنبش نہ کریں درختوں کو آپ سرسبز کریں مردوں کو آپ زندہ فرماویں انبیاء آپ کے  
 رومی ہونیکا اقرار کریں نباتات آپکے ولی ہونیکا اظہار کریں تینوں قسمن یا جوج  
 و باجوج کی آپکے ہوا خواہ چالیسوں عالم کوہ قاف کے آپکے خیر خواہ فرشتہ روشنی و  
 تاریکی کا آپکا تابعدار موکل کوہ قاف کا آپکا فرمانبردار رعد آپکے دہن میں کر کے  
 برق آپکے منہ سے چمکے زوالفقار آپکے کفار کو ایک دم میں تباہ کرے صاعقہ آپ کا  
 فجار کو ایک لمحہ میں خاک سیاہ کرے الغرض ہر طرح سے قدرت آپکو حاصل تھی اور  
 ہر نوع سے قدرت آپکی کامل تھی پہر صحابہ کرام سے تقیہ کرنیکی آپکو کیا ضرورت تھی اور  
 خلفائے عظام سے مذہب چھپانیکی کیا حاجت تھی جو آپ اور آپکے امام اعظم فرماتے  
 ہیں کہ حضرت علی متعہ کے حرام ہونیکو تفتیہ کہتے ہیں گو کہ اس حدیث بساط میں جناب  
 مخاطب اور انکے ہم مشرب کی تبکیت اور اسکا تکیو اسطے بہت فوائد ظاہر ہوتے ہیں  
 مگر ہم نظر اختصار چند امور میں استفسار کرتے ہیں اول یہ کہ اپنے قوم یا جوج و باجوج  
 کو کہ چلے تلوٹو گز کے لائبے قد اور نثر نثر گز کے چوڑے سینہ اور کان ایسے کہ ایک اور  
 اور ایک کو بچھا دیں کیون نہ حکم فرما دیا کہ دین محمدی کو خس و خاشاک سے صاف کر دو  
 مرتدین سے پاک کر دو شریعت محمدی کی معاونت کر دو دین احمدی کی اعانت کر دو سوز  
 صد افسوس کہ جو لوگ خدا کے حکم کو رد کریں اہلبیت پر جبر کریں شریعت کو بدل دیں  
 طریقت کو ملیٹ دیں جناب سیدہ پر تازیانہ لگائیں بعضہ رسول پر تمستیں کر دیں  
 ان سے جناب مرقنوی بار جو داس اقتدار کے کچھ بھی نفرا مین اور فرما نا کیسا اولیٰ کے  
 حکم کو تسلیم کریں ان کے فرمانوں کی تائید کریں اور کسا ہر وقت شریک رہیں ان کے

ہر ساعت ہم رہیں اور ان کے مسائل شرعیہ میں اقتدا کریں اور ان کے پیچھے نماز کو ادا کریں پس  
 باوجود اقتدار کے دم نمازنا شریعت منظمہ میں رخصت پڑنے دینا ملت مقدسہ میں فتنہ و فساد  
 اور مٹنے دینا خلاف کلام الہی اور مخالف حدیث رسالت پناہی ہے۔ دوسرے یہ کہ  
 جناب مرتضوی نے جس طرح قوم عادیہ اسلام کو پیش کیا اور اپنی وصایت و ولایت کو  
 ظاہر کیا اور انہوں نے انکار محض کیا تو اپنی اپنے ایک صاعقہ سے ان کو برباد کر دیا  
 اس طرح خلفائے عظام پر بھی اصل شریعت نبوی اور وصایت و خلافت مرتضوی  
 کو ظاہر فرماتے اگر وہ اقرار کرتے تو انکار کرتے تو آپ فوراً ایک صاعقہ کو  
 منہ سے نکال دیتے کہ وہ سب معاذ اللہ برباد ہو جاتے خصوصاً جس وقت خلیفہ دوم نے  
 خدا کے حکم کو رد کیا تھا یعنی متعہ کے حرام ہونے کو ظاہر فرمایا تھا اسی وقت آپ اس کی حلت  
 کو بیان فرماتے اگر لوگ مانتے بہتر و خوشتر ورنہ ایک مرتبہ مثل رعد کے آواز فرمادیتے سب  
 معدوم محض ہو جاتے تمام جہگڑا اوشہ ہاتا اور کل قصہ فیصل ہو جاتا تیسرے یہ کہ  
 جناب مرتضوی اور ان کے تبعین قیامت کے روز روبرو سے رسول خدا کے حاضر ہوئے  
 اور جناب سرور عالم ان سے استفسار فرمایا وینگے کہ تم نے بعد میرے ثقلین یعنی قرآن مجید  
 اور اہلبیت حمید کے ساتھ کیا کیا جیسا کہ تفسیر اہلبیت میں لکھا ہے شرعاً قرآن علی برائۃ  
 مع امام المتقین و سید المرسلین قائد العز المجاہدین وصی رسول اللہ  
 رب العالمین فاقول ماذا فعلتم بالثقلین من بعدی یعنی پیروار و پیوستہ  
 نبی کریم کے ساتھ امام المتقین و سید المرسلین کا یہ العز المجاہدین وصی رسول اللہ  
 کے پس فرماتے ہیں رسول خدا صلعم کہ پوچھو گائیں کہ کیا کیا تھے پیچھے میرے ساتھ  
 کتاب اللہ اور اہلبیت رسول اللہ کے معلوم نہیں کہ اس وقت اصول اہل تشیع  
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ استفسار رسول خدا کا کیا جواب دیوینگے البتہ قرآن مجید کی  
 نسبت کہہ سکتے ہیں اور یہ جواب عرض کر سکتے ہیں کہ آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں ختم

تو پہلے ہی خود تحریف فرما چکے ہیں جیسا کہ مجتہد لکھنوی نے عماد الاسلام میں لکھا ہے اور  
 ہم نے اسکو جو بحث تحریف قرآن میں نقل کیا ہے لیکن اگر اہلبیت کی نسبت اپنی عاجزی  
 و بیکسی ظاہر فرما دینگے تو ضرور رسول خدا ارشاد فرما دینگے کہ کاش اگر تم اس موکل کو  
 کہ جسکا سر آفتاب کے قرص کے نیچے تھا اور پاؤں قعر محیط میں اور ایک ہاتھ مشرق  
 میں اور دوسرا غرب میں حکم کر دیتے تو کیوں بضعہ رسول پر تازیانہ لگنے پاتے ہتھ  
 خلقت کوہ فان کی تمہارے اقتدار میں اس کثرت سے قوم یا جوج یا جوج کی تمہارے  
 اختیار میں اس درجہ موکلین تمہاری اطاعت میں ذوالفقار تمہاری وہ کہ جس سے  
 قوم عاد کو ایک لمحہ میں قتل کر دیا صاعقہ تمہارا ایسا جسکے ایک شعلہ سے صد ہا آدمیوں  
 کو دفعتہ خاک سیاہ کر دیا پر تم کیونکر بے یار و یاور اور کس طرح بیکس تھے بار خدا یا  
 شاید اسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ جواب دین کہ جناب سیدہ اہلبیت کے  
 خارج نہیں جیسا کہ صاحب شافی شارح کلینی نے لکھا ہے اور ہم نے قبل میں نقل کیا  
 ہے چوتھے یہ کہ جناب رضوی اپنے مصاحبین کے ساتھ جس ابرہہ سوار ہو کر اس  
 سیر کے تشریف لے گئے وہ فان وغیرہ کے لیکے تھے اس حالت میں کہ جب صحابہ نے  
 شریعت محمدی کو برا کیا ملت احمدی کا ستیاناس کیا جناب سیدہ پر ظلم جب کیا  
 کیونکہ اس ابرہہ مع جناب سیدہ کے سوار ہو کر کسی ملک کو چلے گئے صحابہ کے ظلم سے  
 نجات پانے کفار و مرتدین کے جلسوں سے اپنے آپکو بچاتے تھے محکم حضرات شیعہ  
 جو وقت حضرت رضوی کے اخبار نام کو اپنی ہی کتابوں میں دیکھتے ہیں اور اقرار  
 نام کو اپنے ہی محدثین سے سنتے ہیں تو مجبور ہو کر حدیث وصیت کو اوڑھتے ہیں اور  
 یہ کہتے ہیں کہ بیشک حضرت علی کو غلبہ تام حاصل تھا اور تسلط تام کامل تھا لیکن  
 مجبور اسوجہ سے تھے اور معذور اس سبب سے تھے کہ رسول خدا نے انکو وصیت  
 کر دی تھی اور نصیحت فرمادی تھی کہ خلفائے مقابلہ ہرگز نہ کرنا اور صحابہ سے مجاہدہ

کہی پیش نہ آنا کہ نفوذ باللہ وہ شریعت کو بدل ڈالیں اور معاذا اللہ مرتد ہو جائیں  
 اہلیت پر ظلم کریں تمہارے حق کو غصب کریں حلال کو حرام کریں اور حرام کو حلال کہیں  
 آدم نازنا اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا مگر الحمد للہ ہم الحمد للہ کہ یہ ترانہ بھی حضرت  
 کا محض پوچ ہے اور یہ ربانہ ہی سخت لہجہ ہے ہم پوچتے ہیں کہ جس وقت جناب تفضلی  
 علی نے حضرت عباس کے پرنا لہ کے باب میں ذوالفقار کو کہینچا ہے اور قبر کو لایا ہے  
 اور حضرت عمر کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور پرنا لہ کو پر اپنے مقام پر لگوا یا ہے اس وقت  
 کہاں گئی تھی یہ حدیث وصیت اور کہہ رہی تھی جناب رسول خدا کی نصیحت آپ نے  
 کیوں نہ حضرت عباس سے کہہ دیا کہ چچا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے مجھ کو منع کر دیا ہے  
 اور صاف صاف فرما دیا ہے کہ خلفا سے مت لڑنا صحابہ سے مت بڑنا میں کیونکر  
 پرنا لہ لگوا سکتا ہوں اور کہ طرح ان کے مقابلہ میں تلوار اٹھا سکتا ہوں حیرت تو یہ  
 ہے کہ حضرت عباس ہی حدیث وصیت کو بھول گئے اور خدا کے رسول کی نصیحت  
 کو فراموش کر گئے جو حضرت علی کو فساد پر برا لکھتے کیا اور خواہ مخواہ پرنا لہ اپنا لگوا لیا  
 اور جناب مرتضوی بھی چچا کی فریاد سن کر بے تکلف کڑے ہو گئے اور جناب فاروق  
 اعظم کے قتل پر مستعد ہو گئے علی الاعلان اپنے کہہ دیا اور علی رؤس الاشهاد فرما دیا  
 کہ جو کوئی اب پرنا لہ کو اوکڑاویگا اپنے سر کو تن سے جدا کر دے گا حدیث پرنا لہ کو  
 شیعوں کے قبلہ و کعبہ مجتہد و لدار علی لکھنوی کی عماد الاسلام سے ہم قبل میں نقل  
 کر چکے ہیں افسوس صد افسوس کہ صحابہ شریعت بنوی کو منقلب کر دیں ملت مصطفوی  
 کو بدل ڈالیں قرآن کو جلا دیں جناب سیدہ پرنا زبانا لگا دیں خدا کے حکم کو رد  
 کریں ابہر جناب مرتضوی دم نازین سکوت محض کریں جیسے بیٹھے رہیں اور  
 ایک پرنا لہ پر یہ جوش و خروش فرما دیں کہ تو را قبر کو بلا دیں ذوالفقار کو نگوا دیں  
 لگو لگو مسجد بنوی میں جمع کریں سبھی سامنے بیان کریں کہ اگر اب کسی نے پرنا لہ کو

او کو دایا تو میں او کو قتل کرونگا اور دنیا سے نیست و نابود کرونگا لا الہ الا اللہ  
 کیا شریعت نبوی کا پر نالہ کے برابر بھی مرتبہ تھا کیا طریقت مصطفوی کا پر نالہ کے  
 برابر بھی مرتبہ تھا کیا قرآن مجید کی پر نالہ کے برابر بھی حقیقت نعتی کیا جناب سید  
 کی پر نالہ کے برابر بھی وقعت نعتی غضب تو یہ ہے کہ حضرت عباس کے تھوڑے  
 شکوہ پر وہ بھی مقدمہ پر نالہ میں حضرت علیؑ بے کلف تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور  
 منافق کے قتل پر مستعد ہو گئے حضرت عباس کو گھر میں بھیجا اور ان کے عوض میں  
 اپنے سینہ کو سپر کر دیا اور العیاذ باللہ حضرت سیدہ کو معاذ اللہ صحابہ زور و کوب  
 کریں اور خلفا منبر و پرزنا کی نہمت لگا دیں پیغمبر کا گھر جلا دیں بعض رسول کا  
 محل گرا دیں اور بنت نبوی جناب مرتضوی سے فریاد کریں نالہ و زاری و ناز  
 طعن و تشنیع کریں کہ تم کو نے میں گتے پرتے ہو خائون کی طرح گھر کے اندر رہا گتے  
 ہو بچہ رحم کی طرح پر وہ میں چپتے ہو مگر جناب اسد اللہ نے کچھ بھی نہ سنا ذرا بھی  
 جناب سیدہ کے زار و نالہ پر خیال نہ کیا کچھ بھی طعن و تشنیع کا جواب نہ دیا نہ رسول  
 کے بیٹی ہو نیکا لحاظ کیا نہ اپنے ناموس اکبر کا پاس کیا کلیتہً سکوت محض کیا۔  
 انا للہ وانا الیہ راجعون اے قوم شیعہ تم نے صحابہ کرام کی عداوت میں اور  
 خلفائے عظام کی بغاوت میں اہلبیت رسول اللہ کو بھی چھوڑا اور ان سے ہی  
 منہ کو موڑا خواجہ کے کان کترے نواصب سے ہی بڑھ گئے تم نے ہر طرح سے اپنے دین  
 کو برباد کیا اور اپنے مذہب کا ستیا ناس کیا علاوہ ازیں جناب مخاطب کو معلوم ہوگا  
 اور حضرت حبیب کو یاد ہوگا کہ ہم حدیث مرتضوی بحر المناقب سے نقل کر چکے ہیں  
 جسکا مضمون یہ ہے اور مفہوم یہ ہے کہ ایک روز مجمع صحابہ میں جناب فاروق اعظم  
 نے فرمایا کہ اگر میں تم لوگوں کو منہیات شرعیہ کی طرف راجع کروں اور امور شرعیہ سے  
 باز رکھوں تو تم کیا کرو اور میرے ساتھ کیسے پیش آؤ اس امر کو میں مرتبہ فرمایا کسی

جواب نہ دیا لیکن جناب مرتضوی نے ارشاد کیا کہ ہم تم سے توبہ طلب کریں اور نہوں  
 نے کہا کہ اگر توبہ نہ کروں اپنے فرمایا کہ ہم تمہارے سر کو پوڑ دیں جسین یہ تمہاری  
 آنکھیں ہیں ہمارے محبوب صاحب فرما دیں کہاں رہی حدیث وصیت اور کدہ ہر  
 گئی رسول خدا کی نصیحت جو آپ لوگ اوسکو اوڑھتے ہیں اور خواہ مخواہ صحابہ پر متین  
 لگاتے ہیں اب میں اس متمیم کو معرکہ فذک پر ختم کرتا ہوں اور اس باب میں حدیث  
 ارشاد القلوب دینی کو لکھتا ہوں جسکا ماحصل یہ ہے اور ملخص اسطرح سے ہر خلیفہ  
 اول نے ابو بکر شجاع کو فذک کا متولی مقرر کیا تھا بھائی اسکا حضرت علی کے ہاتھ  
 سے مقتول ہوا تھا اسنے اہلبیت کی جاگیر کو ضبط کر لیا تھا رعایا سے فذک پر ظلم بھی  
 کیا تھا ساکنین فذک نے جناب مرتضوی سے اوسکے ظلم کی کس قدر شکایت کی اور  
 اوسکے جبر کی حکایت کی آپ بجمت تمام سوار ہوئے اور جانب فذک راہی ہوئے  
 عامہ سیاہ سر پر باندھا د و تلوار و نگو کر میں لگا یا حضرت امام حسین اور عمار اور  
 فضل اور عبداللہ ابن عباس کو ساتھ لیا مسجد قریہ میں قیام کیا حضرت امام  
 حسین کو حکم ہوا کہ ابو بکر شجاع کو پکڑ لاؤ اور ابھی اپنے ہمراہ حاضر لاؤ حضرت امام  
 حسین نے اوسکو حکم سنایا کہ امیر المومنین نے شجکو بلا یا ہے اور مسجد میں طلب فرمایا  
 ہے اوس نے کہا کون امیر المومنین آپ نے فرمایا کہ ہمارے باپ اوس نے کہا کہ ہوا  
 ابو بکر کے کون مسلمانوں کا حاکم ہو سکتا ہے اور کون اونکا امام بن سکتا ہے آپ نے  
 فرمایا کہ بہتر اسی میں ہے کہ تم چلے چلو اور امیر المومنین کے پاس حاضر ہو اوس نے  
 کہا کہ میں حاکم فذک ہوں اور تمہارا باپ عوام میں سے ہے حضرت نے فرمایا کہ کیونکر  
 ہو سکتا ہے کہ تو حاکم مومنین داخل ہو اور میرا باپ عوام میں شامل ہو اوس نے کہا  
 کہ تمہارے باپ نے ابو بکر صدیق کی بیعت باگراہ کی ہے اور میں نے بطیب خاطر  
 قبول کی ہے الغرض وہ نہ آیا اپنے عمار کو بھیجا کہ اوسکو لاؤ کہ وہ اہل ضلالت سے

اور ہم مثل کعبہ کے بین کعبہ کی زیارت کو لوگ آتے ہیں نہ یہ کہ وہ کسی کے پاس جاتا  
 ہے عمار سے گفتگو سخت آگئی اور نوبت بقبضہ تلوار پہونچی جسوقت امیر المومنین نے  
 اس خبر کو سنا مع رفقا کے اسی مقام کا قصد کیا اور رفقا رجواب او کو سکون دلت و  
 خواری آپ کے سامنے لائے اپنے اوس سے فرمایا کہ کیوں ابلبیت کے مال کو ضبط کیا اور  
 کیوں رعایا کی فکر پر ظلم کیا اوس نے کہا صدیق کی اطاعت کو میں بہتر جانتا ہوں  
 تمہاری تابعداری سے اپنے او کو سخت دست کہا اوس نے بھی وہی جواب  
 دیا اور یہ بھی کہا کہ تم خلفا کے حد میں ایسی باتیں کرتے رہو گے اور آخر میں ہلاک  
 ہو جاؤ گے فضیل کو غصہ آیا سر کو اس کے تن سے جدا کر دیا اس کے سواروں نے  
 حضرت پر حملہ کیا آپ نے ذوالفقار کو میان سے کینچ لیا اور آنکھوں سے روشنی  
 کو ظاہر کر دیا سب سے بہتیار رکھ دئے اور سر پیرون پر ڈال دئے آپ نے فرمایا کہ جاؤ  
 اور اسکا سر ابو بکر کے پاس لیجاؤ ابو بکر نے جسوقت یہ حالت دیکھی تمام مہاجرین و  
 انصار کو جمع کیا اور کہا کہ علی نے ہمارے تابعدار کو قتل کر دیا سب سکتہ میں رہ گئے  
 کسی نے کچھ جواب نہ دیا ابو بکر نے کہا کیا تم زبان نہیں رکھتے جو جواب نہیں دیتے ایک  
 اعرابی نے کہا کہ اگر تم مقابلہ کو چلو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہو وینگے دوسرا اسی جا  
 میں سے بولا کہ ملک الموت کا دیکھنا بہتر ہے علی کے پاس جانے سے ابو بکر نے کہا کہ تم کو  
 شرم نہیں آتی جو علی سے ایسا ڈرتے ہو میرے سامنے ایسی باتیں کرتے ہو آخر کو بیزار  
 عمر خالد کو مع پانسو سواروں کے مقرر کیا اور کہا کہ علی نے ہمارے شیعہ کو قتل کر ڈالا ہے  
 تم انکو حاضر کرو اور زندہ گرفتار کر لاؤ خالد مع پانسو سواروں کی پہونچے اور حضرت  
 علی کے سامنے آئے آپ نے فرمایا کہ اگر صنادرید قریش اور قبائل حنین اور سوال  
 ہوازن آدینگے تب بھی ہم مقابلہ سے منہ نہ پھیرینگے اور ذرا بھی خیال انکی بہادر کا  
 دیکھیں نہ لادینگے خالد نے کہا یہ کیا تمہاری حرکت نہی جو ابو بکر شمع کی گردن بدلت

جدا کر دی آگ بجھ گئی مگر تم پر طنز کرتے ہو اور ان باتوں سے اب تک باز نہیں آتے ہو اپنے  
 زنا کار تو اپنی شجاعت اور ابو بکر سے مجھکو ڈراتا ہے کیا مجھکو بھی مالک بن نوبرہ مقرر  
 کیا ہے اگر تو کہے تو اس مسجد کے میدان میں مجھکو مار ڈالوں اور ابھی خاک میں ملا دوں  
 خالد غصہ میں آگئے اور جنگ پر مستعد ہو گئے اپنے ذوالفقار کو کہنچ لیا اور خالد کے  
 قتل کا ارادہ کر دیا خالد نے جو قوت کہ ذوالفقار کو دیکھا اور حضرت کی آنکھوں کی روشنی  
 کو معلوم کیا نوراً الحاح کرنے لگے اور بلحا جت پیش آئے اپنے تلوار کی نوک کو خالد کی  
 پشت پر رکھ دیا اور خالد کو زمین پر گر آدیا خالد کے ہمراہی زار و نالہ کرنے لگے اور  
 حضرت کے وصی ہونیکا دم بہرنے لگے آپ بھی برسرِ رحم آگئے اور خالد سے مزاح فرمانے  
 لگے آپ اونسے دل لگی کرتے تھے اور وہ کمر کے درد سے مرنے تھے اور شل تصویر کے  
 کمرے تھے آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ قصہ غدیر مجھکو یاد نہ رہا ناکشیں اور خائنین کے  
 اتباع کو اختیار کر لیا اور پرچا ہوتا ہے کہ مجھکو قید کرے اور قصد کرتا ہے کہ مجھکو گرفتار  
 کرے کیا عمر عبدود اور مر حب کا حال نہیں یاد رہا کیا خیبر کی جنگ کو بھول گیا خالد نے  
 کہا کہ تمہاری تلوار کی تیزی سے میری سبقت لگی اور ابو بکر نے نرمی سے ان کی طرف رجوع کی عباؓ اسکی پیہ پیہ  
 ابو بکر اشجع کان سباعاً و کان لہ آخر قتل علی بن ابی طالب و واقعہ  
 ہوا من و ثقیف فلما خرج الرجل من المدینۃ جعل اول قصدہ  
 ضیعة من ضاع اهل البیت فجاء بغتۃ واحتوی و علی صدقات  
 کانت لعلی یفترس علی اهلها و کان الرجل زندقاً منافقاً فارسل  
 اهل القریۃ الی امیر المؤمنین برسول یعلمونہ ما فرط من الرجل قد  
 علی علیہ السلام بداهۃ و تعمم بعمامتہ سوداء و تقلد بسیفین  
 و معہ الحسین و عمار بن یاسر و الفضل بن عباس و عبد اللہ ابن  
 جعفر و عبد اللہ ابن عباس حتی وافی القریۃ فانزل عظیم القریۃ فی مسجد

يعرف بمسجدهم ووجهها ميرا المؤمنين بالحسين يسئل المسير  
 فسار الحسين فقال احب امير المؤمنين فقال ومن امير المؤمنين  
 فقال علي بن ابي طالب فقال امير المؤمنين ابو بكر خليفة المدينة  
 فقال الحسين احب علي بن ابي طالب الى ان قال فعصب الفضل  
 ورمى عنقه عن جسده فاجتمع اصحابه على الفضل فسئل  
 امير المؤمنين سفيه فلما نظر القوم الى يرتق عينه ولمعان  
 ذي الفقار هموا سلاحهم وقالوا الطاعية فقال انصرفوا براس  
 صاحبكم هذا الصغرا بي صاحبكم الاكبر فانصرفوا والقواراسه  
 بين يدي ابي بكر فجمع المهاجرين والانصار فقال اخاكم النقي  
 اطاع الله ورسوله واولي الامر منكم فقلدت صدقات المدينة  
 وباهلها فحارضه علي بن ابي طالب فقتله الى ان قال فعصب  
 فسئل امير المؤمنين علي خالد وخفق فلما نظر الى يرتق عينه  
 بريق ذي الفقار نظر الى الموت عيانا وقال يا ابا الحسن لم يزد  
 هذا فاض به امير المؤمنين بقفا براس ذي الفقار على ظهره فكسر  
 عن دابة الى اخره اى قوم شيعه ويكياس معركه فدك كواور خيال كرواس قل  
 و قتال كوكيا ابهى تم يى ترانه كاوگے اور يى ربانه بجاوگے كرسول خدا نے حضرت  
 على كو صبر كى وصيت كرى تى اور خلفا سے عدم منازعت كى نصيحت فرماوى تى تى  
 و حجه صحابه ظلم و جبر كرتے تے قرآن كو جلاتے تے بنت رسول پر تازیانه لگاتے تے خاك  
 حكم كور كرتے تے اور حضرت على باوجود اقتدار كے سكوت كرتے تے اور باوصف منافق  
 كے صبر فرماتے تے قهر ہے كه حضرت سیده اسقدر شكوه اور شكایت فرماوین اس درج  
 طعن و تشنیع كریں كه جسكے سننے سے بدن پر لرزه آتا ہے جسكے كفن سے دل تهر تهراتا ہے

کرام نے مجبوری تراجم بحار سے اوپر نقل کر دیا ہے اور حضرت علیؑ کچھ خیال نفوذ میں اور  
 رعایا کی مذک کی شکایت پر اور تنویری سی زمین ضبط کرنے پر ہنگامہ قتل و قتال پر پڑا  
 کرین شجاعان عرب کے سرکوتن سے جدا کرین جو ان مردان حجاز کی کمر و نکو توڑ دین کا اثر  
 جناب سیدہ کی معاونت میں قرآن کی اعانت میں شریعت کی تائید میں اہل فضیلت  
 کی ترویج میں صرف ذوالفقار کو کہیں لیتے فقط اپنی آنکھوں سے روشنی دکھا دیتے سب  
 ڈر جاتے جمیع صحابہ دب جاتے تمام جگہ ادا دہ جاتا سا راقصہ فیصل ہو جاتا الشکر لیلہ  
 کہ بانی تقیہ منہم ہو گئی یعنی افضلیت خلفائے راشدین کی علی جمیع الامت ثابت ہو  
 اور غلو بیت جناب مرتضوی کی باطل ہوئی پس ہکا و کوا بطل و انہدام سے فراغت نامہ  
 حاصل ہوئی ہم اب اس سے بھی قطع نظر کرتے ہیں اور کبریٰ اثنا عشریہ کے اقوال پر  
 نقیہ پر نظر ڈالتے ہیں دیکھتے ہیں کہ وہ اسکو جایز رکھتے ہیں یا موافق مسلک السنن  
 کے مبغوض جانتے ہیں۔ کلینی کو ملاحظہ کیجئے اور اسکی عبارت کو کسی ذی علم سے سمجھئے  
 اس نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مبرا بندہ وہ ہے کہ جو در  
 ہو یعنی اس قسم کی بات کہے کہ ہمیں دو پہلو رکنا ہو عبارت اسکی یہ ہے۔  
 بش العبد محمد یکن ذ او جہین و ذائتین نہج البلاغت کو ملاحظہ کیجئے  
 جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اور اس طرح ارشاد کرتے ہیں کہ ایمان کی علامت  
 یہ ہے اور اسلام کی نشانی یہ ہے کہ آدمی اس مقام پر صدق و راست بازی کو  
 اختیار کرے کہ جہان اسکو نقصان ہوتا ہو اور ضرر پہنچتا ہو سچ بولنے سے اور نفع  
 ہونا ہو جھوٹ بولنے سے عبارت اسکی یہ ہے علامۃ الایمان ایثارک الصد  
 حیث یضرب علی الذنوب حیث ینفعل جناب مخاطب صاحب اگر ان  
 عبارتوں پر لحاظ فرماوین اور خواہ مخواہ ہٹ دہرمی کو کام فرماوین تو ان کتابوں سے  
 قطع نظر کریں اور اپنی کتاب دفع المغالطہ کو دیکھیں و تقیہ علی مرتضیٰ ہمیں قدر ہو

کہ باعث ملت اعوان و انصار از سلب و انتزاع حق خود از دست غاصبان باز  
 مانده نہ آنکہ بسبب کثرت معاندین و مخالفتہ احدی سکوت ورزیدہ باشد بلکہ آنحضرت  
 در اظهار حق و اعلان مرتبہ خود گاہے تفسیر نکرده اند اب ہم اس بحث کو بالکل آیت  
 کلام اللہ شریف پر کہ جو مضمون ہجرت بردالت کرنی ہے اور مفہوم ہجرت کو بیان  
 کر رہی ہے ترجمہ کرے بیان الذین توفیہم اللہ لایکۃ ظالمی انفسہم قالوا فیما کنتم  
 قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا لکن الارض واسعة فہا جہا  
 فیہا یعنی تحقیق معین گوگوئی جان کیسے تھے ہین فرشتہ اوس حال میں کہ وہ ہر کر رہے  
 ہین اپنا کہتے ہین تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہین ہم تھے مغلوب اوس ملک میں کہتے  
 ہین کہ کیا ہستی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں سے سو ایسوں کا مکان  
 ہے دوزخ اور بڑی جگہ اب ہم جناب مخاطب سے یہ عرض کرتے ہین اور انکی خدمت  
 میں یہ التماس رکھتے ہین کہ اگر فرض کریں ہم کہ صحابہ اکبر اور مجاہدین کسریٰ و قیصر ظالم  
 تھے اور جاہل تھے غاصب تھے اور مرتد تھے معاذ اللہ من ذلک اور بغرض محال تسلیم  
 کر لیں ہم کہ جناب مرتضوی اونسے مغلوب تھے اون سے ڈرتے تھے اونسے دبتے تھے اور  
 العیاذ باللہ مذہب تشیع کو جاری نہیں کر سکتے تھے مسلک امامیہ کو پہلا نہیں کر سکتے تھے تو  
 کیوں نہ اپنے وطن کو چھوڑا اور کیوں نہ مدینہ منورہ کو ترک کیا اور کیوں نہ اون کے  
 ہم مجلسی سے اعراض کیا اور کیوں نہ اونکی صحبت سے تنفر کو اختیار کیا تاکہ موافق اس  
 آیت کے عمل فرماتے اور دوسرے شہر و نین مذہب کو پیلاتے خدا یتعالیٰ کے حکم پر  
 استقامت فرماتے اور وعید شدید فاولئک ما وہم جہنم سے بچ جاتے ہین  
 اس مقام پر اس آیت کے متعلق محمد ابن مرتضیٰ کے قول کو اونکی تفسیر صافی سے نقل کر رہا ہوں  
 اور اس بحث کو اسی مقام پر تمام کر رہا ہوں وہ کہتے ہین کہ اس آیت میں دلالت ہے  
 اوپر واجب ہونے ہجرت کے اوس شخص پر اوس جگہ سے کہ وہ اپنے دین و مذہب

کو نہیں قائم کر سکتا ہے چنانچہ فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو شخص اپنے دین کی وجہ سے ایک  
 زمین سے طرف دوسری زمین کے جاوے گا اگرچہ ایک بالشت چلے جنت او سپر واجب  
 ہو جاوے گی اور ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق شمار کیا جاوے گا  
 عبارت اسکی یہ ہے **وفي الآية دلالة على وجوب الهجرة من موضع  
 لا يتمكن ارجل فيه من اقامة دينه وعن النبي صلعم من فر بدينه  
 من ارض الى ارض والكان شر من الارض استوجب الجنة وكان رفيق**  
**ابراهيم عليه السلام ومحمد صلعم** جناب سامی اب اپنے قول اور اپنے امام  
 اعظم کے مقولہ پر لحاظ فرمائیے کہ کیونکہ جناب مرقضوی نے متعہ کے حرام ہونیکو تفتیہ  
 فرمادیا جو شیخ ابو جعفر طوسی نے بیباکانہ کہدیا کہ حضرت علی حدیث حرمت متعہ کو تفتیہ  
 روایت کرتے ہیں اور صحابہ سے ڈر کر حرام ہونا بیان کرتے ہیں قولہ اس روایت  
 میں یہ خیانت کی کہ یوم خیر کے لفظ کو محذوف کیا تاکہ اہلسنت کی روایت نہ ٹہرے  
 اولفظ تفتیہ کا محذوف کیا تاکہ جواب سے یہ روایت خالی ہو جائے اقول ہمارے  
 مخاطب نہ خیانت کے معنی جانتے ہیں نہ محذوف کے مفہوم کو پہچانتے ہیں فقط بنی  
 بنائی باتیں لکھ دیتے ہیں یہ تو فرمائیے کہ اگر اس روایت میں لفظ خبر مذکور بھی  
 ہو تب بھی ہلکوا کیا مسرت ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے کیا منفعت ہے جو آپ کے  
 زبان زد لفظ خیانت ہے اوسمیں لفظ خبر موجود ہو یا معدوم ہر حالت میں جناب  
 مرقضوی کی روایت ہے جبکہ ایما طہارہ اسکو روایت کرتے ہیں اور جناب مرقضوی  
 رسول خدا سے حکایت فرماتے ہیں پھر اہلسنت کے ساتھ کیا تخصیص و خصوصیت ہو  
 آپ سے ہم کیا بیان کریں اور کیا آپ کے سامنے عرض کریں آپ امام رضا علیہ السلام  
 کے نقہ کو دیکھئے اور اسکی عبارت کو سمجھئے کہ سوال کیا سائل نے امام سے کہ یا حضرت  
 خدا ہو جان میری آپ پر کیا حال ہے متعہ کا کیا آپ کے جدامیل المؤمنین نے روایت کی ہے

کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا متعہ کو مکہ کے فتح کے روز اور حرام کیا خیبر میں اور  
 منع کر دیا اور اس سے امام نے فرمایا سچ ہے قسم خدا کی متعہ حرام ہے کہ اجازت دی  
 گئی تھی ساتھ اس کے مگر محدثین نے غلطی کی ہے و جوہ روایت میں عبارت اس کی یہ ہے  
 اعلم یا اخی انی سألت العالم علیہ السلام عن المتعۃ فقلت جعلت  
 فداک یروی جددک امیر المؤمنین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 حلل المتعۃ یوم فتح مکہ و حرمها عام خیبر و نہی عنها فقال صدقوا  
 فی الروایات انها والله منہیۃ حرام ما مور بها الا انہم غلطوا فی  
 وجوہ الحدیث ابدا ارشاد ہو کہ یہ روایت باوصف وجود و لفظ خیبر کے مخصوص  
 بالہست ہے یا شامل شیعہ اور یہ جو ارشاد کیا کہ لفظ تقیہ کا مخدو نہ کیا ہے  
 حضرت کہاں لفظ تقیہ کا مخدو نہ کیا آپ دیکھئے تو ہم نے نقطہ حدیث مرتضوی کو  
 نقل کیا ہے نہ عبارت طوسی اس سے بہکو تعلق کیا ہے اونہوں نے حدیث کو تقیہ  
 محمول کیا ہے اور تقیہ جناب مرتضوی کو پہنچنے قرآن و حدیث سے باطل کر دیا ہے پر  
 اذیکے تقیہ لکھ دینے سے بہکو کیا نقصان اور آپ کو کیا فائدہ ہے قولہ سو صاحب  
 استبصار و تہذیب نے اس طرح سے اس روایت کو لکھا ہے اقول بہکو کی طرح  
 اس کا لکھنا مضر نہیں اور نہ آپ کو مفید کیونکہ نفس روایت حرمت متعہ پر بدالالت تامل  
 شامل ہے اور تعرض کرنا مصنف کا اس طرح پر کہ مقام تقیہ میں یہ روایت وارد  
 ہوئی ہے محض بے اصل و لا طایل ہے قولہ یہ کہ داخل کتاب ہو یا ہوا قول داخل  
 کرنا کیا مصنف نے تو بس چشم تسلیم کر لیا صرف اپنے شیوہ ویرینہ کے موافق عذر تقیہ  
 کا پیش کیا اور پہنچنے بنائے تقیہ کو کلیتہ منہدم کر دیا قولہ اور نہ جس طرح سے کہ تم  
 کہتے ہو کہ جس سے گمان ہو جائے بروز خیبر حرام کر دینے کا اقول گمان ہو جانے  
 حرمت متعہ کا بروز خیبر ہمارے کہنے سے نہیں پایا جاتا اور ہماری عبارت سے نہیں

سمجھا جاتا بلکہ تم ادعا کرتے ہو کہ یوم خیبر اس روایت میں موجود ہے پس تمہارے کہنے  
 سے حرام ہو جانا بروزیہ بھی ثابت ہے نہ ہمارے کہنے سے قولہ سو یہ روایت  
 بروزیہ حرام کر دینے کی اہلسنت کی ہے اقول تخصیص بالہست بالکل غلط ہے کتاب  
 فقہ الرضا سے ہم ابھی نقل کر چکے ہیں اور امام رضا اس روایت کی تصدیق فرما چکے  
 ہیں قولہ اور شیعہ تو اس روایت کو موضوع اور دسوخ جانتے ہیں اقول  
 آپکو اختیار ہے العیاذ باللہ خواہ جناب مرتضوی کو وضلع حدیث سمجھے یا کذاب  
 فی الروایت خیال کیجئے مگر جناب امام رضا اسکی تصدیق فرماتے ہیں اور آپ  
 اپنی صحبت ایمانی سے اسکو جھٹلاتے ہیں قولہ اور صاحب استبصار نے مثل اور  
 روایات جواز کے اس روایت کو داخل کتاب نہیں کیا ہے اقول بیشک حرم  
 مستند کو شیخ الطایفہ نے اس روایت سے زمانہ رسول اللہ صلعم میں جناب مرتضوی  
 کرم اللہ وجہہ کے توسط سے ثابت کیا ہے اور دخول عدم دخول کا قصہ آپ کیا  
 لگاتے ہیں اگر کچھ لیاقت ہے تو استبصار و تہذیب کو دیکھئے کہ اون کتابوں میں  
 یہ روایت موجود ہے یا نہیں اور جس حالت میں کہ آپکو بھی اس روایت کے  
 وجود کا استبصار و تہذیب میں اقرار ہے پھر دخول سے آپکو کیوں انکار ہے  
 قولہ بلکہ اس روایت کی طرف کسی سے سنی ہوگی یا کہیں دیکھی ہوگی اشارہ  
 کر کے کہتے ہیں کہ فلانی روایت جو فلانے اور فلانے بیان کرتے ہیں وہ روایت  
 تقیہ کی ہے۔ اقول ہمارے جناب مخاطب اس حدیث میں کیا بیچ بیچ کہاتے ہیں  
 اور قص الجمل فرماتے ہیں اے جناب اس روایت کے صحیح الاسناد ہونے میں  
 عزت نہیں آسکتا بلکہ تقیہ اسکو مستحکم اور مضبوط کر رہا ہے اور یہ جو ارشاد ہوا  
 کہ کسی سے سنی ہوگی یا کہیں دیکھی ہوگی جناب سامی دیکھنا اور سنا کیسا آپکا  
 امام اعظم تو صاف لکھ رہا ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ روایت کیا ہے اس

حدیث کو محمد بن احمد نے ابی جعفر سے اور ابو اسد نے ابی جوزا سے اور ابو اسد نے حسین  
ابن علوان سے اور ابو اسد نے عمر ابن خالد سے اور ابو اسد نے یزید ابن عقیل انہوں نے اپنے آبا سے کرام  
اور ائمہ عظام سے او نہون نے حضرت علی علیہ السلام سے کہ فرمایا جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ  
نے کہ حرام کیا رسول خدا صلعم نے گوشت گد ہون اہلیہ کا اور نکاح متعہ کا دیکھئے کہ اس سچارہ  
نے تو صاف صاف بے پیر بہار کے سلسلہ اس روایت کو لکھ دیا ہے گو غدر رتقیہ کا پیشتر  
کیا ہے مگر اسناد کو اد کے مسلم کہا ہے پس آپکا یہ فرمانا کہ کسی سے سنی ہوگی یا کہیں  
دیجی ہوگی محض یہودہ اور سخت مغالطہ ہے قولہ اور کیونکہ داخل کتاب کرتے کہ وہ تو پہلے  
ہی اس روایت سے بیزار ہیں کہ برابر روایتین جواز کی بیان کرتے چلے جاتے ہیں اول  
اگر لاکھ مرتبہ آپ کے امام اعظم صاحب بیزار ہوں اور کروڑ مرتبہ آپ انکار کریں تو اب کیا مفید ہے  
جبکہ او نہون نے بتوسط ائمہ اطہار کے جناب مرتضوی سے اس روایت کو نقل کیا پس  
بیزار ہونا اونکا محض یہ فائدہ ہے اور انکار کرنا آپکا سخت یہودہ ہے قولہ اور سو  
اسکے یہ ہے کہ بعضے راوی ہی اسکے حضرت عمر کے مریدوں میں سے ہیں جیسے حسین  
ابن علوان کہ نقد الرجال میں اسکا سنی ہونا لکھا ہے اقول اولاً طایفہ ہوا یہ کے  
نقول پر اعتماد نہیں خصوصاً تمہاری تحریر پر کہ جوٹ بولنے میں تمکو مطلقاً بالکل نہیں  
اور یہ کتاب اس قصبہ میں موجود نہیں اور ثانیاً ائمہ اطہار نے اس روایت کو جناب امام الامام  
سے نقل کیا ہے اور امام اعظم شیعہ نے اسکو تسلیم کر لیا ہے گو غدر رتقیہ کا موافق دستور  
کے پیش کیا پس یہ شبہ و اہمیہ آپکا محض یہ فائدہ ہے آپکے یہانکے روایت کا حال قبل از  
ہم نے بہ تشریح لکھ دیا ہے کہ بعضے او نہیں کذاب ہیں اور بعض کفار اور بعضے ملعون  
ہیں اور بعض اشراق قولہ اور اہلسنت کے نزدیک بھی معتبر نہیں ہے چنانچہ وہی سنی  
نے معنی میں اسکو ہالک اور متروک لکھا ہے اقول اعتماد اور غیر اعتماد اہلسنت سے  
آپکو کیا تعلق ہے اور کیا مناسبت غالباً اسوجہ سے متروک کیا گیا ہوگا کہ اہل تشیع

اور نے اختلاط یہاں تک اختیار کیا کہ شیخ الطایفہ نے اسکی روایت کو تسلیم کیا گو تفتیہ  
 کاغذ پر پیش کیا مگر اسکی اسناد میں اور اس کے راویوں میں کلام نہیں کیا قولہ اور  
 باوجود اسکے وہ روایت تفتیہ کی کیونکہ معارض ہو سکتی ہے روایات متفق علیہا طریفین  
 کے کعفت نے فرمایا لولا نہی عن المتعة ما زنی الا شقی چنانچہ کتب  
 معتمدہ السنن میں مثل تنابہ ابن اثیر اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر دہشتو  
 اور تفسیر محمد ابن جریر طبری اور کنز العمال وغیرہ کے لکھا ہے اقول ان کتابوں کا حال  
 اور اس روایت کی نسبت قیل وقال کو ہم قبل میں بتشریح لکھ چکے ہیں اور تبصرہ  
 بیان کر چکے ہیں اور احادیث صحیحہ کو صحاح ستہ سے متعہ کے حرام ہونیکے نسبت نقل کر دیا  
 ہے اور حدیث امام رضا کو اسکی ممنوعیت میں لکھ دیا قولہ اور اگر ہم سب امور سے  
 قطع نظر کریں اور روایت استبصار کو تسلیم کر لیں تو یہی مطلب مخالف کا اس سے  
 نہیں ثابت ہوتا ہے اقول آپ کسی امر سے قطع نظر نہ کیجئے آپکے تسلیم کرنے اور نہ کرنے کو  
 کون سناتا ہے آپکا شیخ الطایفہ اس روایت کو باسانید صحیحہ درج کر چکا ہے مطلب آپکے  
 خصم کا اس حدیث سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حرام ہونا متعہ کا زمانہ رسول خدا میں جناب  
 مرقیہ کے بیان سے متحقق ہو گیا قولہ کہ ہمیشہ کو متعہ حرام ہوا اس واسطے کہ اکثر روایات  
 السنن دلالت کرتے ہیں اس امر پر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز فتح مکہ اور حجتہ الوداع  
 متعہ کو حکم خدا احوال اور مباح فرمایا ہے چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے اقول تفسیر  
 کبیر وغیرہ میں منسوخیت اور ممنوعیت متعہ مذہب سواد اعظم کا سطور ہے اور روایت  
 طائفت و حرمت متعہ کی اوسی کہ منظمہ میں بعد تین روز کے تفسیر مدارک وغیرہ میں  
 مذکور ہیں حتیٰ کہ جناب امام رضا سے بھی ممنوع ہونے متعہ کی تصریح ہے جیسا کہ کتب  
 معتمدہ اہل تشیع سے کتاب فقہ الرضائین اسکی تصریح ہے پس آپکا انکار کرنا حرمت متعہ سے  
 بغیر و نفع کہ کے سخت قبیح ہے قولہ اور یہ دونوں جنگ خیبر کے بعد ہیں اس صورت

میں حرمت متعہ خبر کے روز کی بیکار ہے جسوقت کہ بعد خبر کے مباح ہوا ہوا قول  
 اگر بعد خبر کے روایت اباحت پائی جاتی ہے تو اس کے بعد ممانعت اور حرمت بھی کتب  
 اہلسنت اور اہل تشیع سے الی یوم القیامت سمجھی جاتی ہے پس اسکا بیکار کتنا محض  
 بیکار ہے بلکہ وجود حرمت متعہ کا زمانہ رسول خدا میں اس حدیث سے آپ کو بھی اقرار ہے  
 قولہ اور اس کے بعد حرام ہونیکلی کوئی روایت نہیں ہے اقول اے حضرت اسی  
 لیاقت پر حوصلہ مناظرہ کا فرمایا اور اسی قابلیت پر قصد مباحثہ کا کیا آنکھیں کھول کر  
 دیکھئے کہ تفاسیر متعدہ مثل تفسیر مدارک وغیرہ میں روایات حرمت متعہ کے بعد خبر کے  
 مذکور ہیں اور صحاح ستہ مثل صحیح مسلم وغیرہ میں احادیث حرام ہونے متعہ کی بھی خبر  
 کے مسطور ہیں ہم ان روایتوں کو قبل میں نقل کر چکے ہیں اور ان احادیث کو اول  
 میں لکھ چکے ہیں قولہ اب تبلاؤ کہ روایت استبصار و تہذیب نے لکھو کیا فائدہ بخشا  
 اقول سبکو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ کتب اربعہ اہل تشیع سے حرام ہونا متعہ کا ثابت ہوا  
 گو مصنف نے اس حدیث کو تفسیر پر ٹالا ہے اور اپنے خبر کا جھکاؤ نکالا ہے مگر ہم نے  
 بنیای تفسیر تفسوی کو کلیتہ منہدم کر دیا ہے اور ممنوعیت متعہ کو کتب اہل تشیع سے اس  
 رسالہ میں بخوبی لکھ دیا ہے اب دیکھئے کہ سبکو کتنا عمدہ فائدہ اس حدیث نے دیا ہے  
 قال المفتری جو کچھ ہمارے مذہب قال السید جناب میر صاحب آپ اپنے  
 کی کس کتاب کے عدم جواز کا ثبوت طلب کیجئے گا قال المجتہد جو کچھ ہمارے مذہب  
 میں ہے وہ سب قرآن و حدیث سے ثابت ہے اقول جناب سامی یہ ارشاد ہو کہ کون  
 قرآن سے آپ کا مذہب ثابت ہے آیا اس قرآن سے کہ جسکو رسول خدا نے تحریف کر کے  
 صحابہ کو دے دیا تھا یا اس سے جسکو جناب تفسوی کے پاس چھپا دیا تھا اول کو یا  
 قرار دنیا صریح باطل ہے اور ثانی ابی تک معطل اور عاطل ہے اور حدیث کو نبیاد ملک  
 تشیع کے قایم کرنا بالکل مضحکہ ہے کیونکہ مذہب تشیع کے راویوں کا یہ صرف مغالطہ ہے اور نہ

حدیث کو نہیں نقل کیا ہی بلکہ بڑا دھوکا دیا ہر وہ لوگ لائق اعتبار نہیں اور قابل اعتماد نہیں  
 بعضے انہیں کے شرک اور بتدع تھے اور بعضے لمحہ محبت اور زندقہ صرف تھے بعضے کذاب  
 و کفار تھے اور بعضے مکذب و اشرار تھے بعضے ائمہ علیہ السلام کو دنیا پرست جانتے تھے اور  
 بعض طماع تبتلاتے تھے ہم نے انکا حال کتب اہل تشیع سے قبل میں بسط کے ساتھ لکھ دیا  
 اور انکے عقائد کو کلیئی وغیرہ سے ضبط کر دیا ہے قولہ اب ہکو کیا غرض ہے کہ تم سے کسی چیز  
 کے عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہوں اقول ہم نے کب تم سے کہا تھا کہ تم طالب ہو  
 یہ تو تمہارا قصور ہے خصم تمہارا معذور ہے آپ شیخ فدا حسین معزول کو بذریعہ تحریر  
 نمائش کر دیجئے گا کہ اب طالب نہوں ورنہ ہکو اپنے خلاف وضع آپکے مذہب کے عیوب  
 پر ظاہر کرنا پڑینگے اور شیعیان پاک مفت میں سرکڑ کر دینگے قولہ اور ایک امر کے عدم  
 جواز کے جو طالب ہوئے تھے تو تم سے ثابت نہوسکا اقول بیجا باش ہرچہ خواہی گو قولہ  
 اور اگر کسی اور امر کے عدم جواز کے ہم ثبوت کے طالب ہونگے تو وہ بھی آپ سے ثابت  
 نہوسکیگا اقول اذالہ تستحقی صانع مآشتت قولہ اور آپ ہی اولئالزام  
 کما ینکے اقول صرف آپکے منہ سے قولہ اور جیسا کہ آپ نے عدم جواز متعہ پیش کیا ہے  
 ایسا ہی آپ اور امر کو پیش کرینگے اقول انشاء اللہ العزیز جب آپ ہم سے بمنظرہ پیش  
 آینگے ہم اس طرح سے آپکی کتب معتمدہ سے آپکو الزام دیونگے قولہ اور ثبوت اسکو  
 کتنے ہیں کہ جو ہم نے متعہ کے جواز کو اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کیا ہے اقول سبحان اللہ  
 کیا کہنا ہے ایک روایت کو بھی کتب معتمدہ اہلسنت سے صراحتہ حرمت متعہ میں نقل نہیں  
 کیا ہے اوپر یہ دعویٰ فرمایا ہے یہ منہ اور یہ دعویٰ بل بے جہان یہ تیری دہج  
 قولہ اور آپ نے بڑی تلاش سے ایک روایت استبصار و تہذیب کی کہ خارج از مطلب  
 ہے بیان کی اقول مجولہ و قوتہ ہکو تلاش کرنیکی ضرورت نہیں پڑی اور کاوش  
 کرنیکی حاجت نہیں ہوئی آپکے یہاں کی کتب اربعہ سے کہ جنہر مذہب شیعہ کا مدار ہے

اور جنکی تصحیح برصیح اثنا عشریہ کا اقرار ہے متعہ کے حرام ہونے کی حدیث کہ جسکو ایمہ اطہار نے  
 روایت کیا ہے ذرات ثمانیہ اور اونکے اخوات زبانیہ نے نقل کر دی قول کہ جس سے  
 تمہارا دعویٰ ثابت نہیں ہوا چنانچہ ہم لکھ چکے ہیں اقوال اہل حق کا مدعا اوس میں تھا  
 سے ایسا ظاہر ہے کہ آپکے طایفہ کا شیخ بھی کچھ اوس میں دم نہار سکا بجز اسکے کہ مجبور ہو کر  
 تعقیہ پر محمول کیا اور اوس کو اپنی سپر بنایا قال السید ملاحظہ کیجئے استبصار کو کہ جو  
 منجملہ کتب اربعہ کے ہے اور معتد علیہا طایفہ ہے اوس میں لکھا ہے کہ عاریت دینا فرج کا کار  
 ہے آپ کیوں متعہ کے جواز میں کاوش کرتے ہیں یہ حلو اے بے دودہ اور سودا مفت  
 تو موجود ہے قال المجتہد استبصار میں ہرگز یہ روایت نہیں ہے اقوال  
 لعنت اللہ علی الکاذبین قولہ اگر استبصار میں روایت ہے تو اوس روایت  
 کو آپ نے لکھا ہوتا اقوال تصور ہوا معاف کیجئے اور اب کتب اربعہ میں سے نہ استبصار  
 بلکہ استبصار و تہذیب کے مدغونہ کو ملاحظہ کیجئے استبصار میں باب حکم ولد المتحلی  
 المتحللۃ میں لکھا ہے کہ سوال کیا میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نسبت عاریت  
 فرج کے فرمایا کچھ قباحت نہیں بے شک برتنے جاو عبارت اوسکی یہ ہے سالت ابا  
 عبد اللہ عن عاصیۃ الفرہ قال لا بأس بہ اور تہذیب میں ذیل ضروب کا  
 میں ملاحظہ فرمائیے روایت کیا ہے حسن ابن سعید نے فضالہ بن ایوب سے اونہوں  
 ابان ابن عثمان سے اونہوں نے حسین فطر سے کہما اونہوں نے سوال کیا میں نے  
 امام جعفر صادق سے نسبت عاریت فرج کے کہا نہیں ہے خوف ساتھ اوسکے کہ میں نے  
 پس اگر بو پڑے لڑکا فرمایا وہ جاریہ کے مالک کو ملے گا مگر یہ کہ شرط کر لیجائے عبارت اوسکی یہ ہے  
 رومی الحسن بن سعید عن فضالہ بن ایوب عن ابان بن عثمان عن  
 الحسین الفطر قال سالت ابا عبد اللہ عن عاصیۃ الفرہ قال لا بأس  
 بہ قلت فان کان فیہ ولد قال لصاحب الجماریۃ الا ان یشرط علیہ

لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ نے جو اکثر مقام پر کتب اہل سنت سے عبارتین نقل نہیں کیں اور  
صرف حال پر گفتگو کیا تو کیا اس سے آپ کو مفتری و کذاب سمجھا جاوے یا نہیں قولہ آپ  
کو گناہ مار تو جھوٹ پر ہے اور جھوٹ ہی سے آپ کے مذہب کی حفاظت ہے اقول ہرگز  
یہ ظاہر ہے کہ مذہب رفض تفتیہ کی آڑ میں ہر وریش پارہا ہے اور اسی کو اپنی ڈھال  
بنارہا ہے قولہ مولوی عبدالعزیز صاحب نے صد ہا فتری شیعوں پر کر کے تحفہ میں لکھے  
ہیں اقول دوچار کو پیش کیجئے ورنہ سکوت کیجئے قولہ از انجملہ ایک یہ بھی ہے  
اقول اسکا حال تو آپ کو معلوم ہو چکا کہ یہ حدیث آپ کی کتب اربعہ سے نہ ایک کتاب میں  
بلکہ دو کتابوں میں مذکور ہے اور صریح او نہیں جواز عاریت مسطور ہے پس اسکو جھوٹ  
کہہ دینا آنکھوں پر پٹی باندھ لینا ہے یا لیاقت و قابلیت اپنے کو جلا دینا ہے قولہ اور  
علمائے امامیہ کا تو اس کے عدم جواز پر اجماع ہے کہ یہ جائز نہیں اقول یہو اجماع سے  
کیا علاقہ ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ ہماری کتب اربعہ میں ہمارے طایفہ کے  
شیخ نے اس مضمون کی حدیث کو امام معصوم مفترض الطاعتہ سے نقل کیا ہے سو  
کہا بغنی شرح ہے پس آپ کا اجماع علمائے امامیہ بمقابلہ امام معصوم کے پیش کرنا محض  
لعو و بہودہ ہے قولہ آپ نے کہاں سے جو ٹی روایت بنا کر حوالہ استبصار کا دیا ہے  
اقول اب آپ تکلیف فرما کر استبصار و تہذیب الاحکام میں ملاحظہ فرمائیے اور اپنے  
ہوٹے دعویٰ سے باز دعویٰ لکھ دیجئے قولہ چنانچہ شرایع الاسلام میں لکھا ہے  
واما استعاریتھا ای الجاسریۃ للاستمتاع فغیر جائز بالاجماع  
یعنی اور عاریت لینا اسکا یعنی کینہ کا واسطے فائدہ او ٹھانیکے پس غیر جائز ہے  
اجماع جمیع علماء اور دوسری جگہ لکھا ہے ولا یستباح وطی الامۃ بالاعاریۃ  
اقول امام معصوم کے مقابلہ میں آپ کے یہاں کے علماء کا اجماع کچھ رتبہ نہیں کہتا  
بلکہ ناقص و غیر معتبر ہے اور کتب اربعہ کے سامنے شرایع کو کچھ وقعت نہیں قولہ

لیکن کرخی کے نزدیک کہ فقہای اہلسنت میں سے ہے نکاح کرنا بلفظ عاریتہ جائز  
 ہے چنانچہ شرح کثرین لکھا ہے ولا ینعقد النکاح بلفظ الا جارة والا عارة  
 فی الصحیح خلافا للکرخی اقول آپ ہر مقام پر بے سوچے سمجھے ایسا کیا  
 فاسد کر بیٹھے ہیں کہ جو آپ کے بے فہمی کو بصرحت تمام ظاہر کر دیتا ہے اور اصل طعن کو  
 بحالہ باقی رکھتا ہے خیال کیجئے کجا نکاح پر اطلاق لفظ عاریتہ اور کجا جواز نفس عاریتہ  
 اسکو اس سے کیا مناسبت اور اسکو اس سے کیا مطابقت کرخی کا قول کو مخالف  
 جمہور اہلسنت ہے جیسا کہ اسی عبارت سے ظاہر ہے مگر صرف متنازعہ فیہ لفظ عاریتہ  
 آپکا طعن اوپر جاری نہیں ہو سکتا اور وہ نکاح نفس عاریتہ پر منطبق نہیں ہو سکتا  
 ہے کرخی کا مقصود تو یہ ہے کہ نکاح جمیع شروط کا واقع ہونا جیسا کہ الفاظ مشروعت  
 مقررہ ہے اسبطح اس لفظ عاریتہ سے بھی ممکن ہے گو کہ یہ قول بھی جمہور اہلسنت  
 کے نزدیک فاسد ہے مگر آپکا صرف اصطلاح کرخی پر نفس عاریتہ کو قیاس کر لینا محض  
 وہم کاسد قال السید اور صاحب حلیہ المتقین نے لکھا ہے کہ بوسہ لینا فرج کا  
 درست ہے ہم اسکے جواز اور عدم جواز میں کلام نہیں کرتے مگر تناظر ورکتے ہیں  
 کہ آپکے اکابر نے کیا اچھی بوسہ گاہ تجویز کی ہے قال المجتہد ہمارے اکابر نے فرج  
 کے بوسہ لینے کی تاکید نہیں کی ہے کہ خواہ مخواہ بوسہ لیا ہی کر و اقول ہم نے کب  
 کہا تھا کہ تاکید کی ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جواز کی تشریح اور اسکی تائید کی ہر قول  
 اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو چیز جائز ہے وہ ہمیشہ عمل میں آیا کرے اقول جس چیز کا  
 لا علی التعلین حدیث امام معصوم سے ثابت ہے اس کے دوام میں کچھ قباحت نہیں  
 تاہم یہود و اوم اور غیر دوام سے بحث نہیں بلکہ جواز اور غیر جواز کی طرف ہی توجہ نہیں  
 جیسا کہ تحریر سابقہ کی عبارت سے ظاہر ہے قولہ ابو حنیفہ کے نزدیک غیسہ کا ذکر  
 بکردنے اور فرج چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ کتاب اختلاف الایمہ حمۃ الامۃ

بن کسب یا ہے لایق نقص وضوء الماس والممسوس علی کل حال پس بجا  
 غیر کا ذکر و فرج ہمیشہ جو اہی کرتے ہوں اقوال و اجواز و کثابت کرنا چاہئے بعد ازیں  
 دوام و غیر دوام کو منہ سے نکالے جبکہ جواز او کثابت نہیں پس دوام بدرجہ اولیٰ  
 صادق نہیں معارضہ آپ فرماتے ہیں مگر ناقص کرتے ہیں کہ ان جواز بوسہ فرج اور  
 کہان عدم نقص وضوء المسس کے معنی اسجگہ پکڑنے کے فرماتے ہیں شاید یہ اپنی  
 روزمرہ کے موافق لگائے ہیں آپ لوگ تو ایسے ہی کہیل و تماشہ روزانہ کیا کرتے ہیں  
 اور اس کے جواز کو امام معصوم سے روایت فرمایا کرتے ہیں صاحب حلیہ المتقین لکھتے  
 ہیں کہ از حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام پرسیدند کہ اگر کسی بدست و انگشت با فرج  
 کینہ بازی کند چونت فرمود باکے نیت آما بغیر اجزای بدن خود چیزے دیگر در آن جا  
 کند یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ زبان ہی اجزائے بدن میں داخل ہے ہر حال  
 اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمیشہ اونگلی کیا ہی کرے اور اس کے ساتھ دوا کا کیلا ہی  
 کرے لیکن اگرچہ لازم نہیں ہے لیکن ممتنع بھی نہیں ہے غرض کہ ہمیشہ کرے یا نہ کرے جواز  
 اور کثابت امام سے ثابت ہے قولہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر حالت  
 ناز میں اپنی زوجہ کی فرج کو دیکھے تو نماز میں کچھ خلل نہیں آتا چنانچہ تواترے ثانی  
 میں لکھا۔ ولو نظر الی فرج امراته التي طلقها طلاقا رجعی بصیر  
 مراجعاً ولا یفسد الصلوة فی الوجوه کلھا فی قول ابی حنیفہ  
 اس صورت میں چاہئے کہ ہمیشہ حالت ناز میں اپنی عورت کی فرج کو دیکھا ہی کرے اقوال  
 ہمارے جناب مخاطب کی بے فہمی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ ہرگز جواز و عدم جواز  
 میں تمیز نہیں فرما سکتے اے جناب ہم تو جواز بوسہ فرج کو آپ کی کتب حدیث سے امام  
 مقرر الطاعنہ کی زبان سے بیان کر رہے ہیں آپ اس کے مقابلہ میں وضو اور نماز  
 کے مسئلہ کتب فقہ سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تھالے کے قول سے ظاہر فرما رہے ہیں جناب

سامی کجا نفس جواز اور کجا عدم فساد نماز یہ کونسا قاعدہ ہے کہ جس چیز سے نماز نہ فاسد ہو  
تو وہ جائز بھی ہو دیکھئے کہ اگر کسی شخص کو اندر نماز کے خیالات شیطانی اور ہوا جس نفسانی  
واقع ہوں تو کیا وہ نماز فاسد ہو جاوے گی یا اس کے فاسد نہ ہونے سے یہ خیالات جائز  
ہو جائیں گے بہر حال جواز کے معارضہ میں جواز کو لانا چاہئے نہ مسائل وضو و نماز کو اس  
مقام پر ہم اس قدر اور کلام کہتے ہیں کہ قاضی خان کی عبارت سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ  
کے دل پر آپ یہ کیا طعن فرماتے ہیں اگر کسی شخص کی نظر اندر نماز کے اپنی زوجہ کی  
شرمگاہ پر پڑ جائے کہ جس سے اس کی طلاق رجعی جو البغض الاشیاء ہے باطل ہو جائے تو  
چندان قباحت نہیں لطف تو یہ یہ ہے کہ حضرات کے یہاں عین نماز اور وہ بھی فرض  
میں اپنے ذکر سے کہیں لٹا جاوے تو کچھ ممانعت نہیں عبارت اس کی ہم قبل میں نقل کر چکے  
ہیں خیال تو کیجئے کہ ان نماز فرض میں ذکر سے کہیں لٹا کہاں صرف نماز میں زوجہ کی  
شرمگاہ پر نظر کا پڑ جانا اور اس سے زیادہ لطف اور سنئے کہ آپ کے امام اعظم طوسی نے  
استبصار میں لکھا ہے کہ عین نماز میں اگر مرد ذکر کو مس کرے یا جاوے اور عورت فحش  
کو یاد و نون دونوں کے پائین کو تو کچھ ہرج نہیں ہے کیونکہ وہ ٹکڑے ہیں جسم سے  
عبارت اس کی یہ ہے سالت ابا عبد اللہ عن الرجل یمس ذکرہ وعن  
المرء ۛ یمس فرجہ وراسفل من ذلك وهو قائم یصلی بعد وضوء  
فقال لا بأس بذلك انما هو من جسدہ جناب سامی اگر ارشاد فرماوین تو  
ہم مس کے معنی موافق آپ کے پکڑنے کے لگ کر یہ عرض کریں کہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ ہمیشہ  
نماز میں قضیب کو پکڑا ہی کرے اور عورت چھوا ہی کرے یاد و نون کے پائین کو سہلایا  
ہی کرے ہلکا محاط تو فرماتے اور حیا کو کام میں لائے کہاں عین نماز میں ذکر کو پکڑ کر  
ہلانا اور اس کے پائین کو سہلانا اور کہاں اپنی عورت کی شرمگاہ پر نظر کا پڑ جانا اور  
اس سے طلاق رجعی کا باطل ہو جانا یہ تو آپ کے یہاں نماز فرض کی کیفیت ہے اور

نماز نفل کی تو اس درجہ وقعت ہے کہ اگر قبلہ کی طرف ہی منہ نہ کرے بلکہ اوسکی طرف پشت  
 کر کے پڑھی تو بھی جائز ہے اور نماز درست ہے جیسا کہ آپ کے امام اعظم علی نے ارشاد فرمایا  
 میں لکھا ہے يستحب استقبال القبلة في النوافل یعنی سب سے نماز نفل میں  
 قبلہ کی طرف منہ کرنا کچھ فرض و واجب نہیں قولہ اور مراد جواز بوسہ لینے فرج سے نہیں  
 ہے کہ ہمیشہ اوسکے بوسہ ہی لیا کرے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر اتفاق ہو جائے تو مضائقہ نہیں  
 اقول اتفاق کا لفظ حدیث امام موسیٰ رضا علیہ السلام میں موجود نہیں بلکہ وہ تو صاف  
 و صریح مطلقاً جائز فرماتے ہیں حلیۃ المتقین کی عبارت کو ملاحظہ فرمائیے کہ از حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام پرسیدند کہ اگر کسی فرج زرش بوسہ چونسٹ فرمود باکے نیست علاوہ برین  
 ہم مضائقہ سے کب بحث کرتے ہیں ہم نے صاف لکھ دیا ہے کہ ہم اسکے جواز و عدم جواز میں  
 کام نہیں کرتے مگر تناظر رکھتے ہیں کہ آپ کے اکابر نے کیا اچھی بوسہ گاہ تجویز کی ہے آپ  
 نے ہماری عبارت کو دیکھتے ہیں نہ اس کے مطلب کو باوصف اردو و ہونیکسی سمجھتے ہیں نافع  
 ذوق و ذوق و بقیہ کرتے ہیں قولہ اور اصل اسکی یہ ہے کہ خلوت میں ہنگام اختلاط  
 اکثر امور اضطرار یہ عمل میں آیا کرتے ہیں اور مطلوب عورت سے استلذاذ ہوتا ہے اور  
 بیواسطے وہ ہوتی بھی ہے اگر اوس حالت میں فرج کا بوسہ لیا تو اس میں کیا قیاحت ہو  
 اقول آپ کو یہ لذت مبارک رہے قولہ اور اگر فرج کے بوسہ لینے میں احتمال منی کے منہ  
 میں آجانیکا ہے تو امام شافعی کے نزدیک تو منی پاک ہے اقول سبحان اللہ منہ میں تو  
 مجوزین ترکیبیں بوسہ کے آوے اور مذہب امام شافعی کا بیان کیا جاوے نسبت کرنا  
 طہارت منی کا جانب امام شافعی بغیر حوالہ کتب کے محض دیوانگی ہے قولہ اور اگر احتمال  
 پیشاب کے قطرہ کے منہ میں آجانیکا ہے تو پیشاب سے تو قرآن کی آیت لکھنا واسطے شفا کو  
 جائز ہے چنانچہ فتاویٰ تہاضی خان میں لکھا ہے اور منہ کی توقیر قرآن کی آیت سے  
 زیادہ نہیں ہے اقول آپ متعہ و ورہ کی بحث میں لکھ چکے ہیں اور یہ قاعدہ مقرر

احتمال کیا اور خطہ  
 کیا چیلے جناب کے  
 آپ بیان اوصاف منہ  
 لکھا ہے کہ حالت شنگی  
 میں پیشاب کو غٹ  
 غٹ چاڑھے چنانچہ  
 اس عمل پر ہم عبارت  
 جامع عباسی کو نقل  
 کرے ہیں و ہونا  
 و اگر محتاج خوردن بول  
 باشند از شنگی بیان  
 خوردن و ذوق  
 نیست مباد بول خود  
 دیم خود  
 جمہدین گفتہ اند کہ اگر  
 خود خوردن و ذوق  
 را الی پیشاب  
 پیوند دی فقط

فرما چکے ہیں کہ مسئلہ فقہ جب معتبر ہوتا ہے کہ وہ کتب فقہ میں کسی مجتہد کی جانب منسوب  
 ہو سکو تو اسی قاضی خان میں بوجہ نشان اور پتہ نہ لگنے کے اور عبارت نہ نقل کر کے منسلک  
 نہیں ہوا اب آپ صاف و صریح لکھتے کہ قاضی خان میں یہ مسئلہ غلامان باب میں لکھا  
 ہے اور غلامان مجتہد کی طرف منسوب ہے ورنہ ہم آپ کو کذاب سمجھیں گے جناب سامی آپ تو نا حق  
 قرآن کی نسبت بحث کرتے ہیں اور وقت میں جھوٹے اہل سنت پر طعن کرتے ہیں آپ  
 لوگ تو قرآن مجید کو محرت ٹھہرا کر درجہ اعتبار سے ساقط کر چکے ہیں بیاض عثمانی قرار دیکھ  
 دین جیسا کہ ہم قبل میں بہ تشریح نقل کر چکے ہیں اور یہی وجہ کی نسبت یہ ظلم فرماتے ہیں  
 کہ عورت حیض والی اور مرد ناپاک اگر اوسکو بڑھائی اور تلاوت کرے تو کچھ قباحت نہیں  
 چنانچہ استبصار میں باب الجنب والکائنات میں لکھا کہ لا باس ان یتلوا الکائنات  
 والجنب القرآن اور من لا یحضرہ الفقیہ فی باب امرتیا دالمکان المحدث  
 میں لکھا ہے کہ آیتہ الکرسی کی مقدار پانچا نہ میں قرآن پڑھا جائے تو ہر ج نہیں اور  
 ایہ کا تو ہمیشہ یہ معمول رہا کہ ہر نہیں الفاظ قرآن کندہ کروایا کرتے تھے اور اس سے  
 استنجا کیا کرتے تھے جیسا کہ آپ کے امام اعظم طوسی نے تہذیب میں لکھا ہے عن ابی عبد اللہ  
 قال کان نقش خاتما ابی العزت للہ جمیعاً وکان فی بسا رہ لیستنجی  
 بہا وکان نقش خاتما امیر المؤمنین المملک للہ وکان فی ہذہ الیسری  
 لیستنجی بہا یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری باپ کی انگوٹھی کا نقش العزت تھا اور وہ اسکو  
 اولٹو ہاتھ میں پہنتے تھے جویشہ اس سے استنجا کرتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انگوٹھی کا نقش الملک تھا اور وہ  
 اولٹو ہاتھ میں پہنتے تھے اور ہمیشہ اس سے استنجا کرتے تھے حالانکہ یہ دونوں جملہ کلام اللہ تعالیٰ کی توثیق ہیں جنہاں خیال تو  
 فرمایا کہ آپ قرآن کو محرت ٹھہرا دین بیاض عثمانی قبل دین حیض والی عورتوں سے  
 تلاوت کروادین ناپاک مردوں سے پڑھوا دین ایہہ علیم السلام آیتیں قرآن کی  
 اپنے مہرون پر کندہ کروادین اور اس ہاتھ سے استنجا فرما دین تو کچھ بے ادبی

مقرر رہا و س اور کچھ توہین نہ تصور کیا و س اور ایک قول مجہول بے پتہ و نشان  
 پر بعد میں فرمائی جاوے آپ ہی کا انصاف اسکا مقتضی ہے اور دوسرے کے نزدیک  
 تو یہ محض ہٹ دھرمی دینے نہیں ہے قولہ اور سوا اسکے یہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب  
 میں اگر بوسہ لینے کا حکم نہیں ہے تو کسی کتاب میں ممنوع بھی نہیں لکھا ہے اور اصل  
 اشیا میں اباحت ہے اقول جناب والا اولاً اباحت اصل اشیا کو ثابت کیجئے بعد اسکے  
 اس قاعدہ کو متفرع فرمائے اور بغیر اسکے تو لایق کلام اور قابل انتفات نہیں قال السید  
 اور کلینی نے لکھا ہے کہ عورت کو برہنہ کر کے اسکے ستر کو دیکھیں بہتر اس سے لذت نہیں  
 قال المجتہد یہ قول پہلے قول سے ہی بدتر ہے اقول قول اول کو ایمہ سے صاحب  
 علیہ التقرین نے نقل کیا ہے اور قول ثانی کو او نہیں ایمہ سے کلینی نے روایت کیا ہے  
 اول تعلق منہ کے تھا اور ثانی آنکھوں سے تعلق رکھتا ہے بنظر غور دیکھا جاتا ہے تو  
 ثانی بدتر اول سے نہیں ہے بلکہ دونوں میں نسبت عام خاص من وجہ کی ہے  
 انگلیاری میں بوسہ اور دیکھنا دونوں مجتمع ہو جائیں گے اور نابینا اگر بوسہ لیگا تو  
 دیکھنا نہ پایا جائیگا اور بینا اگر دوسرے دیکھے گا تو بوسہ نہ پایا جائیگا قولہ ہذا زن  
 حلیہ کو برہنہ کر کے اسکے ستر کے دیکھنے میں کیا قباحت ہے جسوقت کہ دیکھنا اور سکا باج  
 ہوا قول جناب والا ہم اباحت اور عدم اباحت میں کب کلام کرتے ہیں صرف یہ کہتے  
 ہیں کہ حضرات کے یہاں شہوت پرستی کا یہ زور ہے کہ امام معصوم سے اکابر اہل تشیع  
 نقل کرتے ہیں کہ تاملی لذائذ دنیویہ اور دنیہ میں بہتر عورت کے ستر دیکھنے سے کوئی لذت  
 نہیں آپ نا حق لفظ اباحت کا منہ سے نکال بیٹھا کرتے ہیں قولہ اور پہلے قول میں ہم  
 لکھ چکے ہیں فتاویٰ قاضی خان سے کہ اگر حالت نماز میں اپنی زوجہ کے ستر کو دیکھے تو نماز  
 باطل نہیں ہوتی اقول ہم بھی اسکا جواب پہلے دیکھے ہیں کہ عدم فساد نماز مستلزم  
 جواز نظر کو حالت نماز میں نہیں ہے علاوہ برین کلام اباحت میں نہیں ہے قولہ جناب

اختلاف الایمہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے والاخص من مذہب الشافعی جواز النظر  
 الی فرج زوجیۃ ولامۃ وعکسہ وبذلک قال مالک وابو حنیفہ  
 اقول ان روایتوں کو نہ اس بحث سے علاقہ اور نہ اعتراض سے مناسبت کلام جواز  
 وغیر جواز میں نہیں ہے بلکہ بہترین لذت میں ہے قولہ بلکہ اہلسنت کے مذہب میں  
 تو اجنبی کے ستر کو دیکھنا مباح لکھا ہے جسوقت کہ وہ اجنبی حامی ہو چنانچہ جامع الرموز  
 میں لکھا ہے کان ابو حنیفۃ یرى الصاحب السحاح ان ینظر الی العورت اقول  
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ آپ کا علم ہے یہ آپ کی لیاقت ہے یہ آپ کی قابلیت ہے  
 یہ آپ کی ذہانت ہے کہ عبارت عربی کے معنی تک نہیں سمجھتے جس عبارت کو نقل کرتے  
 ہیں اوسی میں خطا کرتے ہیں اوسمیں اپنی بے فہمی کو ماہر فرماتے ہیں عبارت جامع الرموز  
 کو تو دیکھئے کسی ذلیل کے سامنے تو رکھئے نہیں کسی بے دانی سے سمجھ لیجئے کہ امام حنیفہ  
 جابز رکھتے ہیں واسطے حامی کے نظر کو باطن ستر عورت نہائیو الی کے اور آپ فرماتے ہیں  
 کہ حامی کی ستر عورت کو دیکھنا جائز ہے سبحان اللہ اسی لیاقت پر دعویٰ بحث منالہ  
 اب اس مسئلہ کی نسبت بھی سمجھ لیجئے کہ حنیفہ کے نزدیک اطلاق عورت کلمہ کے زیر  
 سے تابز انو ہے پس امام ابو حنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ حامی کی معاش اور وجہ کفالت  
 اسی کے متعلق ہے اسواسطے اوسکو جائز ہے مرد کے گھٹنوں اور رانوں کو ملنا اور نہ  
 نہ قبل ودربر کو لادلالۃ للعامة علی الخاص بأحدی الدلات الثلاث  
 چونکہ آپ کے یہاں عورت صرف قبل ودربر کو کہتے ہیں اسواسطے آپ کو ہر وقت اوسے پر  
 نظر رہتی ہے تحریر الاحکام کتاب الصلوۃ مفقود اول فصل رابع میں لکھا ہے -  
 العورت فی الرجل القبل والدبر شیخ الطایفہ کی تہذیب کو تو ملاحظہ  
 کیجئے وہ کہتے ہیں کہ کسی نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم یہودیوں و نصاریٰ  
 کے ساتھ ہر وقت مخالفت رکھتے ہیں اور وہ کہاتے اور پتے میں شراب و سکر اور

اور کچھ نہیں ہمارے کپڑوں پر پڑتی ہیں آیا کچھ قباحت ہے امام نے فرمایا لا باس بہ  
 یعنی کچھ ڈرنیں شیعوں کے وہی شیخ اس قول امام کی یہ توجیہ فرماتے ہیں کہ امام نے  
 واسطے جائز فرمایا کہ وہ لوگ نوکری پیشہ تھے یہود و نصاریٰ کی نوکری کرتے تھے اس واسطے  
 خاصۃً انکے واسطے جائز تھا عبارت اور کچھ یہ ہے قلت لا بی عبد الله انا فخالط  
 اليهود والنصارى وتدخل علیہم وہم یا کلون ولشیر یون فصر  
 ساقیہم فیصب علی ثیابی الخمر فقال لا باس جناب والا معارضہ اسکو  
 کہتے ہیں جو ہم کرتے ہیں نہ یہ کہ آپ اباحت و عدم اباحت کا جھگڑا نکال بیٹھا کرتے ہیں  
 قولہ اب طعن کرنا تمہارا شیعوں پر بیجا ہے کہ تمہارے مذہب میں اس سے زیادہ ہے  
 اقول استغفر الله ہمارے یہاں نبی مصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نفاق  
 پر منقول نہیں کہ عورت کو برہنہ کر کے دیکھنا تامی لذا یندنیویہ اور اخر ویہ میں بہتر  
 اس سے لذت نہیں قال السید اور ارشاد الاذہان میں لکھا ہے کہ ام الولد کا  
 مباح کر دینا کسی پر منع نہیں قال المجتہد معلوم نہیں مباح کر دینے سے کیا مراد ہے  
 اقول سبحان الله فرما دین تو آپ کے علامہ شیخ علی ارشاد الاذہان میں ویجوز  
 ینتجہ الامۃ دام ولدہ ومدبرہ لعمولکہ و بغیرہ یعنی جائز ہے  
 یہ کہ مباح کرے لونڈی کو اور ام ولد اپنے کو اور مدبرہ کو واسطے ملک اپنے کے  
 اور واسطے غیر اسکے کے اور پوچھتے آپ ہم سے ہیں قولہ اسکی تحلیل مراد ہے یا تزویج  
 اسکی غیر کے ساتھ اقول جناب سامی تزویج سے کیا تعلق وہ بیچارے تو سچ کہتے  
 ہیں کہ زوج نہیں فرماتے آپ تو زبردستی اوپر اوپر اڑاتے ہیں قولہ تحلیل کا  
 ذکر تو بعد اسکے آئیگا اقول رد ہی اسکا وہیں لکھا جائیگا قولہ اور اگر مباح کر دینی  
 سے اسکی تزویج مراد ہے تو یہ اہلسنت کے نزدیک بھی جائز ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا  
 ہے اذا ولدت الامۃ من مولاها صارت ام ولد یعنی جو وقت جنے لونڈی

آنا اپنے سے تو ہو جاتی ہے ام ولد اور بعد اوس کے توڑے سے فاصلہ سے لکھا ہے کہ  
 ولہ وطیہا واستحل امہا و اجامہا و تزویجہا یعنی اور واسطے اوس مولیٰ کے  
 ہے وطی اوس ام ولد کی اور خدمت یعنی اوس سے اور اجارہ اوس کا اور نکاح میں  
 دینا اوس کا اقول میری بحث سے نہ تزویج کو علاقہ ہے اور نہ نکاح کو مناسبت مقصود  
 تحلیل ہے جس کے بیان کا اپنے وعدہ فرمایا ہے ہم بھی اوس کو اوس مقام پر دیکھ گئے اور  
 بقول شخصے قضیۃ زمین بر سر زمین و ہین فیصلہ کرینگے قال السید اور وانی نے اصول  
 سے نقل کیا ہے کہ سماع نے سوال کیا حضرت کاظم علیہ السلام سے کہ نماز پڑھتا ہوں اور  
 حالت نماز میں لونڈی سامنے سے نکل جاتی ہے اور بسا اوقات اوس کو میں اپنی آغوش  
 میں کیچ لیتا ہوں اور اپنے بدن سے لپٹا لیتا ہوں امام صاحب نے فرمایا کہ اباس بہ  
 یعنی بے کشکے کہے جاؤ کچھ خوف و ڈر نہیں قال المجتہد پہلے آدمی کلام کو سمجھ لے  
 اور دریافت کر لے کہ مراد اس سے ختم کی کیا ہے تب گفتگو کرے اور بدو نہ سمجھے کلام کے  
 اپنی طرف سے بجا گفتگو کرے اور اگر ابراہیم دازی میں اپنی اوقات کو بسر کرے یہ امر  
 و اب مناظرہ سے بہت بعید ہے اقول سچ ہے اکابر اہل تشیع ہمیشہ ابراہیم دازی  
 میں اوقات اپنی ضایع کرتے رہے جتنے کہ حضرات ایہ علیہم السلام کو بھی مفری بتلاتے  
 رہے اور جناب والا تو مروج القلم اور ساقط الاعتبار ہیں اپنے رسالہ میں نہ اپنے ختم  
 کے کلام کو سمجھتے ہیں نہ اپنی ہی عبارات منقولہ پر لحاظ کرتے ہیں نہ اپنی عبارت اردو پر  
 غور کرتے ہیں جو جی میں آتا ہے بیباکانہ اڑاتے ہیں اور بے کلف کہتے ہیں قولہ  
 آپکو خبر ہی ہے کہ روایت میں لفظ جاریہ کا واقع ہوا ہے اقول جناب سامی خبر ہے قولہ  
 اور مراد اوس سے لونڈی نہیں ہے بلکہ لڑکے صغیرہ مراد ہے اقول حضور والا لڑکے  
 صغیرہ مراد ہونے پر کوئی قرینہ نہیں ہے قولہ کہ جاریہ کلام عرب میں لڑکے صغیرہ کہ  
 کو بھی کہتے ہیں جیسے کہ طفل صغیر کو غلام کہتے ہیں اقول اکثر استعمال جاریہ کا لونڈی



ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیٰ وهو حامل امامتہ  
 بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا سجد  
 وضعها واذا قام حملها اس صورت میں جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہوا  
 ہے اقول معاذ اللہ کہان وہ صورت شہوت پرستی کی اور کہان یہ صورت فعل  
 نبوی کی اس روایت میں لفظ جاریہ واقع ہے اس حدیث شریف میں لفظ بنت  
 موجود ہے گو یہ فعل بھی مخصوصات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور آپ کے  
 غیر کی واسطے جائز نہیں ہے تاہم اس حدیث شریف کو روایت مستمع سے کسی قسم کی  
 مناسبت نہیں ہے اولاً دونوں میں تسادیس ثابت کچھ بعد اوس کے ایسا کلمہ منہ سے  
 نکالے ثبت الحذر ثلثا نقش و دونه خوط انقیاد قولہ اور کس قدر  
 جھوٹ بنایا ہے اس روایت میں اول تو ترجمہ جاریہ کا لٹو ٹی کیا جو کہ خلاف مقصود  
 ہے اقول یہ مقصود آپ کا پیسرا اور بہر طور میں ہے ہم نے تو جاریہ کا ترجمہ موافق  
 استعمال عرب کے کر دیا ہے اور آپ ہی اسی رسالہ میں سترہویں صفحہ میں کر چکے ہیں  
 مگر اپنی بہادری سے نہیں شرماتے ہیں عچلا ورت و زدی کہ بکف چرخ دار  
 قولہ اور بعد اوس کے اپنی طرف سے لکھا کہ بے کشکے کئے جاؤ اقول جناب والا آپ تو  
 ناحق جلے مرنے ہیں اور مفت جلے ہوئے پہپولے ہوڑتے ہیں بھلا کسی ذلیل سے تو  
 پوچھئے کہ لا باس بے کے معنی عدم خوف کے ہیں یا نہیں اور جس امر میں خوف نہیں رہتا  
 وہ بے کشکے ہو جاتا ہے یا نہیں خوف مستلزم کشکے کو ہی اور عدم خوف بے کشکے کو  
 سیکر کیا برا کیا جو یہ لکھ دیا کہ بے کشکے کئے جاؤ مگر حضور کو اپنی خبر نہیں کہ ضمنا کہ  
 تحت میں فرماتے ہیں کہ گودی میں لے لیتا ہوں سجان اللہ آپ کی لیاقت بھی قابل  
 شمار ہو جائیکے ہے قال السید اور عاریت دنیا فرج امار اور حلال کرنا فرج حرم کا  
 مہمان اور احباب کے لئے اعظم طامعات اور عمدہ عبادات ہے جیسا کہ ابن بابویہ قہمی نے

جامع میں ایک رقعہ صاحب الزمان سے اس باب میں نقل کیا ہے قال المجتہد عاریت وینا  
 فرج کا تو مذہب امامیہ میں ہرگز جایز نہیں چنانچہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کے عدم  
 جواز پر اجماع علماء امامیہ کا ہے اقول ہم بھی قبل میں استبصار اور تہذیب احادیث میں  
 کو جواز عاریتہ فرج میں نقل کر چکے ہیں پس آپ کا اجماع بمقابلہ ائمہ علیہم السلام کیا کام آسکتا  
 ہے قولہ اور تحلیل کینز اگرچہ جایز ہے لیکن اعظم طاعات نہیں ہے اقول اعظم طاعات  
 ہونا اسکا ابن مالویہ نے امام صاحب الزمان سے نقل کیا ہے اور اسکی نسبت آپ نے بھی سکوت  
 کیا ہے نقل ابن مالویہ پر آپ ہی کلام نکر کے گوزبانی دعویٰ فرمانے لگے قولہ اور باقی رہا  
 اسکا جایز ہونا سو وہ مثل نکاح کے ہے اقول آپ کو اپنے مذہب کی بھی خبر نہیں اور اپنی  
 مسلک کی کتابوں سے بھی وقفیت نہیں جامع عباسی کو تو دیکھئے اور مطلب دوم بیان  
 نکاح کو تو ملاحظہ کیجئے کہ وہ تحلیل کو مقابل اور مغایر نکاح کے ٹھہراتا ہے نہ مثل عبارت اسکی  
 یہ ہے کہ موجب اباحت وطی کینز ہر قسم است قسم اول عقد وان مخصوص کینز غیر است و  
 قسم دوم ملک شدن کینز چہ تملیک دخول کردن او جایز است و قسم سوم اباحت و تحلیل  
 و ان چنانست کہ شخصے بدیگر دخول کردن کینز خود را حلال کند و این قسم خواص از فرقہ  
 امامیہ اثنا عشریہ است آپ اپنے خاصہ شریفہ کو کیوں عام کئے دیتے ہیں افسوس یہ ہے  
 کہ جناب والا خود بھی اسی رسالہ میں لکھ کر بھول جاتے ہیں ام الولد کے تحت میں تحلیل کو  
 مقابل تزویج کے ٹھہرا چکے ہیں کہ مباح کر دینے سے کیا مراد ہے اسکی تحلیل مراد ہے یا تزویج  
 اسکی غیر کے ساتھ مراد ہے اب بیان اپنی بے فہمی سے مثل تزویج کے فرماتے ہیں قولہ کہ اسکا  
 صیغہ بڑا عجائب ہے اور طرفین سے ایجاب و قبول ہوتا ہے اور بدوین صیغہ عقد تحلیل  
 اور ایجاب و قبول کے تحلیل صحیح نہیں ہے اقول جناب سامی کیسا صیغہ اور کیسا نکاح شیخ  
 کی تہذیب کو دیکھئے اور او سمین باب ضروب النکاح میں ملاحظہ کیجئے کہ امام ابو عبد اللہ علیہ  
 السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حلال کر دے اپنے بھائی کیواسطے لوٹدی اپنے سے بوس و کنا

اور ساس اور نہ سنت تو نہیں حلال ہے واسطے اس شخص کے اسوائے ان امور کے اور اگر  
حلال کر دے فرج کو تو سب باتیں حلال ہیں عبارت اسکی یہ ہے وان حل الرجل  
جارية لآخيه مثل النظر والخدمة او القبلة او الملامسة فلا  
يحل له غيرها حل وان احل له الفرج حل له ما سوا لا ايضاً اور  
اوسى تہذيب میں لکھا ہے کہ سوال کیا امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہ جایز ہے حلال کرنا  
فرج جاریہ کا واسطے بہائی اپنے کے فرمایا امام نے لا باس بہ یعنی بے کٹکے حلال کر عبارت  
اسکی یہ ہے عن ابی عبد اللہ فی الرجل ویحل فرج جاریہ لآخيه  
قال لا باس بذلك برے خدا کہیں اس حدیث میں جاریہ سے لڑکے صغیرہ نہ مراد  
لیجے گا ہم اس صیغہ کے بہت مشتاق ہیں کہ جو بوس و کنار اور ساس کی واسطے مقرر  
کیا گیا ہو ابھی مرتبہ مہربانی فرما کر اس صیغہ کو بھی ارشاد فرما دیجیو گا قول بخلاف اہل سنت  
کے کہ ان کے اکابر کے نزدیک تحلیل امار بدون ایجاب و قبول کے جایز ہے چنانچہ عطا  
ابی ابن رباح کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مشایخ اور اساتذہ میں سے تھے وہ اپنی لڑائیوں  
کو اپنے مہمانوں کے پاس مباشرت کی واسطے بھیجتا تھا چنانچہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان  
میں لکھا ہے کہ نقل اصحابنا عن مذہبہ انہ کان یری وطی المحوار  
بآذن امریابہن وحکی ابوالفرج العجلی ان عطا کان یبعث  
بمحوار یہ ابی اضیافہ یعنی نقل کیا اصحاب ہمارے نے مذہب اس کے سے کہ وہ  
مباح جانتا تھا وطی کنیز و نکلی اون کے مالکوں کے اذن سے اور حکایات کی ہے ابوالفرج  
عجلی نے کہ تحقیق عطا بھیجتا تھا لڑکیوں اپنی کو طرن مہمانوں اپنے کے اقوال حضرات  
عجیب قاعدہ ہے کہ جب اہلسنت انکی کتب اربعہ سے انبر الزام دیتے ہیں اور قابل کرتے  
ہیں تب یہ کتب تواریخ اور غیر مستندہ اہلسنت سے نقل کرتے ہیں اور جب احادیث  
معصومین کو نقل کرتے ہیں تو اس کے معارضہ میں اقوال مترکہ و مجورہ غیر معصوم

بلکہ غیر متہدین کو پیش کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ جتنی بات عبادت نقل کرتے ہیں اسی عبارت  
 سے اپنے مخالف اور مغایر کو صاف اوڑا دیتے ہیں خیال تو کیجئے کہ ان امام معصوم اور ان کی  
 حدیث اور کماں ان کے مقابلہ میں عطا بن ابی رباح اور ان کا قول متروک و مجہور و ضعیف  
 سے جو عبارت نقل کی اسکے آگے سے اپنے مخالف سمجھ کر صاف اوڑا دی دیکھئے وہی ابن  
 خلکان اسی و فیابہ لایعیاں میں لکھتے ہیں کہ میں اعتقاد کرتا ہوں کہ یہ امر اس سے  
 یعنی عطا سے نہایت بعید ہے کیونکہ مروت و غیرت انکار کرتی ہے اس امر سے پس ایسے  
 شخص جلیل الشان کی نسبت کیونکر گمان کیا جاوے اسکے جواز کا اور نہیں ذکر کیا  
 میں نے اسکو مگر بسبب غرابت کے عبارت اسکی یہ تھا الذی اعتقد ان هذا  
 الامر بعيد عنه فان المروءة والغيرة يابى عنه فكيف يظن بمثل  
 ذلك السيد الامام ولما ذكره الا لغيرته اور تعجب نہیں ہے کہ اس نقل  
 میں خطا واقع ہوئی ہو کیونکہ ابو جعفر طوسی نے بعد نقل کرنے حدیث تحلیل کی اپنی تہذیب  
 میں لکھا ہے کہ یہ تحلیل ہمارے فرقہ کے خواص سے ہے ہمارے غیر میں نہیں پائی جاتی اور  
 اسوجہ سے مخالفین ہمارے اوپر تشنیع کرتے ہیں عبارت اسکی یہ ہے ان هذا مصداق  
 لا یراہ غیرنا ویشنع عنا لفوننا علینا اور اسکی جامع عباسی ولے  
 نے بیان کیا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر نقل کیا ہے قولہ اور عبد الحق دہلوی نے رجال  
 مشکوٰۃ میں ترجمہ عطا بن رباح میں لکھا ہے ابو حنیفہ اپنے سب ملاقیوں میں سے عطا  
 کو افضل جانتا تھا اس صورت میں محمد اور ابو یوسف سے بھی افضل ہوا جنہ مدار  
 السنہ کے مذہب کا ہے اور ابو حنیفہ کے قول کی عبد الحق نے اس طرح سے نقل کی  
 ہے کہ ابو حنیفہ کہتا تھا ما یرایت من لقیۃ افضل من عطا بن ابی رباح او قولہ  
 آپ جقدر جا میں عطا کی تعریف نقل کریں لیکن ان کا مرتبہ امام معصوم کے برابر نہیں  
 ہو سکتا اور نہ ان کے قول متروک و مجہور سے اہلسنت پر الزام عاید ہو سکتا ہے قولہ

پس حیوت کہ عطا ساقیہ استاد الوصیفہ تحلیل اما کو جائز جانے بدون ايجاب و  
 قبول کے توشیعون پر طعن کرنا کہ جو بدون ايجاب و قبول کے جائز نہیں جانتے ہیں  
 سوائے تعصب اور عداوت کے اور کیا ہے اقول اولاً عطا کی طرف اس قول کے نسبت  
 ہونے میں بہکو کلام ہے جیسا کہ ہم نے ذیات الاعیان سے لکھ دیا ہے اور تہذیب اور  
 جامع عباسی سے نقل کر دیا ہے اور ثانیاً یہ کہ یہ قول بر تقدیر تسلیم مردود و منزوک  
 ہے جیسا کہ منبع و فیہ میں لکھا ہے وہ خبر کہ روایت کی گئی ہے عطا بن ابی رباح سے  
 اباحت فروج میں نہیں اعتماد کیا گیا ہے اور پرا د کے عبارت اوسکی یہ ہے و ما مروی  
 ان عطا بن ابی رباح اباحت الفروج لا یعمد علیہ ثالثاً یہ کہ عطا  
 بن ابی رباح مرتبہ امام معصوم پر نہیں پہنچ سکتا کہ ان عطا اور کہ ان امام معصوم  
 قولہ اور تائید یہ ہے کہ سبب اور عاریت کے الفاظ سے واقع کرنے صیغہ مکاح کو صحیح  
 جانتے ہیں اور تحلیل پر طعن کرتے ہیں اقول ہم اس پر اسوجہ سے طعن کرتے ہیں کہ اگر  
 اکابر اور خود آپ تحلیل کو نکاح کے مقابل اور قسم ٹہراتے ہیں گو اس مقام پر آپ مجبوری  
 اوسکے دخول فی النکاح کی کاوش فرماتے ہیں قال السید اور آپ نے اشارہ راہ میں  
 جناب مولوی صاحب دامت برکاتہم سے باب متعہ میں مناظرہ جو دریافت کیا یہ آپ کی  
 کیاقت تھی کیونکہ مناظرہ میں تساوی طرفین شرط ہے اور آپ کی قوت علمیہ ظاہر مولوی صاحب  
 دامت برکاتہم کے آپ مخاطب صحیح نہیں ہو سکتے لہذا احقر الناس نے یہ چند فقرے آپ کی  
 تسکین خاطر کے لئے لکھ دیے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت صراط مستقیم کرے آمین ثم آمین  
 سید یعقوب علی بیوندوی یوم پختنبہ، رجا دی الثانی ۱۲۹۶ ہجری قال المجتہد شیخ  
 فلاحین صاحب کو جناب مولوی صاحب سے مناظرہ منظور تھا تاکہ لحاظ تساوی  
 طرفین کا ہوتا اقول اگر فلاحین کو مناظرہ منظور تھا تو اس گفتگو سے کیا مقصود تھا  
 اونسکے متعدد ورقہ اسی باب میں ہمارے پاس آئے اور متعدد مقام پر بالموافقہ ہم سے

سناظرۃ دریافت کیا ہم نے اس شخص کو بے علم سمجھ کر سکوت کیا چونکہ اب آپ در مقابل بنے ہیں  
 اور کسی قدر صاحب تصانیف بھی مشہور ہیں اور اہل تشیع پہیوند اپنا مقتدا بھی جانتے  
 ہیں اسوجہ سے آپ کا جواب فقیر نے بنظر سرسری قلم برداشتہ لکھ دیا قولہ بلکہ مولوی صاحب  
 نے خود وعدہ اثبات عدم جواز متعہ کا کیا تھا اور شیخ فدا حسین صاحب سے اقرار نامہ لکھا  
 لیا تھا قول بالکل غلط ہے ہم اسکے جھوٹ ہو نیکیو قبل میں بتفصیل لکھ چکے ہیں قلم  
 اور ہر ادن سے ثابت نہوسکا اقول آپ کی کتب اربعہ سے حرام ہونا متعہ کا ثابت کر دیا  
 گیا اور کیا ثبوت چاہتے ہو قولہ اور چند امور طعن السنان میں سے دیکھ کر نقل کر دی  
 اقول یہ بھی آپ کا دعوی غلط ہے طعن السنان میں یہ امور میں اولہ و آخرہ میں نہیں ہے  
 شاید اپنے طعن السنان کو دیکھا بھی نہیں ہے لیکن آپ کا یہ رسالہ مجمع البحرین اور بارقہ  
 صغیرہ سے مانور ہے بہر حال سب کو ان لغویات سے بحث نہیں کلام کلام میں ہے قولہ  
 اور ایک شخص واقف کا نام لکھا اقول وہ شخص ناواقف نہیں ہے بلکہ آپ سے بالموافق  
 مباحثہ کا شائق ہے البتہ آپ کی تحریر میں اولاً نواب علی عرف شمشیر کا نام ڈالا گیا تھا کہ  
 جو الف بے سے بھی واقف نہیں ہے اب اس تحریر مطبوعہ میں میان نظر علی کا نام لکھا  
 گیا کہ جنکو علم سے مس بھی نہیں ہے حضرت کے والد ماجد اور انخی معظم کی یہ کیفیت تھی  
 کہ کہیں سنی بنے اور کہیں شیعہ اور کہیں مسلمان بنے اور کہیں ہندو۔ کہ بت شکند  
 کا بسمزد آتش و از مذہب او گبر و مسلمان گلہ دارد و الغرض سب کو ایسی باتوں سے  
 کہ تعلق نہیں ورنہ میان نظر علی اور ان کے اغزہ کی اور بھی کچھ کیفیت لکھتے قولہ  
 مولوی صاحب کی لیاقت تو یہیں سے معلوم ہو گئی اقول جیسا باش ہرچہ خواہی گوئی  
 اور جو کچہ اونہوں نے لکھا تھا وہ سب رد ہو گیا اقول ایک بھی امر کا آپ سے جواب  
 نہوسکا قولہ اور اگر مولوی صاحب کو لیاقت ہے تو جواب اسکا شیعوں کی کتابوں سے  
 لکھیں اقول ہم اسکا کیا جواب دین آپ کو اس سالہ سے ظاہر ہو جاوے گا قولہ

جیسے کہ ہم نے اہل سنت کی کتابوں سے لکھا ہے اقول یہ صریحاً آپکا ادعا ہے قولہ تکملہ  
 ذکر تو متعلق تھا لیکن مولوی صاحب کو اس مقدمہ میں کچھ بن نہ آیا تو چند امور سوائے  
 اس کے انرا طعن کے لکھائے اور یہ نہ سمجھے کہ کسی نے اسکا جواب بھی لکھا ہوگا یا نہیں اس  
 کو بھی مناسب ہے کہ چند مسائل عجیب و غریب اہل سنت کے مذہب کی تخریر کے ناظر  
 کو خوش کریں اقول تبلیغہ جو امور کہ سید نے اپنی تخریر میں نقل کیے ہیں وہ متعلق  
 متعہ سے ہیں جواب انکا آپکی اگلوں نے وہی یا ہے جسکو آپنے اپنے رسالہ میں نقل کیا  
 ہے چند باتیں آپنے جو اپنی بے فہمی اور افترا پر دازی سے اس تکملہ میں نقل کی ہیں  
 اور اہل سنت پر طعنیں قرار دئے ہیں یا وہی باتیں مردودہ ہیں جسکو آپنے اکابر نقل کرتے  
 چلے آئے ہیں اور جواب پائے چلے گئے ہیں اب سنئے اور جواب اونکا لیجئے قولہ اول  
 ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی مرد مشرق میں ہووے اور کسی عورت مغرب کی رہنے والی  
 سے نکاح کرے اور کہی اوس عورت کی صورت نہ دیکھے اور وہ عورت اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی  
 ہو کہ مغرب میں سے پہنچ جاتی رہے تو وہ سبب بچہ اوس مرد مشرقی کے ہونگے جسے کہی اور  
 عورت کی شکل ہی نہیں دیکھی اور جس نے بچہ جنائے تھے وہ محروم رہیگا چنانچہ تفسیر  
 میں امام رازی نے لکھا ان المشرقی اذا تزوج بالمغربیة وحصل هناك ولد  
 ابو حنیفہ اثبت انساب مع القطع بانہ غیر مخلوق من مائۃ اقول  
 ہمارے جناب مخاطب اس مقام پر ہوش و حواس کو گم کر گئے حتیٰ کہ اپنے قاعدہ عمار پر  
 کو بھی بھول گئے جناب سامی اول اس عبارت کا پتہ و نشان تفسیر کبیر میں فرما دیں  
 یہ کہ ابو حنیفہ سے امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رحمۃ علیہ کو متین کریں کیونکہ ابو حنیفہ میں  
 فقیہ کا نام تھا اور اکثر ائمہ کے قائل ملام اور یالوق اعراض تھے جیسا کہ صاحب  
 تائوس نے لکھا ابو حنیفہ کنیۃ من الفقہاء المشہورین امام الفقہاء  
 یعنی ابو حنیفہ کنیت ہی میں نقیہوں کے مشہور زیادہ اونکا امام الفقہاء نعمان میں اثر

ہو کہ آپ کے نزدیک کیا دلیل ہے کہ یہ ابو حنیفہ اہل سنت ہیں نہ غیر اہل سنت اگر اسما سے اہل سنت  
 اہل تشیع وہ کہہ دئے چلے جاتے ہیں اور ایک کو دوسرے کے ساتھ خلط کر دیتے ہیں اگر  
 دعویٰ ہے تو اس مسئلہ کو کتب فقہیہ سے ثابت کیجئے اور پھر اس کا جواب لیجئے افسوس ہے  
 کہ آپ اس مقام پر اپنے قاعدہ کو بھی فراموش کر گئے آپ تو متعدد دوریہ کی بحث میں کہہ چکے  
 ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ مسئلہ فقہیہ کا اعتبار جب ہو جاتا ہے کہ جب کتب فقہیہ میں موجود  
 ہو پس فقہیر کبیر کتب فقہیہ سے نہیں ہے یہ آپ کا طعن آپ ہی کے قول کے مطابق اور  
 قاعدہ کے موافق لغو و بیہودہ ہے تعجب تو یہ ہے کہ آپ کوئی بات سنی سنائی وہ بھی  
 محل اور بے محل نقل کر کے اہل سنت پر طعن کر دیتے ہیں اور اپنے یہاں جو ادیس سے  
 زیادہ موجود ہے اس کو صاف بھلا دیتے ہیں دیکھئے کہ آپ کے علامہ حلی ارشاد الاذان  
 کتاب النکاح مطلب ثالث میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کے ساتھ زانی زنا کیا کرے  
 اور اس سے جو لڑکے پیدا ہوں وہ اسکی زوج کے ہونگے عبارت اسکی یہ ہے  
 ولو وطئها زان فالولد للزوج اس سے زیادہ عجیب و غریب تماشہ اور دیکھئے  
 کہ آپ کے علامہ حلی ارشاد الاذان میں لکھتے ہیں کہ جو لڑکا دس برس کی عمر کا ہو اور  
 نکاح اسکا ہو گیا ہو اگر چہ خصی ہو یا ذکر اسکا کٹا ہوا ہو اور پھر پیدا ہوا اسکی زوجہ  
 کے لڑکا بوجہ دخول کے قبل میں یا دیر میں تو وہ لڑکا اوسی خصی کا ہوگا عبارت اسکی  
 یہ ہے من بلغ عشر افعما زادوا نکان خصیاً او محبوا ثم ولد یہ بالذکر  
 قبلا او دبرا بی ان قال الحق بہ اجمی جناب سامی آپ ہیں کہ ان اپنے علامہ حلی  
 کی عقل کو تو دیکھئے وہ تو وطی فی الدبر سے نسب ثابت کرتے ہیں اور دبر میں مباشر  
 کرنے سے لڑکے جنماتے ہیں ارشاد الاذان میں لکھا ہے الوطی فی الدبر کا لوطی  
 فی القبل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلق النسب آپ کے شیخ حلی نے تو آپ کے  
 مذہب کا پورا پورا ردہ اٹھا دیا اور سارا پردہ فاش کر دیا شعر

عشق از روی حیا پرده تقوی برداشت و طبل پنهان چه نرم طشت من از بام افتاد  
 خلاصہ کلام یہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ وطی فی الدبر سارے حکموں میں مثل وطی فی القبل کے  
 ہے یہاں تک کہ احکام نسب میں ہی۔ ماشار الہد فہم ہو تو اتنی ہو کہ مقعد کو موضع ولادت  
 سمجھیں اور احکام نسب کو اس سے متعلق کریں قولہ دوم اور اگر کوئی اپنی مان یا  
 بین یا خیر یا خال یا پھولی سے نکاح کر کے مجامعت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اس کو  
 حد نہ مارینگے اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجہر حرام ہے چنانچہ فتاویٰ قاضی غفر اللہ  
 کو تزوج بذات محرم نحو البنت والاخت والام والعمۃ والخالة  
 وجا معہا لاحد علیہ فی قول ابی حنیفۃ وان قالت علمت انها علی  
 حرام اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ من تزوج امراة لا یحل نکاحها بان کانت  
 من ذوی محاربتہ بہ نسبہ کامہ او بنتہ فوطیہا لا یحب علیہ  
 الحد عند ابو حنیفۃ وسفیان الثوری و زفریان قال علمت انها  
 علی حرام اقول اولاً یہ کہ یہ صورت بطریق فرض ہے اور فرض کو وقوع النکاح  
 نہیں ثانیاً یہ کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک وطی کنیز بلا دروغی سے حد لازم آتی ہے چہ جائے  
 وطی محارم لیکن امام یہ کہتے ہیں کہ صورت تزوج محارم میں حد کہ جو مخصوص ساتھ زنا  
 کے ہے نہ مارے جاوے گی کیونکہ لفظ تزویج سے حد زنا باطل ہو جاوے گی لیکن تعزیریں  
 شدیدہ او سپر واجب ہوگی آپ اس مسئلہ میں مفت حنفیہ پر طعن کرتے ہیں آپ کے یہاں  
 تو یہ مسئلہ خود موجود ہے کہ سقوط حد کی علت میں اختلاف ہے چنانچہ حلی نے ارشاد الاف  
 کتاب الحدود کے اوایل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے مان یا بہن یا بیٹی یا  
 خالہ یا پھولی یا بہانچی یا بہتیچی یا پوتی یا نواسی وغیرہ من المحرمات الموبدات  
 سے اور اس وہم میں ڈوبا ہو کہ ان عورتوں سے نکاح صحیح ہے تو او سپر حد نہیں  
 مارے جاوے گی عبارت اس کی یہ ہے فلو تو هم العقد علی المحرمات الموبدات

صحیحاً اسقط الحمد پس آپکا طعن کہ زانحقیہ پر اس سلسلہ میں جو آپکے یہاں  
 موجود ہے گو کہ سقوط حد کی علت میں اختلاف ہے محض لغو و بیہودہ ہے قولہ سوم  
 اور فخر الاسلام نے بزودی میں لکھا ہے کہ الصوفیۃ اکثر ہمارا اہل السنۃ  
 والجماعۃ ومنہم من یکون صاحب الکرامت یعنی صوفی اکثر  
 اہل سنت و جماعت ہوتے ہیں اور بعض انہیں سے صاحب کرامت ہوتے ہیں جنکو  
 اولیاء اللہ کہتے ہیں اور لکھا ہے کہ ایک فرقہ انہیں جسیہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جنت  
 کہ خدا دوست رکھتا ہے بندہ کو تو اس سے خطاب اڑھ جاتا ہے اور سب عبادت اور  
 ساقط ہو جاتی ہے نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں نہ ستر کو چھپاتے ہیں اور زنا  
 اور افلام سے سیر نہیں ہوتے اور ایک فرقہ ان اولیاء میں اباحت ہے اور وہ آدھوں  
 کے مالوں کو اور انکی عورتوں کی فروج کو مباح اور حلال جانتے ہیں کہ اس میں  
 ماوراء و دختر اور خواہر کی بھی فروج آگئی یہاں اولیاء اللہ اہل سنت کے ہیں کہ جن سے  
 اپنا فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیاء اہل سنت ہی میں ہوئے ہیں اقول جس قدر  
 عبارت اپنے بزودی کی نقل کی اس سے تو نہ آپکو منفعت حاصل ہوئی اور نہ ہکونضر  
 واقع ہوئی البتہ جس قدر کہ اپنے بڑا یا ہے سو وہ ایجاد بندہ ہے فخر الاسلام کا کلام نہیں  
 اگر دعویٰ ہے تو پوری عبارت نقل کر دہا اگر ہمارے مخالف ہو تو اسکا جواب لو چونکہ اب کو کو  
 کو صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ گمان بد ہے اور انکی نسبت جو ٹی برائی کرنے میں  
 نہایت کد ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپکے شہید ثالث کی کتاب مجالس المؤمنین سے  
 تو بڑی سی عبارت نسبت صوفیہ کے نقل کر دیا جو دے تاکہ آپکو معلوم ہو جاوے کہ آپکے  
 مقتداؤن کا عقیدہ صوفیہ کی نسبت کیا ہے مجلس نہم در ذکر جمعی از صوفیاء صافی  
 طوٹ کہ نزد سالکان سادہ طریقت و موسسان قواعد شریعت و حقیقت مقصود انہی  
 دہ عالم و اخراج بنی آدم بعد از ایجاد و ہر دنیا و امیہ ہدی علیہم الصلوٰۃ اللہ

وجودنا بض الجود این طایفه کرام و اصفیای عظام کثریم ہمدین الانام زشت است کہ بیاہر  
توفیق از اولی مراتب خاک یا علی مدارج افلاک ترقی نموده اند و از حقیض خمول بفرشت  
باج قبول ملکیت تلقی فرمودہ اند کہ از پرتو سراج و باج و عکس شعل بیدی المد لندہ بین  
یشار با ساکنان ملائکہ و متزویان عالم بالا و سلاک انتظام منخرط گشتہ و بہر تہ رسیدہ کہ  
اسو قبل از ظهور شاہدہ نمودہ اند و خواہیم اشیار پیش از بروز وجود مطالعہ فرمودہ دیار  
دین و دولت بہ میامین بہت ایشان قایم و قوام ملک ملت بہ وابط وجود ایشان نظر یک  
بازان بساط مردے و صدر تشبہان صفہ در دمنہ جبرئہ تشہ جگر و دست انشایان بے باہر  
گم گشتگان جادہ سلامت متزویان کنج سلامت زندہ پیلان زندہ پوش وزندہ دلان صاحب  
ہوش خرضہ پوشان خانقاہ قدس باوہ نوشتان بزم گاہ انس شامان بے کلاہ و امیران بے

### ابیات

تومی ملوک طبع کلاز روی سلطنت گوئی کز احترام سلاطین کشور اند  
زیر کلیم شان جم و خاقان قیصر اند  
امر و از نعیم جہان چشم دوختند  
فراد خود از کرشمہ بفر دین بنگر اند  
سنگر بچشم خوار درین پا برہنگان  
نزد خود عزیز تر از دیدہ سر اند  
آدم بہشت را بدو گندم اگر دوزخ  
حقا کہ این گروہ بیک جوئی خرد قولہ چہارم اور امام شافعی کے نزدیک اپنی دھرم سے جو کرنا ہے  
اپنے نطفہ سے پیدا ہوئی ہر کج کرنا جائز ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے  
المخلوقۃ من ماء الزانی بحرم علی الزانی وقال الشافعی انہا یست  
بنتا فوجب ان لا یجزہہ اقول یہ نقل اور نقل سابق یعنی اذا تزوج دون دون  
کے ہوئے ہیں رسالہ متعہ مجتہد لکھنوی سے جواب انکا شکوت ہے میں نے تشریح موجود ہے لیکن  
اس مقام پر صرف اس قدر بیان لینا چاہیے کہ تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے عورت سے زنا کیا  
پھر اس کو نکاح کی مان اور بیٹی کے اپنے نکاح میں لایا تو جائز ہے استبصار میں ہاشم سے نقل کیا ہے  
قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام حالساً فدخل علیہ رجل

له من یاتی المرأة حراماً یتزوجها قال نعم وامهما وبنتهما  
 تحرم الزانیة علی اب الزانی واهبة مطلقاً علی رای ولا تحرم المزنی  
 ولا بنتها یعنی ہاشم کہتا ہے کہ میں بیٹا تھا امام ابو عبد اللہ کے پاس میں آیا ایک شخص اور  
 سوال کیا اس نے امام سے کہ جو شخص کسی عورت سے حرام کرے آیا نکاح کر سکتا ہے اس سے فرمایا ہاں  
 اس سے اور مان اس کی سے اور بیٹی اس کی سے علی نے ارشاد الاذان میں کہا ہر کا تحرم الزانیة  
 علی اب الزانی وایند مطلقاً علی رای ولا تحرم المزنی بھا ولا بنتھا اس سے کہ آپ  
 انہی پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے بیان کی کتاب شرایع کو نہیں دیکھتے ہیں صاحب شرایع  
 کہتے ہیں النسب یثبت مع النکاح الصحیح ومع الشبهة ولا یثبت  
 مع الزنا فلونہا فاف الخلق من مائة ولد علی الجرم لہ ینسب الیہ  
 شرحا و یعنی نسب ثابت ہوتا ہے ساتھ نکاح صحیح کے اور ساتھ شہدہ کے اور نہیں ثابت  
 ہوتا ہے ساتھ زنا کے پس اگر زنا کرے پس اولاد اس کی لطف کی نہیں نسبت کیا وگی طرف اس کے  
 شرعاً گولفتہ کلام کی پس اس حالت میں امام شافعی پر کون سی جگہ طعن کی ہر امام ہی کہتے  
 ہیں کہ ما زانی کے شرع میں کچھ مرت نہیں اور جو اس کے زنا سے پیدا ہوئے وہ داخل آیت  
 نہ اموات نہیں قولہ تخم اور اگر کوئی مرد کچھ بی بی کو خوجی دیکر اس سے زنا کرے تو ابو حنیفہ کے  
 نزدیک اس پر جاری نہیں ہوتی چنانچہ اختلاف الایمہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے۔  
 لو استاجر امرءة لیذنی بها ففعل وجب علیہ الحد بالاتفاق  
 الاما حکى عن ابی حنیفہ انہ قال لا حد علیہ اقول یہ روایت  
 اسی کتاب رحمۃ اللہ علیہ فی اختلاف الایمہ کی ہے کہ جبکہ نام سے اس وقت تک آپ واقع  
 نہیں اس کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی اور اہل تشیع کی نظر  
 پر اعتبار نہیں خصوصاً جناب مخاطب اسی رسالہ میں جو بی نقلیں اور اچکے ہیں اور  
 عبارتیں بنام نہاد کتاب بنا چکے ہیں قولہ ششم اور کوئی عورت طفل یا مجنون سے

وطمی کر دای تو کسی پر حد جاری نہیں ہوگی چنانچہ ہدایہ میں لکھا تھا واذ انی  
 والمجنون باحد من طاعتہ فلا حد علیہ وعلیہا قول  
 ہدایہ کی مع پتہ نشان کے لئے آپ کی نقل پر اعتبار نہیں آپ کے جہوت کو نسبت ہدایہ  
 پہلے لکھ چکے کما تک آپ کے ہو تو لکھو بیان کریں ایجاب آپ حد پر کیا زبان جبار  
 اور تو دیکھئے استہصار کو ملاحظہ کیجئے اور میں لکھا ہے کہ جو وقت مرد اپنی عورت کے  
 کے مکان میں وطی کرے اور انزال ہووے تو نہ مرد پر غسل ہے اور نہ عورت پر اور اگر  
 تو مرد پر غسل ہے عورت پر غسل نہیں ہے عبارت اسکی یہ ہے فی باب الرجل یس  
 فیما دون الفرج اذ اتی الرجل المرأة فی دبرها ولم یزل فلا  
 فان انزل فعليه الغسل ولا غسل علیها بل واحد کے نہ مارے جائیے تو تو  
 باطل مطلق اور غسل کے نہ کرنے سے تو طہارت ہی جاتی رہتی ہے قولہ ہفتہم اور اگر کوئی کہے کہ کسی سے  
 فرض لیوے تو فرض لینے والے کو وطی کرنی اوس گنیز سے جائز ہے چنانچہ کتاب باختلاف الاما  
 رحمۃ الامامین لکھا ہے قال المزنی وابن جریر الطبری یجوز فرض الاما  
 اللواتی یجوز للمقترض وطہین اقوال میں روایت اسی کتاب کی ہے کہ جسکے ساتھ  
 قبل میں لکھ چکے ہیں اور آپ اس کے نام سے ایک کتابت نہیں ہیں لیکن عجیب نہیں ہے کہ یہ روایت انشی  
 اور صاحب تحف نے بھی اس مسئلہ کو اہل تشیع کی طرف منسوب کیا ہے اور مرنے ہی قدوسی شیعہ میں لکھا  
 ہے چنانچہ تحف میں لکھا ہے و نیز گویند کہ اگر گنیز کے شخص سے نزدیکی کرے گنیز اور  
 وطی کر دے اور پھر اولد مرتن شد۔ میں اس سال کو اس عا پر ختم کرتا ہوں کہ اے اللہ  
 یہ میرے تیرے اور تیرے رسول کی رضا مندی اور خوشنودی کی واسطے لکھا ہے جمیع اہل اسلام  
 کو اس تحریر سے نفع عطا فرما اور اس کے طفیل سے میرا خاتمہ بخیر کر اللہم احشرنا تحت  
 تراب اقدام احبائک فقط  
 تمام مشد  
 کتابت سالانہ